گنج نامہ

سنہ تالیف ۱۱۹۰ھ

تالیفِ لطیف

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین جناب اعلیٰ و اقدس حضرت مولینا
سیّدی شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ العزیز

ترجمہ:

حضرت مولانا سیّد خواجہ احمد اللہ حسینی صاحب

9 نومبر 2012

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

پنج گنج

تالیف منیف

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین جناب اعلیٰ واقدس

حضرتنا و مولانا السیدی شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ العزیز

مترجم

حضرت مولانا سید خواجہ احمد اللہ حسینی صاحب

بی اے (عثمانیہ)

طباعت بارِ دوم

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید شاہ غلام افضل بیابانی خسرو پاشاہ مدظلہ عالی

سجادہ نشین بارگاہ سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ قاضی پیٹھ

چیرمن مسلم اوقاف بورڈ آندھرا پردیش

PUNJGANJ (HAZRAT SYED FAZIL BIABANI)

email: contact@afzalbiabani.net

جملہ حقوق محفوظ

بارِ اول ۱۹۹۱ء

باردوم ۲۰۱۲

تعداد ۲۰۰

قیمت ۲۰۰/-

مطبوعہ ایس ایس ایس کمپیوٹر گرافکس۔ حیدرآباد
فونمبر 08885562636

زیر اہتمام محبان شاہ افضل بیابانیؒ

ملنے کا پتہ: حسینی سادات منزل

23-1-689/A مغلپورہ، حیدرآباد

عرفان برادرس
عبدالنبی شاہ کامپلکس، ہنمکنڈہ، ورنگل

PUNJGANJ (HAZRAT SYED FAZIL BIABANI)

KAZIM SERIES
Near Fire Station, Moghal Pura,
HYDERABAD-500 002.
Cell: 9177396593, 9246524187

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ اشاعت دوم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مجھ عاصی کو پنج گنج مولفہ حضرت سیدنا فاضل بیابانی قدس سرہ اردو ترجمہ جدی حضرت سید خواجہ احمد اللہ حسینی علیہ الرحمہ کے دوسرے ایڈیشن کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں سپاس گذار ہوں حضرت مولانا سید شاہ غلام افضل بیابانی خسرو پاشاہ مدظلہ عالی سجادہ نشین بارگاہ سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ قاضی پیٹھ وچیرمن مسلم اوقاف بورڈ آندھرا پردیش کہ جن کی سرپرستی وپشت پناہی نے مجھے بڑی ہمت دلائی اور یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ کتاب اغلاط سے پاک ہو۔ اگر پھر بھی کتاب میں سہو یا طباعت میں کوئی غلطی ہو تو قارئین ہماری مجبوری کا احساس کرتے ہوئے ہمیں معاف فرمادیں ونیز اس کی نشان دہی کریں تاکہ آئندہ کی اشاعت میں درست کرلیا جاسکے۔

اس کتاب کی طباعت میں دام درمے سخنے تعاون کرنے والے تمام احباب کا عموماً اور میرے عم محترم الحاج سید خواجہ نور اللہ حسینی صاحب قبلہ کا خصوصاً شکر گذار

ہوں جنہوں نے مجھے اس کام کی ذمہ داری عطا فرمائی۔ محترمی و معظمی ڈاکٹر حافظ سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی حیدر قادری صاحب کا بھی شکر گذار ہوں کہ جنہوں نے بیرون تکمیل کتابت فرماتے ہوئے کتاب کی تزئین وخوبصورتی میں اضافہ فرمایا اسی طرح محترم و معظم سید سعید قادری صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود کتابت کے دشوار گذار کام کو اپنی اعلیٰ صلاحیت سے بروقت مکمل کیا جس کی بدولت آج طباعت کے مرحلہ سے گذر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایک جانب وہ اس بیش بہا خزانہ سے ہم کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور دوسری جانب اس کے ذریعہ ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰس و علی اٰلہ و صحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

۲۴ر صفر ۱۴۳۳ھ م

طالب دعا

بمقام مغل پورہ۔ حیدرآباد

حافظ سید خواجہ عبداللہ حسینی ابن حضرت سید خواجہ خلیل اللہ حسینی مدظلہ

PUNGANI HAZRATI SYED FAZIL BIABAND

فہرست مضامین پنج گنج

	عنوانات		صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	اشاعت دوم	i
۲	پیش لفظ	از مترجم	ix
۳	**باب اول**	درحقیقتِ دنیا	2
۴	فصل اول	درکیفیتِ اولیاء	2
۵	فصل دوم	درکیفیتِ دنیا	5
۶	فصل سوم	احوال طالبِ دنیا	8
۷	فصل چہارم	ہدایت براہل دنیا	9
۸	فصل پنجم	دربیان عوالم	11
۹	**باب دوم**	درمعاملہ عافیت ونتائج	13
۱۰	فصل اول	فضائل تعوذ	13
۱۱	فصل دوم	فضائل تسمیہ	16
۱۲	فصل سوم	دربیان ایمان ونماز	19
۱۳		فضائل ایمان	19
۱۴		فضائل نماز	19
۱۵	فصل چہارم	دربیان حشر	20
۱۶	فصل پنجم	دربیان آثار قیامت	24
۱۷		آثار قیامت	24
۱۸		فضائل استغفار	26
۱۹		فضائل توبہ	28
۲۰		فضائل درود شریف	29
۲۱		برکات بخشش تمام	31
۲۲		برکاتِ پوشیدہ لباس	32
۲۳		فوائد حمایت مظلوم	32
۲۴		مراتب مبلغین	33
۲۵		ہدیہ ملک الموت	33
۲۶		تحفظ طہارت	33
۲۷		ہدیۂ قبر	35
۲۸		ہدیہ منکیر ونکیر	35
۲۹		تواضع مع الخلق	36
۳۰		صدق القول	36
۳۱		ہدیۂ میزان	37
۳۲		ہدیۃ النبی ﷺ	38
۳۳		ہدیۃ الروح	39
۳۴		ہدیۃ الرب	41
۳۵		فضائل کلمہ شریف	41
۳۶		ادائی حقوق	42
۳۷		حقوق مادر وپدر	42
۳۸		حقوق شوہر وزن	43
۳۹		حقوق استاد وشاگرد	44
۴۰		حقوق ہمسایہ	44

PUNJGANJ (FAZRATH SYED FAID RIAZAND)

۴۱	باب سوم	فضائل اہل بیت وسادات	46
۴۲	امیر المومنین حضرت	ابوبکر صدیقؓ	46
۴۳	امیر المومنین حضرت	عمر فاروقؓ	46
۴۴	امیر المومنین حضرت	عثمان غنیؓ	47
۴۵	فصل اول	فضائل اہل بیت	48
۴۶	ذکر مبارک	آنحضرت ﷺ	48
۴۷	امیر المومنین حضرت	علی المرتضیٰؓ	49
۴۸	ذکر حضرت سیدہ	خاتون جنت بی بی فاطمہؓ	53
۴۹	دوازدہ امام		54
۵۰	حضرت سیدنا	امام حسنؓ	54
۵۱	حضرت سیدنا	امام حسینؓ	54
۵۲	حضرت سیدنا	زین العابدینؓ	54
۵۳	حضرت سیدنا	امام باقرؓ	55
۵۴	حضرت سیدنا	امام جعفرؓ	56
۵۵	حضرت سیدنا	موسیٰ کاظمؓ	58
۵۶	حضرت سیدنا	امام موسیٰ رضاؓ	59
۵۷	حضرت سیدنا	امام محمد تقیؓ	61
۵۸	حضرت سیدنا	امام نقیؓ	61
۵۹	حضرت سیدنا	ابوالحسن عسکریؓ	63
۶۰	حضرت سیدنا	حسن عسکری ثانیؓ	63
۶۱	حضرت سیدنا	مہدیؓ	63
۶۲	حضرت سیدنا	مہدی صاحب قرآنؓ	63
۶۳	ازواج	مطہرات	65
۶۴	ام المؤمنین حضرتہ	خدیجۃ الکبریٰؓ	65
۶۵	ام المؤمنین حضرتہ	عائشہ صدیقہؓ	65
۶۶	ام المؤمنین حضرتہ	زینبؓ	66
۶۷	ام المؤمنین حضرتہ	سودہؓ	67
۶۸	ام المؤمنین حضرتہ	صفیہؓ	67
۶۹	ام المؤمنین حضرتہ	حفصہؓ	67
۷۰	ام المؤمنین حضرتہ	میمونہؓ	67
۷۱	ام المؤمنین حضرتہ	ام سلمیٰؓ	67
۷۲	فصل دوم	چہاردہ معصوم	68
۷۳	فصل سوم	فضائل سادات	70
۷۴	فصل چہارم	کیفیات سادات	72
۷۵	فصل پنجم	آداب سادات	73
۷۶	**باب چہارم**		75
۷۷	فصل اول	ذکر اولیاء	75
۷۸	ذکر حضرت	اویس قرنیؓ	75
۷۹	ذکر حضرت	خواجہ حسن بصریؒ	78
۸۰	ذکر حضرت	مالک دینارؒ	79
۸۱	ذکر حضرت	خواجہ حبیب عجمی	79
۸۲	ذکر حضرتہ	رابعہ بصریؒ	80
۸۳	ذکر حضرت	ابراہیم بن ادھم بلخیؒ	82
۸۴	ذکر حضرت	بایزید بسطامیؒ	85
۸۵	ذکر حضرت	عبداللہ مبارکؒ	87
۸۶	ذکر حضرت	خواجہ سفیان	88
۸۷	ذکر حضرت	امام اعظم ابوحنیفہؒ	88
۸۸	ذکر حضرت	امام شافعی	90

PUNJGANJ (BAZRATH SYED ALI TIRMIZI BANDI)

۸۹	ذکر حضرت	امام مالکؒ	91
۹۰	ذکر حضرت	امام احمد حنبلؒ	92
۹۱	ذکر حضرت	داؤد طائیؒ	93
۹۲	ذکر حضرت	امام ابو یوسفؒ	94
۹۳	ذکر حضرت	امام محمدؒ	94
۹۴	ذکر حضرت	خواجہ معروف کرخیؒ	94
۹۵	ذکر حضرت	خواجہ سری سقطیؒ	96
۹۶	ذکر حضرت	ذوالنون مصریؒ	98
۹۷	ذکر حضرت	منصور حلاجؒ	99
۹۸	ذکر حضرت	شیخ احمد جامؒ	99
۹۹	ذکر حضرت	احمد خضریہؒ	100
۱۰۰	ذکر حضرت	نظام الدین گنجویؒ	100
۱۰۱	ذکر حضرت	شیخ فرید الدین عطارؒ	100
۱۰۲	ذکر حضرت	شیخ نجم الدین کبریٰؒ	101
۱۰۳	ذکر حضرت	شمس الدین تبریزیؒ	102
۱۰۴	ذکر حضرت	عبداللہ بلیانی	102
۱۰۵	ذکر سلطان الاولیاء غوث اعظم دستگیرؒ	پیران پیر حضرت	103
۱۰۶	سلطان العارفین	حضرت سید احمد کبیر رفاعی	113
۱۰۷	ذکر حضرت	شیخ شہاب الدین سہروردیؒ	115
۱۰۸	ذکر حضرت	شیخ سعدی شیرازیؒ	116
۱۰۹	ذکر حضرت	شیخ بہاء الدین ذکریاؒ	116
۱۱۰	ذکر حضرت	شیخ فخر الدین عراقی	117
۱۱۱	ذکر حضرت	امیر حسین سادات	117
۱۱۲	ذکر حضرت خواجہ	بہاء الدین نقشبندؒ	117
۱۱۳	ذکر حضرت	حمید الدین ناگوریؒ	118
۱۱۴	ذکر حضرت	مخدوم جہانیانؒ	118
۱۱۵	ذکر حضرت	حافظ شیرازیؒ	119
۱۱۶	ذکر حضرت	برہان الدین سراجؒ	119
۱۱۷	ذکر حضرت	سراج الدین شاہ عالم	120
۱۱۸	ذکر حضرت	مولانا جلال الدین رومی	120
۱۱۹	ذکر حضرت	حسام الدین حلبیؒ	121
۱۲۰	ذکر حضرت	عبدالرحمٰن جامیؒ	121
۱۲۱	ذکر حضرت	شاہ بدیع الدین مدار	122
۱۲۲	فصل دوم		122
۱۲۳	در ذکر	اولیاء ہند	122
۱۲۴	ذکر حضرت	خواجہ عبدالحق دہلویؒ	122
۱۲۵	ذکر حضرت خواجہ	معین الدین چشتیؒ	123
۱۲۶	ذکر حضرت خواجہ	قطب الدین بختیار کاکی	126
۱۲۷	ذکر حضرت خواجہ	فرید الدین گنج شکرؒ	128
۱۲۸	ذکر حضرت خواجہ	نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی	131
۱۲۹	ذکر حضرت خواجہ	نصیر الدین چراغ دہلوی	136
۱۳۰	ذکر حضرت	منتجب الدین۔۔۔	138
۱۳۱	ذکر حضرت	برہان الدین غریبؒ	138
۱۳۲	ذکر حضرت	زین الحقؒ	139
۱۳۳	ذکر حضرت	امیر خسروؒ	140
۱۳۴	ذکر حضرت	خواجہ بندہ نوازؒ	142

۱۳۵	ذکر حضرت بابا کوچکؒ	143
۱۳۶	ذکر حضرت شاہ محمد ملتانیؒ	144
۱۳۷	ذکر حضرت مخدوم سید سعید الدین رفاعیؒ	145
۱۳۸	ذکر حضرت مخدوم سید شاہ علیؒ	145
۱۳۹	ذکر حضرت مخدوم سید ضیاء الحق والدینؒ	146
۱۴۰	ذکر حضرت مخدوم سید شاہ اشرف بیابانیؒ	146
۱۴۱	ذکر حضرت سید شاہ محمد امین بیابانیؒ	147
۱۴۲	ذکر حضرت سید شاہ محمد احمد بیابانیؒ	148
۱۴۳	ذکر حضرت سید شاہ افضل اولی بیابانی	149
۱۴۴	ذکر حضرت سید شاہ فاضل بیابانی مصنف پنج گنج	152
۱۴۵	ذکر حضرت سید شاہ یٰسین بیابانیؒ	156
۱۴۶	ذکر حضرت سید شاہ جمال البحر معشوق ربانیؒ	157
۱۴۷	ذکر حضرت میراں سید حسین بغدادیؒ	158
۱۴۸	ذکر حضرت سید شاہ امین الدین اعلیٰؒ	159
۱۴۹	ذکر حضرت جان اللہ شاہ صاحبؒ	159
۱۵۰	ذکر حضرت شاہ برہان الدین راز الٰہیؒ	160
۱۵۱	**فصل سوم**	162
۱۵۲	در بیان اولیاء دکن	162
۱۵۳	ذکر حضرت شیخن احمد شطاریؒ	162
۱۵۴	ذکر حضرت شاہ مجد الدین مرحوم	164
۱۵۵	ذکر حضرت شاہ عبد الشکور مرحوم	164
۱۵۶	ذکر حضرت شاہ عنایت اللہ ٹاٹ پوشؒ	165
۱۵۷	ذکر حضرت نظام الدین چشتی مرحوم	166
۱۵۸	ذکر شاہ عطا اللہ صاحب مرحوم	167
۱۵۹	ذکر شاہ غلام حسین صاحب مرحوم	167
۱۶۰	ذکر سید شاہ فخر الدین صاحب مرحوم	168
۱۶۱	ذکر سید شاہ فضل صاحب مرحوم	168
۱۶۲	ذکر سید شاہ منجلے صاحب مرحوم	169
۱۶۳	ذکر حاجی حسام الدین صاحب مرحوم	169
۱۶۴	ذکر میاں محمد خضر صاحب مرحوم	169
۱۶۵	ذکر شاہ واجد صاحب مرحوم	170
۱۶۶	ذکر شاہ حسین الکبیر صاحب مرحوم	171
۱۶۷	ذکر حضرت سید ابراہیم صاحب مرحوم	173
۱۶۸	ذکر حضرت سید شاہ عبد الستار قندھاری	173
۱۶۹	**فصل چہارم**	174
۱۷۰	ذکر مشائخاں بلدہ حیدرآباد	174
۱۷۱	ذکر سید شاہ قادریؒ	174
۱۷۲	ذکر سید درویش محی الدین قادری مرحوم	174
۱۷۳	ذکر شاہ فتاح صاحب	175
۱۷۴	ذکر حافظ ابراہیم صاحب مرحوم	175
۱۷۵	ذکر سید معین الدین صاحب قادری مرحوم	175
۱۷۶	ذکر عبد الوہاب صاحب مرحوم	176
۱۷۷	ذکر شاہ ابو الحسن صاحب مرحوم	176
۱۷۸	ذکر حضرت سید قطب عالم بخاریؒ	177
۱۷۹	ذکر سید سلیمان مرحوم	178
۱۸۰	ذکر سید شاہ ظہور اللہ صاحب مرحوم	178
۱۸۱	ذکر شاہ نور اللہ صاحب مرحوم	179
۱۸۲	ذکر شاہ رضا صاحب مرحوم	179

PUNIGANUHAZRATE SHUBAZIL BIABANI

۱۸۳	ذکر شاہ عسکر اللہ صاحب مرحوم	180
۱۸۴	ذکر شاہ عبد النبی صاحب مرحوم	181
۱۸۵	ذکر شاہ عطا اللہ صاحب مرحوم	182
۱۸۶	ذکر کلیم اللہ صاحب مرحوم	182
۱۸۷	ذکر باد شاہ صاحب مرحوم	183
۱۸۸	ذکر پیر باد شاہ صاحب مرحوم	183
۱۸۹	ذکر شاہ خواجہ صاحب مرحوم	184
۱۹۰	ذکر شاہ تمیم صاحب مرحوم	185
۱۹۱	**فصل پنجم**	186
۱۹۲	در ذکر مجذوبان	186
۱۹۳	ذکر شاہ حنیف صاحب	186
۱۹۴	ذکر شاہ ہول صاحب	186
۱۹۵	ذکر شاہ کڑک عرف میاں صاحب	187
۱۹۶	ذکر شاہ محمد شاکر صاحب	188
۱۹۷	ذکر مجذوب صاحب	188
۱۹۸	ذکر شاہ کامل دادا صاحب	189
۱۹۹	ذکر شاہ امان اللہ صاحب	190
۲۰۰	ذکر سید محمود صاحب	190
۲۰۱	دفعہ ذکر سید محمود صاحب	190
۲۰۲	ذکر شاہ بوریا صاحب مرحوم	191
۲۰۳	**باب پنجم**	192
۲۰۴	در بیان توحید و ذکر و اشغال و وظائف	192
۲۰۵	فصل اول	192
۲۰۶	فصل دوم وحدۃ الوجود	194
۲۰۷	فصل سوم در ذکر و اشغال	195
۲۰۸	شغل سہ پایہ	195
۲۰۹	مراعات ذکر	196
۲۱۰	طریقہ ذکر	196
۲۱۱	ذکر پاس انفاس	197
۲۱۲	ذکر مسبعات عشر	197
۲۱۳	فصل چہارم	200
۲۱۴	در ذکر صلوٰۃ	200
۲۱۵	صلوٰۃ عاشورہ	200
۲۱۶	دعاء عاشورہ	201
۲۱۷	دعا آخری چہارشنبہ	202
۲۱۸	نماز رجب لیلۃ الرغایب	202
۲۱۹	نماز شب معراج	202
۲۲۰	نماز شب برأت	203
۲۲۱	نماز لیلۃ القدر	203
۲۲۲	نماز شوال المکرّم بروز عید الفطر	203
۲۲۳	نماز ذی الحجہ	203
۲۲۴	نماز ہول	204
۲۲۵	نماز استخارہ	204
۲۲۶	نماز تہجد	205
۲۲۷	نماز قلاقل	206
۲۲۸	نماز چاشت	206

۲۲۹	نماز غوثیہ	208
۲۳۰	ختم غوثیہ	208
۲۳۱	ختم خواجگان	208
۲۳۲	نماز کفارہ عمری	209
۲۳۳	دعاء رجعت	209
۲۳۴	فصل پنجم	210
۲۳۵	مختلف کیفیات ولطائف	210
۲۳۶	مختلف واقعات	
۲۳۷	مختلف کیفیات	
۲۳۸	لطائف	

PUNJGANJ (HAZRATH SYED FAZIL BIABANI)

پیش لفظ

الحمد للہ حمداً کثیراً۔ اما بعد اس ناچیز کو جو بے پناہ عقیدت و وابستگی بارگاہ حضرت اقدس سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ الہ علیہ سے ہے اور جن کے اکرام و فیوض سے میری زندگی کا کوئی لمحہ خالی نہیں مولیٰ تعالیٰ نے مجھ ضعیف و ناتواں اور علمی بے مائیگی کے باوجود حضرت اقدس سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف گرامی جو بنام پنج گنج بہ زبان فارسی جس کو حضرت قدس سرہ نے ۱۱۹۰ھ میں ترتیب دیا تھا' ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ میری بصارت اس قابل نہیں تھی کہ اس کتاب کو پڑھوں اور ترجمہ کروں۔ اس لئے میں نے اپنے فرزند سید خواجہ خلیل اللہ حسینی' پرنسپال گورنمنٹ جونیر کالج کی خدمات سے استفادہ کیا۔ وہ پڑھتے جاتے اور میں ترجمہ لکھواتا جاتا۔ ایک زبان کے مفہوم و مطالب کو دوسری زبان میں منتقل کرنا کس درجے مشکل ہے اس کا اندازہ تو صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اس دشوار گزار گھاٹی سے گزرنا پڑا ہے۔ یہ دشواری اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جبکہ بصارت جواب دے چکی ہو اور پڑھنے والے فارسی زبان کے نشیب و فراز سے ناواقف ہوں۔ بزبان فارسی جو پنج گنج' جس سے ترجمہ کرنے کی سعادت ملی' کاتب کی غلطیوں سے معریٰ نہیں۔ اس ترجمہ میں بساط بھر کوشش کی گئی ہے کہ مطالب میں کوئی فرق نہ آئے' فرزندی سید خواجہ خلیل

اللہ حسینی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود شب و روز اپنے اوقات کو اس ترجمے کے لئے وقف کیا۔ میری پروردگار عالم سے یہ دعا ہے کہ انہیں دین و دنیا کی دولت سرمدی سے سرفراز فرمائے۔ ان کے شوق کو دوآتشہ بنانے میں حضرت مولانا سید شاہ غلامِ سرور بیابانی صاحب قبلہ سجادہ نشین بارگاہ عالیہ اور ان کے برادر عالی جناب سید شاہ عبدالقادر بیابانی صدیق پادشاہ صاحب کو فراموش نہیں کیا جاسکتا جو نہ صرف اہل اللہ سے ہیں بلکہ اہل علم کی سرپرستی سے کبھی اپنے کو خالی نہیں رکھتے۔ چنانچہ مجلّہ بیابانیہ کی اشاعت اور اس ترجمہ کی اشاعت کا سہرا صاحبانِ موصوف ہی کے سر ہے۔

قارئین کرام اور اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ احقر کی غلطیاں اور فروگزاشتیں بوقت مطالعہ علم میں آئیں تو تحریری طور پر مطلع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں ان کی تلافی کی جاسکے۔ خدائے ذوالجلال اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس حقیر بندے کے لئے کفارۂ سیئات اور ذریعہ نجات اور توشۂ آخرت بنائے۔

یکم جنوری ۱۹۹۱ء

خاکپائے شاہ افضل بیابانیؒ
وخلیفہ شاہ عبدالکریم بیابانیؒ
سید خواجہ احمد اللہ حسینی بی اے

PENGANJ (HAZRAT SYED FAZIL BIABANI)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد الله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد شفیع المذنبین والہ الطیبین واصحابہ اجمعین ونعم الانصارین ونعم المہاجرین

امابعد، یہ فقیر حقیر سراپا تقصیر، خاک پائے عرفائے کامل جس کا نام سید محمد فاضل ولد سید امین ولد سید فاضل الحسینی البیابانی الرفاعی ہے غیبی امداد سے و نیز بلاشبہ استخارہ کر کے اس رسالے کے جمع کرنے میں کمر باندھی اور اس کا نام پنج گنج رکھا۔

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب میں پانچ فصل ہیں، مکمل کیا۔ اربابِ اہلِ نظر سے التماس ہے کہ اگر کوئی سہو یا غلطی معلوم ہو تو ازراہِ کرم وعفو پوشیدہ رکھیں اور بجائے تنبیہ کے نظر انداز کر دیں.....

دیدۂ انصاف چو بینا بود　　دُر شود گرچہ کہ او مینا بود

جب انصاف کی آنکھ روشن ہو تو شیشہ بھی موتی ہو جاتا ہے

من خجلم از عملِ خام خویش　　تو بہ ملامت نہ کنم سرزنش

میں اپنے ناتمام کام پر شرمندہ ہوں تو مجھے ملامت کر کے شرمندہ نہ کر

در روش زمرۂ آزادگان　　نیست روا طعنہ بر اُفتادگان

دانش مندوں کا طریقہ، گرے ہوؤں پر اعتراض کرنا نہیں ہوتا

چشمِ منیریں بود از عیب پاک　　بے نیر از عیب کند زو چہ پاک

روشن آنکھ عیب سے پاک ہوتی ہے اور عیب سے پاک کر دیتی ہے

یہ کتاب، معتبر کتابوں سے جیسے کشف المحجوب، نفحات لانس، عمدۃ الواعظین، طبرانی سیرت النبی، تذکرۃ الاولیا، مناقب السادات و مطلوب الطالبین کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے تا سعادت مند لوگوں کی نظر میں یہ مقبول ہو۔

۱. باب اول : دنیا کی حقیقت کے بارے میں
۲. باب دوم : عافیت کے معاملات اور اس کے نتائج کے بارے میں
۳. باب سوم : اہل بیت کی تعریف اور سادات کے فضائل کے بارے میں
۴. باب چہارم: اولیا اللہ کے حالات، مشائخین کے اقوال اور انکے کرامات کے بارے میں
۵. باب پنجم: توحید کے بارے میں

باب اوّل

در حقیقتِ دنیا:-

دنیا کی حقیقت کے بارے میں

فصلِ اوّل

کیفیت اول کے بارے میں

انسان کی تقسیم تین گروہوں میں کی جاتی ہے-

۱. وہ لوگ جو مخلوق کو دیکھتے ہیں مگر مخلوق انکو نہیں دیکھتی. وہ اہل العجاب میں ہیں
۲. وہ لوگ جو خلق کو دیکھتے ہیں اور خلق سمجھتے ہیں وہ صاحب الفصاع کہلاتے ہیں
۳. وہ لوگ جو خالق و مخلوق کے 'جامع' ہیں وہ صاحب بقاء کہلاتے ہیں

فرق چہ بود غیر انگاشتن جمع غیرش را عدم پنداشتن

فرق کے معنی یہ ہے کہ اصل کو غیر سمجھنا اور جمع کے معنی یہ ہیں کہ اس کے غیر کو غیر موجود سمجھنا

PUNJGANJ (HAZRAT SYED FAZIL BIABANI)

صاحبِ تخلیق اہلِ فرق داں　　کو ندید از حق دریں عالم تمام

اہلِ فرق کو قابلِ تخلیق جان کیوں کہ وہ اس عالم کے نشان میں حق کو نہیں دیکھا ہے

ہر چہ گوید نیست کلی ہیچ غیر　　را یقین اوست مسجد عین دیر

ہر ایک کہتا ہے کہ غیر کوئی نہیں ہے اور اس کا یہ یقین بھی ہے کہ مسجد دیر کی اصل ہے

صاحبِ جمع است پیش او نیست فرق　　جان او در بحر وحدت اشتہ غرق

'صاحب جمع' کے پاس کوئی فرق نہیں ہے اس کی جان وحدت کے سمندر میں غرق ہو چکی ہے

جمع، جمع است آنکہ حق بیند عیاں　　در مراپائے ہمہ فاش و نہاں

جمع، جمع ہے اس لیے کہ حق کو دیکھتا ہے ورنہ وہ پوشیدہ کو ظاہر ہی دیکھتا

صاحب ایں مرتبہ کامل بود زاں کہ ایں آں ہر را شامل بود

اس مرتبہ والا شخص کامل ہوتا ہے، اس لیے کہ یہ اس کے ہر دو (جہتوں) میں شامل ہے

الدنیا زور یھالھا الا بالزور (دنیا دھوکا ہے اور اس کے ساتھی (اہل) دھوکے کے سوا کچھ نہیں)

جملہ مشائخین اپنے ظاہر کو آراستہ کرتے ہیں اور باطن میں اپنے کو فریادرس دنیا اور اس کے مرتبہ کو حاصل کرتے ہوئے اپنے نفس کی خواہش کے لیے مصروف رہتے اور خود کو چھپاتے ہیں

بہ زیر دلق ملمع کند ہا دارند　　دراز دستی ایں کوتہ آستینان ہیں

اپنی گودڑی کے اندر ملمع کر کے رکھتے ہیں یہ چھوٹے مقام والے اپنے ہاتھ بلند دکھاتے ہیں

دلق بچہ آید و تسبیح و مرقع　　خود راز عمل ہائے نکو ہیدہ بری داری

یہ تسبیح دلق و رنگ روپ ان کے کیا کام آئے گا جبکہ وہ نیک عمل سے بری ہیں

چنانچہ عبداللہ بلیانی اپنے رسالے میں فرماتے ہیں کہ درویشی نہ نماز، روزہ ہے، نہ شب بیداری ہے کیونکہ یہ سب بندگی کے اسباب ہیں. درویشی نہ رنج اٹھانا ہے اور نہ کسی کہ دل کو دکھانا ہے. اگر یہ بات حاصل ہو جائے تو تم واصل ہو گئے. (یعنے اللہ سے مل گئے) فھم من فھم سمجھو سمجھ سے۔

کہ میرے طریقت میں رنجیدہ (غم گین) ہونا کفر ہے یعنے ایک قوم وہ ہے جو اپنے باطن کو

بصیرت سے آراستہ کرتی ہے اور اپنے ظاہر کو ملامت (مطعون) بناتی ہے

نیک باشی و بدت دانند خلق　　بہ کہ بد باشی و نیکت خوانند

تو نیک ہو اور لوگ برا سمجھیں اور یہ کہ تو برا ہو اور لوگ نیک سمجھیں یہ ٹھیک نہیں؛ ایسوں کو ملامتی کہتے ہیں

قومے بہ جد و جہد نہادند وصلِ دوست　　قومے دیگر حوالہ بہ تقدیر می کنند

ایک قوم وہ ہے جو دوست کی قربت حاصل کرتی ہے اور ایک وہ جماعت بھی ہے جو تقدیر پر بھروسہ کرتی ہے

پس اگر دست بکار و دل بیار شد　　در ہر جا در یار بہتر و معتبر است

پس کسی کے ہاتھ کام میں لگے رہیں اور دل دوست کی طرف لگا رہے تو وہ ہر مقام اور ملک میں معتبر قابلِ اعتبار اور اچھا رہے گا

ز اندروں شو آشنا و ز بیروں بیگانہ باش　　ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

اپنے دل کے اندر آشنائی رکھو اور ظاہر میں بیگانہ بنے رہو، ایسا زیبا طریقہ رکھنے والے دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں

ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے کہ ان کا ظاہر اور باطن یکساں، ان کا قول و فعل یکساں ہے اور وہ ہدایت کی مسند پر بیٹھی ہوئی ہے وہ ایک عالم کو اپنا فیض پہنچاتی ہے. پس وہ بہتر ہے کہ انبیا کی اتباع میں ہے اور اللہ کی طرف متوجہ ہے اور مخلوق کی طرف اپنی توجہ مبذول کرتی ہے. اے اللہ تو ہمیں اپنی محبت عطا فرما اور انکی محبت عطا فرما جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اللہ ہم کو اور تم کو فائدہ پہنچائے...

PUNJGANJ CHHZRA THE SYED FAZLI BIADANI

فصلِ دویم

(دنیا کی کیفیت کے بارے میں)

اے عزیز! ظاہری طور پر انسان مختار ہے اور حقیقت میں مجبور ہے انسان کامل باوجود اس بزرگی اور کمال کے اسکی ہر مراد پوری نہیں ہوتی اور بغیر مراد کے بھی اپنی زندگی بسر کرتا ہے، اگرچہ علم واخلاق کے لحاظ سے وہ کامل ہے لیکن قدرت کے لحاظ سے ناقص مراد یعنے اس کی تمام خواہشات پوری نہیں ہوسکتیں..

انبیا در کار دنیا جبری اند　　کافراں در کارِ عقبی جبری اند

انبیاء دنیا کے کاروبار میں مجبور اور کافر آخرت کے کاموں میں مجبور ہیں

حب الدنیا راس کل خطیة وترك الدنیا راس کل عبادة وهم الدنیا سجن المومنین وجنته الکافرین

دنیا کی محبت جملہ گناہوں کی پونجی ہے اور دنیا کا ترک کرنا آخرت کی پونجی ہے. دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافروں کے لیے جنت ہے.

چیست دنیا از خدا غافل بودن　　نئے قماش ونقرہ فرزند وزن

خدا سے غافل ہونا دنیا ہے نہ کہ سونا' چاندی اولاد دنیا ہے. اور بعض قلندروں نے ارشاد فرمایا ہے

ہر چہ با تو وزیباید زیر خاک　　آں ہمہ دنیا بودن دین پاک

ہر چیز جو تیرے ساتھ مٹی میں ملتی ہے وہ دنیا تھی' دین بن گئی.

افسوس ہے اس ہے گھڑی پر جو فانی لذتوں کی خواہشات سے اس کو اپنے مقام سے ہٹا دیتی ہے اور خاک پڑے اس عقل پر کہ جس پر اولاد' منصب اور جاہ کی خواہش کا جادو چڑھ گیا اور افسوس ہے زندگی کی اس پونجی پر جو بازار دنیا میں تلف ہو جاتی ہے افسوس ہے اس جوانی کی قوت پر جو اپنے بازو کی قوت کو ضائع کرتا ہے اور بد بخت ہے وہ آدمی جو دولت دنیا کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے. اور اس بیوقوف کو کچھ حاصل نہیں ہوتا جو اپنے دل میں دنیا کی محبت کا

PUNJGANJ (HAZRAT SYED WAZIR BIBAND)

فصلِ دویم

(دنیا کی کیفیت کے بارے میں)

اے عزیز! ظاہری طور پر انسان مختار ہے اور حقیقت میں مجبور ہے انسان کامل باوجود اس بزرگی اور کمال کے اسکی ہر مراد پوری نہیں ہوتی اور بغیر مراد کے بھی اپنی زندگی بسر کرتا ہے، اگرچہ علم واخلاق کے لحاظ سے وہ کامل ہے لیکن قدرت کے لحاظ سے ناقص مراد یعنے اس کی تمام خواہشات پوری نہیں ہوسکتیں..

انبیا در کار دنیا جبری اند　　کافراں در کارِ عقبی جبری اند

انبیاء دنیا کے کاروبار میں مجبور اور کافر آخرت کے کاموں میں مجبور ہیں

حب الدنیا راس کل خطیة وترك الدنیا راس کل عبادة وهم الدنیا سجن المومنین وجنته الکافرین

دنیا کی محبت جملہ گناہوں کی پونجی ہے اور دنیا کا ترک کرنا آخرت کی پونجی ہے. دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافروں کے لیے جنت ہے.

چیست دنیا از خدا غافل بودن　　نئے قماش ونقرہ فرزند وزن

خدا سے غافل ہونا دنیا ہے نہ کہ سونا' چاندی اولاد دنیا ہے. اور بعض قلندروں نے ارشاد فرمایا ہے

ہر چہ با تو وزیباید زیر خاک　　آں ہمہ دنیا بودن دین پاک

ہر چیز جو تیرے ساتھ مٹی میں ملتی ہے وہ دنیا تھی' دین بن گئی.

افسوس ہے اس ہے گھڑی پر جو فانی لذتوں کی خواہشات سے اس کو اپنے مقام سے ہٹا دیتی ہے اور خاک پڑے اس عقل پر کہ جس پر اولاد' منصب اور جاہ کی خواہش کا جادو چڑھ گیا اور افسوس ہے زندگی کی اس پونجی پر جو بازار دنیا میں تلف ہو جاتی ہے افسوس ہے اس جوانی کی قوت پر جو اپنے بازو کی قوت کو ضائع کرتا ہے اور بد بخت ہے وہ آدمی جو دولت دنیا کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے. اور اس بیوقوف کو کچھ حاصل نہیں ہوتا جو اپنے دل میں دنیا کی محبت کا

PUNJGANJ (HAZRAT SYED WAZIR BIBAND)

بیج بوتا ہے. وہ سالک بھٹکا ہوا ہے جو اپنی طلب کی راہ میں اپنے قدموں سے کوشش کرتا ہے اور وہ دردمند بیچارہ ہے جو اپنے گھر کے شربت سے درد کا علاج تلاش کرتا ہے. یہ بڑھیا جو بہت سے شوہروں کی قاتل ہے' بہت سارے جگر کھا چکی ہے اور خاک وخون میں ملادی ہے' دین کی غدار' بہت آوارہ اور بہت سے لوگوں کو منتر و جادو سے برباد کر چکی ہے اس کی طویل امیدیں وخواہشات بغیر فتنہ کے بارآور نہیں ہوتیں اور اس کے مال وملک کی محبت چھپانے کے قابل ہے چونکہ دشمن کی خبر نتیجہ خیز نہیں ہوتی اور اس کا اندیشہ وخوف دل میں ایک ایسا سمندر ہے جو بلاخیز موجیں اٹھاتا ہے' پس اے درویش بے نوا وبادشاہِ اقلیم فقر وفنا اپنی بے قدری جان اور لذتوں کے شہد کو فقیری کی آسایش وچین کے لیے صبر' غور وفکر کی انگلیوں کے پور سے اپنی جان کی خواہش کو چکھا سرداروں کے کاموں کے نتائج پر غور کر نعمت عظمیٰ کو شکر گزاری کے ساتھ محفوظ رکھ اور دوروزہ دولت کے لبوں کو جو ہنسی اور قہقہوں سے پر ہیں تو خواہش سے دیکھتا ہے.

اپنے حالات کی تنگی کو دیکھ اور رنجیدہ نہ ہو اور حسرت وانانیت کے ناخنوں کے بزرگی کو خراب نہ کر' پس اے دنیا کے مال کے حریص افسوس اے فنا کے زنجیروں کے قیدی' افسوس اے جاہل ہوش مند' افسوس اے بیوی بچوں کا بار اٹھانے والے افسوس اے حسنِ عمل سے خالی ہاتھ والے. افسوس بیابانی بوجھ کو اٹھانے والے' خواہشات کی کثرت رکھنے والے. گذشتہ اموال کے جمع کرنے والوں کو دیکھ کر پریشان مت ہو اور بے تابی کے بوتہ میں وقت کے لعل کو آگ میں مت ڈال' یعنے بے صبری مت کر جبکہ تو جانتا ہے کہ اللہ غنی ہے اور سب محتاج ہیں. اور اس کو رازق سمجھا اور مطلق جانا پس اللہ کے حکم افوض امری الی اللہ (میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں) کے مطابق تو اپنے اختیار کو اس کے حوالے کیوں نہیں کرتا..

اختیارے نیست مارا در تو میگوری کہ ہست　　من بدست دوست دام اختیار خویش را

ہم خدا خواہی وہم دنیا ویدوں　　ایں خیال است ومحال است وجنوں

{جبکہ ہم کو اختیار نہیں ہے تو تو یہ کیوں کہتا ہے کہ ہم کو اختیار ہے جبکہ میں نے اختیارات کو اپنے دوست کے ہاتھ میں دے دیا ہے جب خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی چاہتا

ہے تو تیرا ایسا خیال غلط ہے اور یہ ناممکن ہے} یہ بہت کم ہوتا ہے یعنی کبھی کبھی ہوتا ہے کہ انسان کامل قدرت والا بھی ہو جاتا ہے.

کاملے گر خک گیرد زر شود ناقص از زر گیرد خاکستر شود

کامل اگر مٹی کو چھو لے تو سونا ہو جاتی ہے اور ناقص سونا ہی کیوں نہ پکڑ لے تو وہ مٹی ہو جاتی ہے.

صاحبِ دل را ندارد آں زیاں برخورد او زہرِ قاتل را عیاں

صاحبِ دل کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی' یہاں تک کہ جان لیوا زہر کو بھی وہ پی لیتے ہیں.

لیکن یہ ظاہر ہے کہ انسان کو کس حد تک قدرت ہے. جب تو حقیقت پر نظر ڈالے گا تو معلوم ہوگا کہ انبیا اور اولیا کو بھی مجبوری پیش آتی ہے انھوں نے بہت ساری چیزوں کی خواہش کی لیکن وہ پوری نہیں ہوئیں پس معلوم ہو کہ کامل و ناقص' بادشاہ و رعیت بس مجبور ہیں. فرمایا (سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) 'مومن کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کہ وہ جیسا چاہتا ہے پھیر دیتا ہے'

جہاں و کارِ جہاں جملہ ہیچ در ہیچ است ہزار بار من ایں نکتہ کردم تحقیق

دنیا اور دنیا کے کاروبار سب بیکار ہیں' میں نے بارہا اس نکتہ کی تحقیق کی ہے.

جب تم نے یہ جان لیا کہ دنیا کو چھوڑنے سے بہتر کوئی چیز نہیں' پس اس سے چھٹکارا پانا یعنی دولت و اقتدار سے علحدہ ہونا چاہیئے اور اس بعد سرداری اور بڑائی کو بھی چھوڑ دینا چاہیئے اور ترک و تربیت و پرورش بھی ضروری ہے....

ستم کن آنچنانکہ ندانم بے خودی در عرصہ خیال کہ آمد کدام رفت

مجھے ایسا مت بنا کہ میں بیخودی میں یہ بھی نہ جانوں کہ میرے خیال میں کیا چیز آئی اور کیا چلی گئی. آزادی اور بے فکری کو تمام چیزوں سے بلند تر دیکھا.

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

اے جامی! جب تو عشق کا بندہ ہو گیا ہے تو اپنے نسب کو بھول جا کہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں کوئی فخر کی بات نہیں

کہ مریدوں کے گناہ ان کی گردن پر ہیں' پس جاننا چاہیئے کہ دنیا کی ہر شان وشوکت پر دل نہ دے بیٹھیں کہ ملک کے حالات ہمہ اقسام کی ہیں' وہ ایک حالت پہ قایم نہیں رہتے بلکہ (مثل تجدد امثال) شکلیں بدلتے رہتے ہیں. جیسے دریا کی موج معلوم ہے لیکن عقلمند آدمی دریا کی موج پر عمارت نہیں بناتا اور نہ وہاں مقیم ہوتا ہے.

دولتِ دنیا کہ دوناں' را از وفخر وفراست　　اولش آخرش بستِ حاصلے در دِسراست

دنیا کی دولت کمینوں کے لیے تکبر' شان وشوکت کا سبب ہے. اول وآخر ہر دو کا حاصل درد وسر ہے.

وھو مربی التوفیق وبیدہ ازمتہ التحقیق.

وہی توفیق کا رب ہے اور اسی کے ہاتھ میں تحقیق کی ڈور ہے.

فصلِ چہارم

(دنیاداروں کے لیے ہدایت)

اے عزیز! دنیا اور اس کے جاہ ومال پر دل نہ لگا' چونکہ اس خصوص میں حضرت مولا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں..

رضینا قسمتہ الجبّار فینا　　لنا علم وللجھالِ مال

ان المال یفنی عن قریب　　وان العلم باق لایزال

ہم اللہ تعالی کی اس عطا سے خوش راضی ہیں کہ ہمارے لیے علم دیا گیا اور جاہلوں کو مال عطا کیا. مال جلد زائل ہونیوالا ہے اور علم لازوال اور باقی رہنے والا ہے۔

ایک روز ایک بادشاہ ایک درویش کے پاس گیا' کہا کہ مجھ سے کچھ مانگ. درویش نے جواب دیا کہ اگر اللہ کے خزانے میں کمی دیکھوں گا تو اس زمانے میں بھی مخلوق سے طلب نہ کروں گا؛ ایک روز وہ ایک وہ ایک اور فقیر کے پاس گیا۔ فقیر اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ بادشاہ اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے آگے بڑھایا تو فقیر نے اپنے پیروں کو دراز کیا تو وزیر نے کہا

PUNJGANJ (HAZRAT SYED FAZIL BAKHSH)

فصلِ سوّم
(در بیانِ طالبِ دنیا)

بہت سارے انسان خواہشات کو اپنا لیتے ہیں، ہم کو بھی خواہشات کی آرزو ہے. اس موقع پر اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس رنگ میں ہوتے ہوئے دعوں شیخی و بزرگی کا کرتے ہیں اور مکر و فریب کے جال بچھائے رکھتے ہیں اور مال و دولت و اقتدار کو اپنا عزیز بنائے رکھتے ہیں. اللہ تعالی اپنے طالبوں کو ان کی صحبت سے محفوظ رکھا ہے. مقلّد اور محقق میں جو فرق ہے وہی ہمارا فرق ہے.

اوّل سالک کو چاہئے کہ پہلے اکلِ حلال کا احتمام کرے اور سچ کہنے کی عادت ڈالے اور مرشد کو چاہئے کہ اپنے طالب کو ذکر و فکر کی تعلیم دے.

صوفیاء تین چیزوں کا اعتبار کرتے ہیں.

(۱) اوّل جذبہ :- جذبہ حق کی طرف کشش کرتا ہے اور جذبہ حق کا فعل ہے کہ بندہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، بندہ کو دولت اور اقتدار کی محبت سے روگرداں کر دیتا ہے.

(۲) دویم سلوک :- سلوک سے مراد کوشش ہے جو بندہ کی طرف سے ہے اس کا نام ارادہ محبت اور عشق ہے.

(۳) سویم عروج :- عروج اشارہ ہے (بخشش) عطا کا. حضرت شیخ الشیوخؒ عوارف میں لکھتے ہیں کہ انسان کو چاہیئے کہ بغیر امتحان کے اچانک کسی کا مرید نہو، اگرچہ وہ ظاہر میں کتنا ہی پاک وصاف مقبول وصالح ہو.

اے بسا ابلیس آدم روے ہست　　پس بہر دستے نشاید داد دست

بہت سے شیاطین آدم کے بھیس میں ہیں اس لیے ہر کسی کے ہاتھ میں بیعت کے لیے ہاتھ نہ دینا چاہیئے. پس وہ لوگ خواہش کے بندے بے اصل اور دکان دار ہیں. میں یہ نہیں کہتا

''اے فقیر تو اس طرح کیوں کرتا ہے؟''

تو جواب دیا کہ

''میں اپنے ہاتھ کو لالچ کے لئے چھوٹا کر لیا ہوں''

مال کے دو درجے ہیں ایک وہ جو اللہ کے لئے صرف ہوتا ہے وہ نقصان نہیں پہنچاتا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں

مال را گر بر دین ہاشمی خمول　　نعم مال صالح خواندش رسول

مال کافر کے لئے دین کی گمنامی کا سبب ہوگا۔ صالح کا مال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہتر کہا ہے۔

بعض مقامات پر مال سے ایمان نکل جاتا ہے۔ (اللہ کی پناہ) چنانچہ قارون و ثعلبہ۔ ثعلبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ فاقہ کی تاب نہ لا کر میری بیوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر فاقہ کا احوال بیان کرو۔ چنانچہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا اور عرض کیا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر و فاقہ کے فضائل بیان فرمائے تو میں واپس آ گیا۔ پھر دوسری مرتبہ میں نے اپنے فقر و فاقہ کی کیفیت بیان کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا۔ پھر تیسرے دن خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ تیسرے دن کا فاقہ ہے اور اب اس کی تاب نہیں ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بکری خرید لو تمہارا فقر دور ہو جائے گا۔ اس شخص (ثعلبہ) نے ایک بکری خرید لی (کچھ ہی دنوں میں) اس سے ایک سو بکریاں ہو گئیں پھر سو سے کئی ہزار بکریاں ہوئیں نتیجتاً وہ مال دار ہو گیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بکریوں کے زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید فرمائی تو ثعلبہ نے حیلہ حوالہ کیا' دوسری دفعہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی' ثعلبہ نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر طرح مجھے خوف ہے کہ اس کا ایمان زائل ہو جائے گا۔ آخر کار ثعلبہ کافر ہو گیا۔ اکثر جگہ اس کا قصہ مشہور ہے۔

اللھم عافنا من کل بلاء الدنیا و عذاب الاخرۃ نفعنا الھدی وایاکم

اے اللہ ہم کو دنیا کی تمام بلاؤں سے اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اللہ ہم کو اور تم کو ہدایت کا نفع عطا فرمائے۔

TUNJGANI (RAZVI) TRUST BHAVNAGAR

فصلِ پنجم
(عوالم کے بارے میں)

اے عزیز! یہ جاننا چاہیئے کہ عالمِ ناسوت کو عالمِ شہادت وصورِ حسی (محسوس صورتیں) وصورِ خیالی (وہ صورتیں جو خال میں بنتی ہیں) بھی کہتے ہیں' اور عالمِ ارواح ہر دو سے لطیف ہے.. حق سبحانہ تعالیٰ ان سب سے لطیف ہے..

واجب جو تنزل کند از حضرتِ ذات　　پنج است تنزلاتِ او درجات
غیب است وشہادت بوسط روح ومثال　　وآں خامس جمیعت ملک الحضرات

جب واجب اپنی ذات سے تنزل کرتا ہے تو اسکے پانچ تنزلات اور درجے ہیں.. غیب اور شہادت کے درمیان روح ومثال ہیں اور پانچواں فرشتوں کی جماعت (جمیعت ملک الحضرات). اور ملکوت جو پوشیدہ ملک ہے جو عالمِ ارواح میں داخل ہے کہ ان کا وجود پھیلا ہوا ہے کہ ان کی کوئی شکل نہیں جو شکل چاہتے ہیں اختیار کرتے ہیں..

ایں فقیر وصفتِ ذوات جدا نیست ز اعتبارِ بطوں　　ولے برسم تعین صفت ذوات جدا است
بقا بذاتِ میسر کجا تواند شد　　فنا ز خود چو شوی جملہ جلوہ گاہ خدا است

بہ اعتبار بطون فقیر کے نزدیک صفت اور ذوات علحدہ نہیں ہیں لیکن تعینات کا لحاظ کرتے ہوئے صفت' ذوات سے جدا ہے. اپنی ذات کو بقا کہاں میسر آسکتی ہے. جب تو خود فنا ہو جاتا ہے تو سب کچھ خدا کی جلوہ گاہ ہو جاتی ہے..

زمین سے لے کر عرش اعظم تک عالمِ ناسوت ہے.. حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ عرش یاقوت سرخ سے بنا ہوا ہے اس کے جانبیں کا فاصلہ پچاس ہزار سال کی مسافت ہے اور زمین کے پانی میں مثل گولے کے رکھا ہوا ہے اور اس کا نصف سے زیادہ حصہ غرق ہے اور

نصف سے کم باہر ہے اور وہ بھی دو قسم کا ہے. اس کا ایک حصہ ویران ہے یعنی خالی ہے اس پر آبادی کا کوئی نشان نہیں ہے اور ایک حصہ ہے جس کو ربع مسکون کہتے ہیں جسکو معمورہ (آبادی والا) بھی کہتے ہیں.. اس کی مسافت ۱۲۰ سال کی ہے.. اس میں سے نو دسال کی مسافت پر یاجوج ماجوج آباد ہیں' جو حضرتِ نوح علیہ السلام کے فرزند یافث کی اولاد سے ہیں بارہ سال کی مسافت پر حبشہ ہے اور آٹھ سالہ پر روم واقع ہے اور تین سال کی راہ پر عرب اور سات سالہ راہ پر جملہ مردم (انسان) اور دوسرے. چنانچہ اس کی تفصیل شرح بخاری کے باب میں خطیب احمد قسطلانی نے بیان کیا ہے. اسکی تفصیلات باب پنجم وحدت الوجود کے دفتر میں بیان کیئے جائیں گے..

☆☆☆☆☆☆☆

DUNGAN (HAZRATH SYED FAZIL BIABANI

باب دوم
عافیت اور اس کے نتائج کے بارے میں

فصل اوّل
(در بیانِ تعوذ)

فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب مومن 'اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' کہتا ہے تو شیطان اس سے ایسا بھاگتا ہے جیسے بھیڑیے سے بکری' اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ جب مؤمن 'اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' کہتا ہے تو شیطان کے چہرہ پر بغیر کمان کے تیر مارتا ہے.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ والذین امنو (دوست ہے وہ جو ایمان لائے) اگر کافر سو بار بھی 'اعوذ باللہ' کہتا ہے تو شیطان اس سے دور نہیں ہوتا لیکن جب مومن ایک بار 'اعوذ باللہ' کہتا ہے تو شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے.

فرمایا پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی مومن ایک بار 'اعوذ باللہ' پڑھتا ہے تو شیطان اس سے علحدہ ہو جاتا ہے. پس کسی کہنے والے نے کہا. یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن کون ہے؟ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا. مومن وہ ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور رسول پر اور اس میں کوئی شک نہیں کیا اور اپنی جان و مال سے جہاد کیا اللہ کی راہ میں چونکہ ایمان لانے کے بعد دشمنوں سے جہاد بھی کرنا فرض ہے کہ بظاہر کافروں سے جہاد اپنے دین اور طریقے کی خاطر ہے اور باطنی جہاد شیطان اور نفس کے ساتھ ہے..

مار بہتات نفس شمار است — آں بتاں چوں مار وایں بت اژدھا است
نفس شیطان زد کریمہ راہ من — رحمت باد اشفاعت خواہ من

ہم سانپوں کی کثرت میں ہیں اور نفس ہمارا اژدھا ہے.. نفس وشیطان ہمارے ذکر کی راہ میں رکاوٹ ہے اللہ کی رحمت اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ہماری مددگار ہے. شیطان جس کا نام حارث تھا اس کے بعد عزازیل ہوا اور آسمانوں پر فرشتوں کا استاد بنا اور (چھ سو ہزار سال) چھ لاکھ سال عبادت کرنے کے بعد ایک نافرمانی کی وجہ سے دھتکارا گیا..

قال اللہ تعالی فاخرج منھا فانک رجیم وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین

اللہ تعالی کا ارشاد ہوا کہ نکل جا یہاں سے کہ تو راندہ ہوا ہے اور بیشک تجھ پر لعنت ہے قیامت کے دن تک پس شیطان نے کہا خداوند جب تو نے مجھ پر لعنت کیا ہے تو میری عمر بھی زیادہ کر

..قال فانظرنی یوم یبعثون..

یعنی مجھے قیامت تک مہلت دے..

پروردگار نے اس کی درخواست کو رد نہیں کیا قبول فرمایا. اس حکم کے تحت **ادعونی استجب لکم** یعنی مجھ سے دعا مانگ میں قبول کروں گا. جو فرمانِ عام ہے خواہ دشمن ہو یا دوست .بعد میں شیطان نے عرض کیا خداوند میرے ساتھ کون ہوں گے تو حکم ہوا وہ لوگ جو میرا ذکر نہیں کرتے.. پھر عرض کیا کہ میں کیا

پڑھوں تو فرمان ہوا کہ فحش اشعار' پھر میری غذاء کیا ہوگی. فرمایا گیا ناپاک مال تیری غذاء ہوگی .پھر عرض کیا میرے پھندے کیا ہوں گے تو حکم ہوا کہ نقصانات' پھر عرض کیا کہ میری خوشیاں کیا ہوں گی تو فرمان ہوا آلات' گانا بجانا' پس اس کی قوّت بڑھ گئی.. زبان کھولا اور پھر کہا.

.فوعزتک لا غرینّھم اجمعین.

یعنی قسم ہے تیرے عزت کی کہ میں سب کو گمراہ کروں گا.

سب سے مراد اکثر ہیں لیکن اللہ کے خاص بندوں سے علیحدہ ہے. ہر شخص کے ساتھ اس کا ایک شیطان لگا رہیگا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں خیر البشر ہوں جملہ انبیاء اور اولیاء کا شیطان کافر ہے لیکن میرا شیطان مسلمان ہے.

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لیے روانہ ہوئے اتفاقاً شیخ کو زحمت

PUNJGAN (PAKISTAN) ZIARAT STUDIES & RESEARCH LIBRARY

پیش آئی اور راستہ میں رہ گئے ..اہلِ قافلہ نے عاجزی کی اور اپنا اونٹ پیش کیا اور سوار ہونے کے لیے عرض کیا.شیخ نے اس کو قبول نہیں کیا جب تین رات گذر گے تو شیطان پیر و مرشد کی صورت میں قریب آیا اور کہا کے دولت مندوں کو حج کے لئے بلایا گیا ہے لیکن فقیر پر حج نہیں ہے تو بغیر طلب کیہ آپ کیوں جا رہے ہیں اپنے آپکو ہلاکت میں کیوں ڈالر ہے ہیں.

شیخ نے پوچھا کہ کیا تو شیطان ہے ..ایک رسی اسکے گلے میں باندھی اور کہا اپنی پیٹھ کو چوڑی کر دے تا کہ میں اس پر بیٹھ جاؤں اور کعبہ کو مجھے پہنچا دے .شیطان ہر چند چاہا کہ اپنے مکروفریب سے آپ سے چھٹکارا پائے پس غائب سے آواز آئی اے ملعون !اطاعت کر فرماں برداری کر ورنہ میں تجھے جلا کر خاکستر کر دوں گا.

پس شیطان نے پیٹھ پہلا دی.شیخ معہ اسباب کے اس پر سوار ہو گئے اور شیطان کو گھوڑے کی طرح کوڑا مارا ایک ساعت میں اسنے کعبہ کے دروازہ پر پہنچا دیا اور واپس ہوا اور کہا **لا یقبل اللہ حجک** اللہ تیرا حج قبول نہ کرے..شیخ ہنسے اور وہ پلید غائب ہو گیا.

حضرت کرخی کے مناقب میں لکھا ہے کہ ایک روز شیطان چند ساتھیوں کو جمع کیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ جو بھی شیخ کے پاس جائے تو ان کو وسوسہ ڈالے ان میں سے ایک شیطان اٹھا اور کہا میں ایسا کروں گا وہ پلید ایک بوڑھے کی صورت اختیار کیا اور پرانا لباس پہن لیا جائے نماز کاندھے پر لی اور اعصاء ہاتھ میں لئے ہوئے شیخ کے پاس آیا سلام کیا.شیخ نے جواب نہیں دیا.شیطان نے کہا.اے شیخ جواب دینا فرض ہے آپ نے جواب کیوں نہیں دیا

.تو شیخ نے کہا اے پلید میں نے تجھے پہچان لیا اور ایک پھونک اس کی طرف مارا آپ کے منہ سے ایسی آگ نکلی کہ وہ جل کر خاکستر ہو گیا اور دوسرے شیاطین بھاگ گئے .شیخ نے ہنسا اور کہا کہ میرے دل کی آگ دوزخ کی آگ سے زیادہ گرم ہے.....

فصلِ دوم

تسمیہ :-

﴿١﴾. گناہوں کے بخشش کے لئے

﴿٢﴾. عذابِ قبر سے نجات کے لئے

﴿٣﴾. پہلی دفعہ نماز میں کہنے کے بارے میں

﴿٤﴾ قرآنِ پاک پڑھتے وقت.

وقال رسول الله ﷺ من قال بسم الله الرحمن الرحيم مرة لم يبق ذنوبه وعنه عليه السلام من كتب بسم الله الرحمن الرحيم باحسن الخط دخل الجنّه.

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایک بابسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا اس کے گناہ باقی نہیں رہتے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بسم الله الرحمن الرحيم خوش خط لکھا وہ جنت میں داخل ہوا.

﴿٥﴾. ذبح کرتے وقت اور وہ فرض ہے

قال عليه السلام من قال عندالذّبح بسم الله الله اكبر غفرالله له قبل ان يقطرالدم من المزبوحه.

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی ذبح کے وقت کہا بسم اللہ اللہ اکبر تو ذبح کئے ہوئے جانور کے خون کے قطرے گرنے سے پہلے اس کو بخش دیا جاتا ہے

﴿٦﴾. وضو کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا سنّت ہے

﴿٧﴾. جو شخص کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو کھانا اس کے پیٹ میں نور بنتا ہے

﴿٨﴾ مردے کو سپردِ خاک کرتے ہوئے پڑھنا مستحب ہے اور کھلے طور پر کہے. بسم

PUNJGANJ (HAZRAT SYED FAZLI BABA)

اللّٰہ وباللّٰہ وتوکلت علی اللّٰہ وعلی ملت رسول اللّٰہ. اللہ تعالیٰ قبر کی تاریکی اور تنگی کو دور فرماتا ہے.

﴿۹﴾. کشتی میں سوار ہوتے وقت پڑھیں بسم اللّٰہ مجریھا ومرسھا انّ ربّی لغفور الرّحیم ..

﴿۱۰﴾ جب ظالم وجابر بادشاہ کے روبرو جائے بسم اللّٰہ الی اللّٰہ لا الٰہ الّا اللّٰہ اللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوّۃ الّا باللّٰہ العلیّ العظیم پڑھے تو اس کے شر سے بچ جائے گا.

؎ عزیز چاہئے کہ بسم اللہ کثرت سے پڑھتے رہیں..

قال علیہ السلام کلّ امر ذی بال

لم یبد بہ بسم اللہ فھو ابتر

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اہم کام اگر بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ابتر رہتا ہے.. اور خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بعد وفات امّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواب میں نظر آئیں. حضور نے دریافت کیا اے خدیجہ کونسی چیز پڑھنے سے تمہارے روح کے لیے اطمینان کا باعث ہوا انھوں نے کہا اے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسمیہ کا کثرت سے پڑھنا اس کا اجر بے حساب ہے...

حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب بیس دفعہ بسم اللہ پڑھتے. میں نے اس کے متعلق پوچھا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا. وجد الذات فی اسم اللّٰہ تعالی مرتہ یا عائشہ. من قال لھا مرۃ فکتباللّٰہ تعالی عشر الف حسنۃ ومحی عنہ عشر الف سیّہ..

اے عائشہ میں نے پایا اللہ کے نام میں اس کی ذات کو ایک مرتبہ اور اگر کوئی ایک مرتبہ بسم اللہ پڑھے تو اسکو دس ہزار نیکیاں دی جاتی ہیں. اور اسکے دس ہزار گناہ مٹادئے جاتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک مردے کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے آپ نے چاہا کہ بخشش مانگیں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس بار بسم اللہ پڑھیں اور اسکا ثواب مردے کو بخشیں تو عجائب ملاحظہ فرمائیں گے. چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا تو اس کی قبر سے عذاب دور ہوا اور اس پر جنت کھول دی گئی اور دس حور جنت سے آئیں اور اسکے قبر کے اطراف بیٹھ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ یہہ حورئیں قبر پر کب تک بیٹھی رہیں گی تو انھوں نے کہا کہ صور کے پھونکے جانے تک یہیں رہیں گے اور یہ اس کے ہمراہ جنت میں جائیں گے..
اس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر ومن تسمیه فاقرها منجية. جس نے تسمیہ پڑھا اسنے نجات پائی..

امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ اپنے والد امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے بھی پڑھا یٰسن اس کے نام اور میم ملکہ اور بسم اللہ اور خیر السماء ہزار بار پڑھے اور بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شئی فی الارض و لافی السماء وهوالسميع العليم. پڑھے تو نجات پائے گا.....

اگر نہ بسم اللہ بودے تاج عنوانہا　　نگشتی تا قیامت لوخط شیرازہ دیوانہا

اگر بسم اللہ عنوانات کا تاج نہ ہوتا تو قیامت تک عنوانات کا وجود ہی نہیں ہوتا.

جب کہ بسم اللہ کتاب کے اوپر لکھا ہو تو وہ بمثلِ تاج اس کتاب کہ دیباچہ پر ہوگا. اگر نہ لکھا تو اس کا وجود قیامت نہیں رہے گا.

حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو کوئی چاہتا ہے کہ دوزخ کے اُنیس فرشتوں سے نجات ہو چاہیئے کہ بسم اللہ پڑھے کیوں کہ بسم اللہ میں اُنیس حروف ہیں. ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا آپ نے بسم اللہ کے حرف ب کی شرح فرمائی. میں آپ کے سامنے تھا اور آپ میرے سامنے اور ہمارے سامنے ایک دریا محیط تھا. حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے سینے میں وہ علم ہے کہ اگر میں اُس کو آپ پر ظاہر کردوں تو آپ کانپ اٹھیں گے. کہاں تک بسم اللہ کے فضائل بیان کروں کہ قلم عاجز ہے. اللہ تعالیٰ تم کو اور ہم کو فائدہ پہنچائے.....

PONNGANJ (HAZRATH SYED NAZIR BIABANI)

فصلِ سیوم

ایمان اور نماز کے بارے میں

مشکوۃ شریف کے کتاب الایمان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت ماب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کیا ہے تو انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو منو باللہ ورسولہ.. اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لانا تو جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے ..فرمایا کلمہ طیبہ پڑھنا. پانچ وقت نماز ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مال کی زکوٰۃ دینا اور بشرطِ استطاعت سفرِ خرچ حج کرنا. پھر جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ احسان کیا ہے تو انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ..

واعبد ربّك تراه فان لم نكن تراه فانّه يراك..

اور اللہ کی عبادت اس طرح کر جیسا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر نہیں دیکھ سکتا ہے تو یوں سمجھے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا.. مالساعة. قیامت کب ہوگی تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہم کو علم نہیں.. اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں..

نماز کا طریقہ:-

اے عزیز لا صلوة الا بحضور القلب . نماز ادا نہیں ہوتی مگر حضورِ قلب سے نماز میں کوئی وسوسہ نہ آئے. ایسی نماز بہت کم اور مشکل ہے.. حضورِ قلب کے بجائے نماز کو صورتِ احمد میں ادا کرے

قیام بصورت..	الیف	رکوع بصورت..	ح
سجدہ بصورت..	م	قعدہ بصورت..	د

اور شکل و معنی میں محو ہو جائے اور دل کو ماسوی اللہ سے خالی کرے اور الفاظ اور اعراب میں گم ہو جائے اور فہم کے مطابق معنی کا لحاظ کرے مبتدی سالک کیلئے یہ طریقہ غنیمت ہے.. خود امام المتقین حاجی سیاح سرور الرفاعی قدس سرہ اور بابا فتح محدثؒ برہان پوری بھی مفتاح الصلوۃ کے آخر میں صوفیوں کی نماز کا ذکر فرمایا ہے اگر ادا کرے تو وہی نماز ہے ورنہ وہ نماز زبان بندی ہے..

سجدہ دو ہے سجن نین میں بسے　　منہ کدھر دل کدھر سجود کسے

سجدہ وہی ہے جو سجن (محبوب) کے آنکھوں میں سمائے ورنہ منہ کدھر دل کدھر اور سجدہ کس کو

فصلِ چہارم

حشر کے بارے میں

قال رسول اللہ ﷺ احذر و یوم النشور فان النّاس قبه ماتوقور فی انروده..

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالی ایسا کرے گا کہ جیسے کشتی بھنور میں ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام صور ایسی حالت میں پھونکیں گے کہ لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے اور اچانک یک بہ یک آواز سن کر حیرت زدہ ہوں گے اور ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ یہ آواز ہے جب آواز اور بلند ہوگی تو اپنے گھروں میں گھس جائیں گے آواز جب زیادہ بلند ہوگی تو گھروں کے چھت پھٹ پڑے گی اور سب لوگ ایک جگہ جمع ہو جائیں گے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے. یہ وہی دن ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے ہر ایک سے (نعرہ) شور بلند ہوگا اور آواز جب بہت زیادہ ہوگی تو شیر خوار بچے ماؤں کے گود سے گر پڑیں گے اور ماؤں کو خبر نہ ہوگی. حاملہ عورتوں کا حمل گر جائے گا صور سنگ کے مانند ہوگا. اس کا طول تیس ہزار سالہ مسافت کا ہوگا. حضرت اسرافیل علیہ السلام

PIRJGANI (HAZRATH SYED FAHI BIBRA

کے منہ میں صور کا پہلا حصہ بانسری کے مانند رہے باقی صور اُن کے دونوں ہاتھوں کے درمیان رہیگا مگر پانچ انگلیاں ان کے دونوں ہاتھوں سے باہر رہیں گے اور اس صور کے سات (۷) شاخ ہوں گے. ایک شاخ کی آواز پر انبیاءؑ کی ارواح باہر نکلیں گی' دوسرے سے فرشتوں کی ارواح نکلیں گی' تیسرے سے مومنوں کی ارواح نکلیں گی' چوتھے سے کافروں کی اور منافقوں کی ارواح' پانچوں سے دیوں اور پریوں کی اراواح' اور چھٹے سے چار پائیوں یعنی جانوروں کی ارواح اور ساتھویں سے پرندوں کی ارواح باہر نکلیں گی.. وہ آواز جب اور بلند ہوگی تو بچوں کے سر کے بال سفید ہو جائیں گے (یعنی بچے بوڑھے ہو جائیں گے) اس کے بعد لوگ رونے لگیں گے اس وقت ایک واویلا مچے گا. القارعة مالقارعه یعنی قارعہ ایک دن ہے کہ اس دن سارے لوگ پروانوں کے مانند چوطرف پھیلے رہیں گے جیسا کہ روی کے گالے.. معلوم ہو کے قیامت کا دن بہت بڑا ہے.. یوم یقوم ساعة (وہ دن جب کہ قیامت ہوگی اس کے نام..

یوم ینفخ	صور پھونکے جانے کا دن	یوم البعث	لوگوں کے اٹھنے کا دن
یوم القارعة	کڑک دن	یوم الغاشية	چھا جانے کا دن
یوم الواقعة	واقعہ کا دن	یوم النشور	پھیلنے کا دن
یوم الحشر	حشر کا دن	یوم الجمعة	جمعہ کا دن
یوم القرار	ٹھیرنے کا دن	یوم الندامة	ندامت کا دن
یوم الحسرة	حسرت کا دن	یوم التناد	بدلے کا دن
یوم الخبر	جاننے کا دن	یوم القضاء	فیصلے کا دن

یوم التغابن حساب کا دن ___ ہیں

حدیث میں اور بھی نام آئے ہیں

اذالشمس کورت (جب آفتاب بے نور ہو جائیگا اور واذالنجوم انکدرت جب ستارے گر پڑیں گے واذالجبال سیّرت اور پہاڑ اڑنے لگیں گے' واذالعشاره

عطلت (اونٹیوں کا حمل گر جائے گا) عشارہ سے مراد مادہ اونٹ ہے اس دن کی سختی کی وجہ سے اونٹنیاں اپنے بچوں کو تک نہیں پہچانیں گی. زمین پر جتنے رہنے والے ہیں اس پر مر جائیں گے. سب سے آخر میں حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنی جان دیدیں گے. اہل دوزخ و جنت اس وقت کے لئے مر جائیں گے. جب آواز زیادہ بلند ہوگی اور پرندے زمین کے گرد کے مانند اڑیں گے اور جب صور پورا ہوگا تو سب زندہ کر دیے جائیں گے. اس کے بعد ہر جاندار کو حکم ہوگا. جبرئیل (علیہ السلام) کو براق کے ہمراہ مدینہ شریف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس بھیجا جائیگا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے اور سب لوگ زندہ ہو جائیں گے اور اپنے اپنے قبروں پر تین سو سال تک اور ایک روایت کے مطابق سات سو سال تک کھڑے رہیں گے اور سب برہنہ رہیں گے اور جو اعمال (افعال واقوال) دنیا میں کیے تھے وہ یاد آئیں گے اور اپنے مخالفین (دشمنوں) کو پہچانیں گے اور رونے لگیں گے..

یوم یفرّ المرء من اخیه و امّه وابیه وصاحبته وبنیه

اور وہ دن بھائی' بھائی سے ماں سے باپ سے اور اپنے دوست سے اور اپنے بیٹے سے دور رہے گا.. اس دن آفتاب ایسا چمکے گا کہ لوگوں کو پسینہ ان کے اعمال کے مطابق بعض کو کمر تک بعض کو سینہ تک اور بعض کو گلے اور منہ تک رہے گا اور اس دن عرش کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا اور اس وقت پکار ہوگی

وامتاز والیوم ایّها المجرمون.

اے گناہ گارو علیحدہ ہو جاؤ. اور اس دن سب مجرم' صالح اور کافر' منافق تمام علیحدہ ہو جائیں گے. پھر اس کے بعد سب مقام حساب پر حاضر ہو جائیں گے.

سب سے پہلے حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدالت کے سامنے پیش ہوں گے اور آپ سے نہایت میٹھی زبان میں سوال کیا جائے گا اور حکم ہوگا کہ یہ ابرار سے ہیں اور حکم ہوگا کہ دوسروں کو حاضر کرو.

JUNGANI CHAIRATH SYED FAZIL BIABAN

فاما من اوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا وینقلب الی اهله مسرورا
پس جن کہ اعمال نامہ سیدھے میں ہاتھ دیا جایئے گا اور حساب نہایت آسان ہوگا اور وہ اپنے اہل کے پاس خوشی سے لوٹیں گے اور وہ بہشت سے ہوں گے. جن کو اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ان کا بہت سخت حساب ہوگا. وامّا منْ اُوْتِی کِتابه' بِشِمالِه
اور جن کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے پس وہ کہہ اٹھیں گے کاش ہم مٹی ہوتے کاش نامہ اعمال ہم کو نہ دیئے جاتے اور ساری مخلوق نفسی نفسی پکارے گی اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتی امتی (میری امّت میرا امّت) کہیں گے سب سے پہلے نماز سے متعلق سوال ہوگا اور اس کے بعد خون ناحق کا سوال ہوگا اور سب سے پہلے میزان میں نیک لوگوں کا حساب ہوگا.. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے.

اوّلُ ما یُوزن فِیْ الْمِیْزانِ احْسن الْخُلُقْ

سب سے پہلے جو چیز میزان میں تولی جائے گی وہ اچھے اخلاق ہوں گے. معلوم ہونا چاہیئے کہ حوضِ کوثر کے ساقی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہوں گے اور ہر ایک کو ایک پیالہ سے آبِ کوثر پلائیں گے تو اُس کو آفتاب کی گرمی کا اثر نہ ہوگا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کی شب کو یا محی ہزار بار پڑھے تو قیامت کے دن اُس کا حساب آسان ہوگا.. اِس کے بعد سب کو میزان کے پاس لے آئیں گے. میزان کے دو پڑلے ہوں گے. ایک نورانی دوسرا ظلماتی یعنی نورانی میں حسنات رکھے جائیں گے اور ظلماتی میں گناہوں کو رکھا جائے گا جس کے دو پڑلے برابر ہوں گے اُس کو مقامِ اعراف میں رکھا جائے گا.

ایمان کی بدولت بعد میں اُس کو جنّت میں ڈال دیا جائے گا...

فامّامنْ ثقُلتْ موازِیْنُه' فهُو فِیْ عِیْشةِ الرّاضِیةِ وامّا منْ خفّتْ موازِیْنُه' فاُمه' حاویةٌ

جس کے میزان وزنی ہوگی وہ عیش و آرام میں ہوگا اور جس کا پڑلہ ہلکا ہوگا وہ دوزخ کے مقام ہاویہ میں ہوگا.. اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص چار رکعت اِس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت

میں سورہ فاتحہ کے بعد القارعہ تین بار سورۂ اخلاص پچاس بار پڑھے تو حق تعالیٰ اُس کے پڑلے کو زمین آسمان سے سات گناہ زیادہ وزنی کرے گا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اُس کو دوزخ کے اُوپر رکھا گیا ہے اور اُس کی مسافت تین سال کی ہے بعض بجلی کی طرح، بعض سوار کی طرح، بعض پیدل اور بعض بار بردار اُونٹ کی طرح، اور بعض اپنے گھٹنوں کے بل بعض اپنے (چوتڑوں) سُرین کے بل پر اُس پر سے گذریں گے اور ہر کوئی اپنے انداز کے مطابق گذرے گا۔۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سو مرتبہ سورے اخلاص پڑھے تو پل صراط پر بجلی کی مانند گذرے جائے گا۔۔

فالباقی بیدالباقی وما علینا الااظہار

باقی اللہ جانتا ہے اور ہم پر اظہار کے سوا کچھ نہیں۔

فصلِ پنجم

آثارِ قیامت کے بارے میں

حدیث میں آیا ہے کہ اولا قیامت کے آثار میں آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا۔ معلوم ہونا چاہیئے اور 102 ایک سو دو علاماتِ قیامت ظاہر ہوں گے۔ ایک علامت اُس میں کی یہ ہے کہ پیغمبرِ آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور، دوسری علامت چاند کے دو ٹکڑے ہونا (شق القمر) ہے اور دوسری سو علامتیں ظاہر ہونی ہے چرواہے قائد بنیں گے لونڈی آقا کو جنے گی اور علم بہت ہوگا اور عمل تھوڑا ہوگا اور قرآن پاک کی گلی کوچہ میں تلاوت ہوگی اور تھوڑی سے خیرات کے لئے قرآن پڑھا جائیگا اپنے احسانات بہت جتائیں گے۔ زمین سے برکت اُٹھالی جائیگی اور بارش بے وقت ہوگی۔ ایک روز سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کئے کے قیامت کب

PUNJANI QURAISHI SYED FAZIL BIABA

آئے گی حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے لئے تم کیا تیار کر رکھے ہو صحابہ نے عرض کیا کہ کیا رکھنا چاہئے. آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی) تقوی بہترین توشہ ہے اس کے بعد فرمایا کہ لوگ دولت مندوں کو چاہنے لگیں گے اور غریبوں کو حقارت سے دیکھیں گے.

عورتیں برہنہ ایک جگہ پانی میں غسل کریں گی اور مردوں پر حکومت کریں گی. لوگ فقراء کو حقیر جانیں گے اور دنیا کو چاہنے لگیں گے. دولت مند ناشکر گذار اور فقیر بے صبر ہوں گے... اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو فرمایا کہ جب تم دیکھو گے باپ اپنے بیٹوں کو عاق کر رہا ہے اور بیویاں اپنے خاوندوں کے نافرمان جھوٹے اور آوارہ ہوں گے لڑکیوں کی پیدائش زیادہ ہوگی. جنازہ کے پیچھے لوگ ہنستے جائیں گے بادشاہ اور امیر لوگ ظالم ہوں گے. لوگ علم دنیا کی خاطر حاصل کریں گے. زمینات و مال کی زکوۃ کراہت و ناراضگی سے دیئے جائیں گے. تاجر لوگ زکوۃ کو قرض سمجھیں گے پس سمجھو کے قیامت بہت نزدیک آچکی ہے. ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ہدیہ کے طور پر کھجوروں کا ایک طبق آیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تناول فرمائے اہلِ مجلس علیحدہ علیحدہ کھجور لئے چنانچہ اس روز کھجوروں کا حساب کیا گیا ایسا ہی سمجھو کے قیامت قریب ہے اور دس قیامت کے علامات علیحدہ ہیں. جب تک یہ ظاہر نہ ہو قیامت قائم نہ ہوگی وہ یہ کہ.

(۱) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا.

(۲) دجال کا نکلنا

(۳) حضرت عیسی علیہ السلام کا ظاہر ہونا اور دجال کا قتل کرنے کے لئے

(۴) یاجوج ماجوج کا باہر نکلنا

(۵) دابۃ الارض (پرندہ جو دوزخیوں کے پیشانیوں پر داغ لگائیگا) کا ظاہر ہونا

(۶) عدن سے آگ ظاہر ہونا

(۷) دریائے نیل کی روانی زمین پر بند ہونا

(۸) تین شہروں کا زمین میں دھنس جانا

(۹) محمد بن عبداللہ جو مسلمانوں کے امام ہوں گے جن کو امام مہدی آخرالزماں رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے پیدا ہونا' یہ نہیں معلوم کہ کونسی پہلے واقع ہوگی اور بعد میں کونسی.

(۱۰) کچھ عرصہ بعد یمن سے سرد لہر اُٹھے گی جو زمہریر سے بھی سرد ہوگی جو ہر اُس جگہ جہاں مسلمان ہیں پہنچے گی. اُن کے ایک بغل میں داخل ہوگی اور دوسری بغل سے نکل جائے گی جس کے باعث سارے مومن ایک دم مرجائیں گے اور منافقین کو اس بات کا یقین ہوگا یہ لوگ ایمان سے مرے پس سارے منافق شور مچائیں گے اور اُس وقت شیطان آواز دے گا. اے باقی دھتکارے ہوئے لوگو میرے ساتھ بیٹھو کہ ہم ایک دوسرے کو پرسہ دے لیں اور ہمارے لئے ایک دوسرے پر رولیں. کچھ فائدہ نہیں ہوگا..

حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ وہ زمانہ ہوگا کہ لوگ قبروں کو بھول جائیں گے اور گھروں سے محبت کریں گے. قیامت کے حساب کو بھول جائیں گے اور دولت کی محبت ہوگی آخرت کو بھول جائیں گے اور دنیا کو دوست رکھیں گے' موت کو بھول جائیں گے اور زندگی کو چاہنے لگیں گے اُس زمانہ میں توبہ واستغفار فائدہ مند نہ ہوگا..

برکات استغفار

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ من اذنب واستغفر غفرله وان دعا سبعين مرة

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص گناہ کرے اور استغفار پڑھے ۷۰ مرتبہ تو اللہ تعالی اُس کو بخش دیتا ہے..

حدیث میں آیا ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد تین بار

BUNIYAD-E-AHLSYEDRAZIL BIABAD

ایں درگہ مادرگہ نا اُمیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

تو جیسا بھی ہے اگر کافر، یہود اور بت پرست بھی ہو تو اُس سے باز آ.. ہماری بارگاہ نا اُمیدی کی بارگاہ نہیں ہے اگر توبہ کر کے سو بار توبہ تو نے توڑی ہے تو بھی توبہ کر...

فوائدِ توبہ

قوله تعالی یا ایهاالذین امنوا توبوا الی الله ..توبة نصوحا

اللہ تعالی کا ارشاد ہے اے ایمان والو ایسی توبہ کرو جو نہ ٹوٹے.. اللہ کی جناب میں میرے سردار میرے دادا، میرے قبلہ و کعبہ حضرت مخدوم ضیاء الدین حسینی البیابانی قدس سرہٗ مطلوب الطالبین میں خود فرماتے ہیں.. اے دوست نیک بخت تو توبہ کو دوست رکھ اور اُس کو اختیار کر ورنہ تو دنیا و آخرت میں نقصان پائے گا..

وقال علیه السلام احبّ الی الله من شاب تائب

یعنی اللہ کے پاس وہ دوست ہے جو جوانی میں توبہ کرے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **لکل شیئی حیلة و حیلة الذنوب التوبة**

ہر چیز کا ایک عذر ہوتا ہے اور گناہوں کا عذر توبہ ہے

توبہ کرنے والے کو چاہیئے کہ بوقتِ توبہ غسل کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور ولی یا بزرگ سے مدد طلب کرے اور حق تعالی کی جناب میں دعا مانگے اور کہے

''الٰہی.. خداوندا میں اپنے ظاہر کو جو میرے اختیار میں ہے میں اُس کو پاک کر لیا ہوں اور میرے باطن میں جو ہے اپنے کرم سے تو اُس کو پاک کر''

اس بھید کا یہ معنی ہے کہ ندامت ہی توبہ ہے

حق ز بندہ بہانہ می طلب　　بہر غفران بہانہ می طلب

اللہ تعالی بندے سے بخشش کے لئے بہانہ چاہتا ہے

حدیث میں آیا ہے.. **اعلمو ابالتوبته قبل الموت**

موت سے پہلے توبہ پر عمل کرو.. اے عزیز اللہ تعالی اپنے کو توبہ قبول کرنے والا توّاب فرماتا

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمْدًا وَخَطِیًّا سِرًّا وَّعَلَا نِیَّتًا وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنْ ذَنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الَّاذِیْ لَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّا مُ الْغُیُوْبِ .. پڑھے تو اُس کی نماز ہماری نماز کی طرح ہوگی.

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو کہتا ہے.

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامْ.

تو بخشا جاتا ہے

حدیث میں آیا ہے ایک آدمی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے بہت گناہ ہوئے ہیں کہ جس کا کوئی شمار نہیں ایسا حکم دیجئے کہ اس سے میرے گناہ بخش دیئے جائیں تو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز پڑھ، روزہ رکھ، زکوٰۃ دے اور کلمہ شہادت پڑھ اور حج کر تو اُس نے کہا کہ یہ حکم تو عام ہے کوئی اور چیز ارشاد فرمایئے تو اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر کے بعد مجلس سے اُٹھ گئے اور اپنے خلوت کدہ (کمرۂ خاص میں) تشریف لئے گئے وہ شخص آپ کا دامن تھام لیا فریاد کرنے لگا اور کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں سوائے آپ کے سواء کس سے کہوں، صحابی رونے لگ گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوگئے اور تھوڑی دیر کے بعد خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور اُس شخص سے کہا تجھے اور ساری اُمت کو یہ (بشارت ہو) خوش خبری ہو کہ جبرئیل آئے اور کہے کہ جو شخص جمعہ کے روز سورۂ اخلاص ایک ہزار بار سبحان اللہ العظیم ہزار بار اور ہزار بار استغفر اللہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتا ہے اگرچیکہ اُس کے گناہ دریا کے کف سے زیادہ اور بیابان کے درختوں سے زیادہ ہو.

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا..

باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ　　گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

ہے تو چاہیئے کہ توبہ کی استعداد ہوش وحواس کہ ساتھ پیدا کرلے اور اہلِ معرفت کہتے ہیں کہ توبہ وہ ہے جو شوق اور عشق میں گناہ کیا ہے. اُس شوق سے کنارہ کشی کرلے اور گناہ کو ترک کردے

بسر بردی بغفلت روزگارے مگر در کور خواہی کردگارے

چہ تواں پرداز یں مقام ولیک ہر کہ توبہ رفت چیزے برد

تو غفلت میں ایک زمانہ گذارا مگر اب تو چاہتا ہے کہ پروردگار بخش دے. اس مقام سے توبہ کے ساتھ جو گیا وہ کچھ حاصل کیا

ذکر درودِ شریف: حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے تو ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اُس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر یومِ جمعہ ایک سو مرتبہ درود پڑھے تو اللہ تعالی اس کے اسی سال کے گناہ معاف کردیتا ہے. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک ہزار دفعہ درود پڑھا اُسکے جسم پر دوزخ کی آگ حرام کردی جاتی ہے. حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے روز ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو قیامت کے دن اُس کے ساتھ ایک ایسا نور ہوگا اگر اُس کو مخلوق میں تقسیم کردیا جائے تو وہ مخلوق کو گھیر لے گا. فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر اُس پر کوئی حاجت ہوگی تو پوری ہوگی پس جو مجھ پر درود کی کثرت کرے گا اللہ تعالی اُس کے رنج وغم دور کرے گا.

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی روزِ جمعہ سو بار حضور پر درود بھیجے حق تعالی اس کے ستّر دنیوی حاجتیں اور ۳۰ اُخروی حاجتیں پوری فرمائے گا اور بعض روایت میں یہ آیا ہے کہ (۷۰) اُخروی حاجتیں اور (۳۰) دنیوی حاجتیں پوری ہونگی وہ درود یہ ہے

بسم الله الرحمن الرحيم صلّ على محمد عبدك وحبيبك ورسولك النّبى الامىّ وعلى اله وبارك وسلّم .

الام والامىّ ماں کی کی طرف منسوب ہے نہ پڑھے نہ لکھے نہ کہیں چونکہ نسبت ذاتِ مبارک سے ہے

حق بود محمد ناخواندہ کسے علم　　تعلیم معلم ندہد ذاتِ خدارا

آپ کسی معلم کے پاس پڑھے نہیں آپ کی تعلیم ذاتِ خدا سے ہوئی آپ کا معلم اللہ کے سواء کوئی نہیں ہے اور بعض محققین کا یہ قول ہے کہ لفظِ امّی امّ الکتاب سے منسوب ہے جو قرآن پاک ہے.

نگار من کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت　　وبقردہ مسئلہ رموز صد مدرس شد

میرے آقا نہ مدرسہ گئے اور نہ کوئی تحریر لکھی وہ اسرار کھولے کے سینکڑوں معلم بن گئے اور درود کئی اقسام کے ہیں جو دلائل الخیرات میں درج ہیں اور درودِ عباسی جو تہجد کی نماز میں پڑھی جاتی ہے وہ بہت مقبول ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور علی ابرہیم والِ ابراہیم ہے. آلِ ابراہیم سے مُراد ذاتِ ختم المرسلین ہیں کہ بنی اسرائیل میں بہت سے پیغمبر گذرے ہیں اور بعض نے لکھا ہے ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبر گذرے ہیں .اور اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف ذاتِ مبارک ختم المرسلین حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امّت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مماثل ہیں۔

اے عزیز جان لے فقر انبیاء کی سیرت ہے اور اولیاء کی حرمت ہے اس لئے الفقر وفقری فرمایا. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا. لکل نبی حرفہ ولی حرفتانی الفقر والجہاد. اور فقر جہاد پر فضیلت رکھتا ہے جاننا چاہیئے کہ جہاد کبھی کبھی پیش آتا ہے مگر فقر ہمیشہ وابستہ رہتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ الفقر شی یحند اللہ. اللہ کے پاس فقر شاندار چیز ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو فرشتے آپس میں بحث کر رہے تھے ایک نے کہا دولت مند اچھا ہے کیوں کہ دولت مند تو خیرات کرنے کے لئے مال دیتا ہے۔

دوسرے نے کہا کہ مسکین بہتر ہے اس لئے کہ قیامت کے حساب سے محفوظ رہے گا پس دونوں نے اللہ سے دعا کی فرمان ہوا عرش کے نیچے قندیل ہے اس سے پوچھو ہر دو قندل کے پاس پہنچے اور ہاتھ باندھ کر قندیل کے پاس کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے تین سو سال بعد جواب ملا کے تمہاری حاجت کیا ہے تو ہر دو نے کہا ہم اللہ کے حکم سے آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ آپ جواب دیں کہ دولت مند نیک ہے یا فقیر تو قندیل سے آواز آئی کہ مخلوقات میں

اشرف وافضل کون ہوگا تو ہر دو فرشتوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پس اس قندیل نے کہا وہ فقیر ہیں یا تونگر تو ہر دو نے کہا کہ آنحضرت کا اختیار فقر ہے اور درویشی پر آپ کو ناز ہے اس کے بعد قندیل خاموش ہوگئی اور فرشتے اسی طرح کھڑا رہے اور ہر دو نے کہا ہم کو آپ نے جواب نہیں سے شرف نہ بخشا تو قندیل نے کہا تم کو جواب دیدیا آپ نے یہ معلوم کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقر پسند ہوگا پس اس سے سمجھو کہ تونگر سے فقیر افضل ہے تو فرشتے حیران ہوگے واپس ہوگئے اور اللہ تعالی سے عرض کیا کہ یہ قندیل کون ہے فرمان ہوا کہ امام اعظم نعمان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کی روح ہے..

کھانا کھلانے کے بیان میں

اے دوست جاننا چاہیئے کہ فقیروں کو کھانا کھلانا دنیا میں سب سے بڑا عمل ہے اور حدیث شریف میں ہے من اشبع جائعا دخل الجنة ..جو بھوکے کو پیٹ بھر کھلائے وہ جنت میں داخل ہوگا.اور یہ بھی حدیث میں ہے

من اطعم مطعما الا غفر الله.

جو بھوکے کو کھانا کھلائے اس کو اللہ تعالی بخشے گا..سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا.

من اطعم جائعا اعطاء الله تعالى ثواب ماية مجاهده. جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو سو مجاہدے کا ثواب دیتا ہے۔

جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو ہر لقمہ کے بدلہ میں ایک سالہ عبادت کا ثواب اُس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور اگر پیٹ بھر کھلائے تو سو مجاہدوں کا ثواب..اگر قحط کے زمانہ میں کھانا کھلائے تو اُس کا ثواب بے حساب ہے حدیث شریف میں ہے

من اشبع جايعا فى ايّام مسغيته لك عشر اللف سنة

جو بھوکے کو قحط کے زمانہ میں کھانا کھلائے تو اُس کو ہزار برس کا ثواب.

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا.

من اعطش بشرباء وجبت له الجنة

جو پیاسے کو مشروبات پلائے تو اُس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے

کپڑوں کا پہنانا: اللہ تعالیٰ کا قول ہے حصل لبست عریانا. یعنی جس نے ننگے لباس پہنایا تو وہ بہت بڑا کام کیا. جو شخص کسی برہنہ کو پہنایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کو بہشت کا وہ پُر انوار لباس پہنائیگا جو مومنوں' انبیاء اور فرزندانِ فاطمہ' کے لئے مخصوص ہے.

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا. جو کسی ننگے کو نئے کپڑے پہنایا تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنّت میں دن رات کی تعداد کے مطابق محل عطا کرے گا.

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر ایک سے سوال فرمائے گا کہ تو میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے تو وہ جواب دیگا میں نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا تو ندا آئے گی کہ دوزخ کے ڈر سے اور جنت کی آرزو میں یہ عمل کیا تا کہ وہ تیرے کام آئے۔ میرے لئے کیا عمل کیا۔ بندہ کہے گا اے اللہ تیرے لئے کونسی چیز ہوگی۔ تو حکم ہوگا کہ بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا اور ننگے کو کپڑے پہنانا بغیر کسی احسان کے صرف اللہ تعالیٰ کیلئے..

حمایتِ مظلوم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ مظلوم کی مدد کریں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا. جو مظلوم کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی قیامت میں مدد فرمائیگا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی عالم کے چہرہ کو دیکھا تو اُس نے ہزار غلام آزاد کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ایک ہفتہ تک عالم کی خدمت کیا تو گویا اُس نے عبادت کی اللہ تعالیٰ کی سات سو سال تک' جس نے مدد کی عالم کی اس نے بیت المقدس تعمیر کیا..

عزتِ مبلّغین امر و نواہی' مبلّغین کی عزت' حکم دینے اور رد کرنے سے متعلق..

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا. بندوں میں تیرا دوست کون ہے. تو اللہ نے جواب دیا عالموں کو دوست رکھتا ہوں چونکہ عالم نیکیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور عوام کو نہیں ستاتے. ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرش کے نیچے ایک

BONJGANJ (HAZRAT HAZRAT SYED HAZIR BIABANI)

بوڑھے کو دیکھا اور جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اُس کے کیا حالات ہیں کہ وہ کس عمل سے اس مقام پر پہنچا تو انھوں نے کہا کہ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنے کے باعث.

برکاتِ سورۂ اخلاص حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی تین بار سورۂ اخلاص پڑھتا ہے تو اس نے گویا تمام قرآن پڑھا۔ معلوم ہونا چاہئے کہ تمام قرآن تین قسموں پر مشتمل ہے عبادت، قصص، توحید اور سورہ اخلاص صرف توحید ہے حدیث میں آیا ہے کہ سورہ الاخلاص پڑھنے سے جنت میں ہر حرف کے بدلے ایک حور دی جائے گی حدیث شریف میں آیا ہے سورہ اخلاص کی تلاوت سو بار کرے تو اسکے سالم جسم پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے. حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی سورہ اخلاص کی تلاوت کثرت سے کرتا ہے تو وہ اللہ تعالی کے سایہ میں ہوگا. تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کثرت سے کیا تعداد مراد ہے تو فرمایا کہ رات و دن میں تین سو ساٹھ مرتبہ. اللہ تعالی کے پاس سب سے بڑا تحفہ یہ ہے کہ نیکیوں کا حکم کریں اور برائیوں سے روکیں، خلق کی نصیحت کریں اور حکم الٰہی پر راضی رہیں..

پاکی کی حفاظت حدیث شریف میں آیا ہے کہ مردہ کو جب جنازہ پر رکھ کر قبر تک لے جایا جاتا ہے تو اس سے سوال ہوتا کہ اے میرے بندے تیری نظر مخلوق کی طرف اچھی رہی پس تو کبھی ہماری طرف اچھی نظر سے دیکھا، اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بیشک اللہ تعالی نہیں دیکھتا اُن کے چہروں کو اُن کے اعمال کو اُن کے مالوں کو مگر دیکھتا ہے اُن کے قلوب کو.

ملک الموت کی خوشنودی موت کے وقت کراما کاتبین سے ملک الموت دریافت کریں گے کہ بندہ اس دنیا میں کس طرح رہا.

دشمنوں کی خوشنودی (رضامندی) ضروری ہے یعنی مخالف کو راضی کر لینا ضروری ہے. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مرا اور اس پر کوئی ذمہ داری نہیں اُس پر آگ حرام ہے. پس چاہئے کہ اپنے مخالفین کو راضی کر لیں۔ قیامت کے روز سوائے نیکیوں کے کوئی چیز کام میں نہیں آئے گی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ مفلس کون ہے تو جواب دیا گیا کسی نے کہا جس

کے پاس مال نہ ہو. اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مفلس وہ شخص ہے جس کو قیامت کے دن لایا جائیگا جسکے مخالفین فریاد کریں گے اور اُس کی نیکیاں اُن کو دیدی جائیں گی پھر اُس کے پاس کوئی چیز نہیں رہے گی. تو اُس کے گردن پر اُن کے گناہ ڈالے جائیں گے۔

دوم. نماز روزے کی قضاء کے بارے میں سوال ہوگا کہ نماز روزے سے کیوں بے پرواہی کی اور بلا وجہ نماز روزے کیوں چھوڑا.. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بہت ساری نمازوں کی قضاء کرے گا تو اُس کو چاہیئے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو نماز جمعہ سے قبل چار رکعت بیک سلام پڑھے ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ آیت الکرسی ایک بار انا اعطینا پندرہ بار پڑھے تو آٹھ سو سالہ دور گزشتہ کے نمازوں کا کفارہ ہوگا. ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے بعض کی عمر ۷۰ یا ۸۰ اور بعض کی سو (۱۰۰) سال ہوتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے باپ دادا اور عزیز واقرباء کی قضاؤں کا کفارہ ہو جائے گا..

سوم. موت کو آسان کرنے والی چیزیں تین اقسام کی ہیں ۱. قلبی (دل) ۲۔قولی (بات سے) ۳. فعلی (عمل)

(الف) خواہشات کو کم کرنا. چناچہ حضرت لقمان جن کو بعض نبی کہتے ہیں اور اکثر کا خیال ہے کہ وہ ولی تھے. انھوں نے تین سو سال کی عمر پائی لیکن کوئی گھر نہیں بنایا انھوں نے کہا کتنے سال مکان میں رہیگا جس کے لئے گھر بنائے. قولی یہ ہیکہ اپنی موت کو زیادہ یاد کرتا رہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ دنیا میں افضل ذکر موت کا ذکر ہے. اور فعلی یہ ہے کہ نیک کام کرنا اور برائیوں سے دور رہنا.

چہارم.. اللہ کی محبت اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تمنا کرے جاننا چاہئے کہ محبت شوق سے پیدا ہوتی ہے اور وہ جاذب وغالب ہوتی ہے. کمالِ اشتیاق سے اللہ کے ملنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرلیتا ہے

PUNJENI (NAZRATI) SYED FAZIL BIABANI

سلامتی قبر قبر کے ہدایا چار ہیں. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کے ہدایا چار ہیں.
۱..چغلی نہ کرنا..۲..پیشاب سے بچنا..۳..قرآن پڑھنا..۴..راتوں میں نماز پڑھنا
یعنی قبر چار چیزوں کی طلب گار ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں اور کیڑوں کا گھر اور تنگ گڑھا ہوں عذاب کا گھر اور جدائی کا گھر ہوں اس لئے چغلی نہ کرنا. حدیث میں آیا ہے کہ انّما م لایدخل الجنة چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا. حدیث میں آیا ہے کہ انّمام ملعون چغل خور لعنتی ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بارش بند ہوگئی سات روز تک آبادی سے باہر آکر گریہ وزاری کی گئی. لیکن کوئی قبولیت نہ آئی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ تم لوگوں میں ایک چغل خور ہے جب تک وہ تمہارے درمیان میں ہے دُعا قبول نہ ہوگی. موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اُس کی نشان دہی کیجئے تا کہ اُس کو باہر نکال دوں تو فرمایا کیا میں چغلی کروں بتاؤں میں کیسے چغلی کروں اُس کی نشان دہی کروں پس تم میں سے ہر شخص توبہ کرلے وہ بھی تمہارے میں سے توبہ کرے تو ایسے ہی کیا گیا اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی جو بہتریں بدلا ہوا..

پیشاب سے حفاظت تنزہ عن البول سے مراد پیشاب سے ہر طرح محفوظ رہے اس طرح کہ پیشاب کا شبہ باقی نہ رہے چونکہ اس سے دوزخ کا عذاب اور قبر کا عذاب لازم آتا ہے

تلاوت قرآن قراۃ القران سے مراد قرآن پڑھنے کا اہتمام کرے پس چاہیئے کے قرآنِ پاک کثرت سے پڑھے کہ قرآن پڑھنے والوں کی شفاعت کرتا ہے اور دوزخ کی آگ کے لئے آڑ بن جاتا ہے.

نماز تہجد پڑھنا صلواۃ الیل قبر کا چوتھا ہدیہ ہے رات کی نماز سے مراد وہ نماز ہے جو شام میں سونے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور صحیح قول یہی ہے کہ وہ نماز تہجد ہے اور یہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی. اگر کوئی تہجد گزار ہے تو وہ مقامِ محمود پر پہنچتا ہے.

منکر نکیر کی خوشنودی غیبت کا چھوڑنا حق کرنا بات بیان کرنا. مخلوق کے ساتھ عاجزی کے ساتھ پیش آنا سچ بات کرنا

۱.اول ہدیہ منکر نکیر غیبت کا چھوڑنا غیبت بدترین گناہ ہے. جو زنا سے بڑھکر ہے غیبت وہ بات ہے جو کسی شخص کے غیاب میں (سامنے کے بجائے) بیان کی جائے تو وہ شخص رنجیدہ ہو جائے اگر چہ وہ سچ بات ہو حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے لئے دو جھوٹ کافی ہیں کہ جو کچھ سنا اُس کے خلاف بیان کیا۔یعنی شکایت کرتا ہے کہ جو چیز اُس نے سنی ہے اُس کے خلاف بیان کرتا ہے

وقول الحق: سچی بات کا کہنا جب کے دو آدمیوں کے درمیان مخالفت ہو چاہیئے کہ تم سچ کہہ دیں کسی کی مروت وتائید نہ کرے سچی بات دیکھنا اور جھوٹ بیان کرنا ہلاکت میں ڈالتا ہے یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ حق بات کو بیان نہ کرنا ہلاکت میں ڈالتا ہے.

مخلوق کے ساتھ عاجزی سے پیش آنا: اگر چہ اپنے سے چھوٹا ہو تو مروت سے پیش آنا چاہیئے کہ اس کے گناہ کم ہے. اگر وہ بڑا ہو تو سمجھے کہ اُس کے نیکیاں مجھ سے بڑی ہوئی ہیں.

سوے ہر کس چناں گرداں نظر را کہ بینی بہتر از خود ہر بہتر را

ہر شخص کی طرف ایسی نظر سے دیکھے کہ وہ اپنے سے زیادہ بہتر ہے

سچی بات کہنا مردوں کا شیوہ سچ بیان کرنا ہے اور قرآن پاک میں آیا ہے الصابرین والصادقین صبر کرنے والے اور سچ کہنے والے.

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جب بارش نہیں ہوئی تو تین دن تک دعا کی گئی لیکن بارش نہیں ہوئی. اُس کے بعد اُن لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا پروردگار میں تمام عمر جوا نہیں کھیلا ہوں اگر یہ میری بات سچ ہے تو بارش برسا. اس کے کہنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے بارش کو برسانہ شروع کیا اور مخلوق حیرت زدہ ہوگئی معلوم ہو کہ سچائی اللہ تعالیٰ کے پاس بہت محبوب ہے اگر چیکہ گناہ گار تھا اپنی سچائی سے بچ گیا اور جھوٹ سے ہلاک ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے کلام میں سچا ہوتا ہے اور جھوٹ نہیں کہتا تو اُس کے بدلہ میں جنت واجب ہو جاتی ہے.

HUNJGADU (AKRA THE SUFI OF AHL BIBAB

ہدیہ سلامتی میزان میزان کے چار ہدایہ ہیں ا۔عمل میں اخلاص ۲۔عبادات میں کثرت ۳۔۔۔اچھے اخلاق ۴۔مخلوق پر شفقت۔

میزان کا ہدیہ سب سے پہلے عمل میں خلوص پیدا کرنا اور بغیر خلوص کے کوئی عمل کارآمد نہیں ہوتا اور بارگاہِ الٰہی میں بغیر اخلاص کے کوئی اطاعت معتبر نہیں۔قیامت کے روز یہ ندا ہوگی کہ وہ نامہ اعمال پیش کیا جائے جو اُس کے لئے کیا ہے۔

میزان کا دوسرا ہدیہ عبادت کی کثرت ہے اور اس مقام پر صرف اللہ کا کرم چاہیئے۔چونکہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا دیتا ہے۔اس حکم کے بارے میں ان الانسان لفی خسر یعنی انسان گھاٹے میں ہے کہ انسان ہر طرح نقصان میں ہے کہ اس کی عمر ہر روز گھٹتی جارہی ہے اور مال جب جمع کرتا ہے تو رنج بڑھتا ہے اور پھر مستثنیٰ کیا جیسا کہ اللہ کا قول ہے الا الذین یامنوا وعملوا الصالحات یعنی جنھوں نے ایمان لایا اور نیک عمل کیا وتواصو بالحق وتواصو بالصبر اور حق کی اور صبر کی ہدایت دے۔یعنی اللہ تعالیٰ کو جانے اور لفظِ حق صرف خدا کے لائق اور خدا کے لیے درست ہے اور وہی بادشاہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حق سے مراد نماز روزہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نعمتوں کا شکر اور تکالیف میں صبر کرنا ہے

اللہ والوں سے محبت رکھنا اللہ والوں کے ساتھ محبت رکھ تا کہ اُن کے ذریعہ اللہ تک پہنچ سکے معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ تیرے بندوں میں سے کون تیرے نزدیک دوست ہے تو فرمان ہوا کہ جو تم کو دوست رکھتا ہے اور خدا کے دوست وہ ہیں جن کو خوف ہے نہ رنج ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں کو خوف ہے نہ رنج۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی چار چیزوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ اللہ کی محبت اللہ کے واسطے ۲۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

۳۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے محبت ۴۔ صحابہ کی اتباع کرنے والوں کی محبت

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان ہے چنانچہ کامل مومن اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے نفس سے زیادہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبت نہ رکھے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے نزدیک میرے نفس کے سواء زیادہ محبوب ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر قرآن نازل کیا آپ میری جان سے زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' اے عمر اب تمہارا ایمان پختہ ہوگیا اور مالک بن نضر سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی مومن اُس وقت نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کے پاس اُس کی جان مال اولاد والدین اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی آپ کے آل کی محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری آل سے محبت رکھا اُس نے مجھ سے محبت رکھا اور جس نے میری آل سے دشمنی رکھا اُس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور پس اللہ سے دشمنی رکھی اور وہ دوزخی ہے۔

اوّل: سب سے پہلے محبت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جنت کی کنجی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے آگے بابِ سوم میں اس کا بیان آئے گا کہ میری زبان عاجز ہے کہ اُن کے اوصاف بیان کروں صحابہ اور تابعین کے متعلق اپنی زبان کو محفوظ

رکھو. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے. اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ انصار کی محبت دوزخ سے امان ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میرے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہے تو وہ میرے اور میرے صحابہ سے محبت رکھے..

خوشنودی روح روح کی خوشنودی چار باتوں میں پوشیدہ ہے ۱ کھانا کم کھانا ۲ کم بولنا ۳ کم سونا ۴ روح پر زیادہ غور وفکر کرنا. اس کے تین نام ہے۔

۱ ایک یہ کہ قل الروح من امر ربّی یعنی روح اللہ کا حکم ہے

۲ دوم یہ کہ جبرئیل علیہ السلام کا نام ہے

۳ تیسرا ایک فرشتے کا نام ہے جس کا سر جثہ کے فاصلے کے مماثل ہے اور اس میں انگنت منہ ہیں جو شمار میں نہیں آتے.

کم کھانا. انبیاء علیہ السلام کی عادت ہے اولیاء اور پیغمبر کبھی پیٹ بھر نہیں کھائے. کم کھانے سے آدمی فرشتہ صفت ہو جاتا ہے.

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ۴۰ ہزار بکرے، ۳۰ ہزار گائے، اور ۲۰ ہزار اُونٹ تھے جس کو ایک وقت میں اُس کی مقدار کے موافق روغن ڈال کر پکواتے اور کھلاتے اور خود جو کی روٹی، سرکہ، مچھلی اور چھانچ کے ساتھ تناول فرماتے. اور کبھی پیٹ بھر نہ کھاتے تا کہ اللہ کے پاس اس طرح کھانے پر مواخذہ نہیں، پیٹ بھر کھانے میں ہے.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عمر کبھی تین دن مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھائے.

قلتِ کلام بات کم کرنا روح کی خوشنودی کا ذریعہ ہے. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بات کم کرتا ہے اُس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور گناہ کم ہوتے ہیں. حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی زیادہ بولتا ہے قیامت کے دن شرمندہ ہوگا لا یعنی (یعنی بے معنی) گفتگو سے خاموش رہنا بہتر ہے ومن سکت سلم ومن سلم نجاء

جو خاموش رہا محفوظ رہا اور جو محفوظ رہا وہ نجات پایا.

قلت المنام کم سونا روح کا ہدیہ ہے. قرآن میں آیا. یاایّھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفہ .اے حبیب آپ تھوڑی سی رات یا نصف رات کے بعد اُٹھ جایئے اور حضرت داؤد علیہ السلام سے خطاب ہوا. من نام کل الیل لا یصلح الجنۃ .جو رات بھر سوتا ہے وہ جنت کے قابل نہیں نیز جبرئیل علیہ السلام جو جنت کا طلب گار ہے وہ نہیں سوتا ..اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کب تک سوتے رہیں گے .معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مکان جنت میں دیکھا جو سُرخ یاقوت سبز زمرد کی کنکریوں سے بنا ہے اور مروارید کا چھت ہے اور اُس گھر میں پانچ سو سالہ مسافت کا فاصلہ ہے. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ گھر کس کا ہے تو جبرئیل نے کہا یہ اُس شخص کا گھر ہے جس نے جو رات میں سو کر اٹھتا ہے وضو بناتا ہے اور دو رکعت نماز ادا کرتا ہے. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رات میں بیدار ہو جاتے اور آخری رات کے حصہ میں اُٹھنے کی عادت نہ ہو جائے تو وہ غمگین رہتا ہے لیکن سب سے بہتر وقت آدھی رات کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا. جو شخص دو رکعتیں درمیانی شب میں پڑھیں تو وہ اللہ تعالی کے پاس دنیا و مافیھا سے بہتر ہے. یہ نماز تہجد بھی انبیاء علیہ السلام پر فرض تھی. داود علیہ السلام نے اللہ تعالی سے سوال کیا الٰہی میں شب کے کس حصہ میں آپ کو ڈھونڈوں تو فرمان ہوا کہ آدھی رات کو.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کثرۃ التفکر یعنی زیادہ سوچ بچار کرنا روح کا ہدیہ ہے. حق تعالی نے فکر کرنے والوں کے اوصاف بیان فرمائے.

یتفکرون فی خلق السماوت والارض ..ربّنا ماخلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب نّار

وہ زمین و آسمان کے پیدائش میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ تو زمین و آسمان کو بیکار نہیں پیدا فرمایا. اے اللہ تو پاک ہے ہم کو دوزخ کی آگ سے بچا.

یعنی زمین و آسمان کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں کہ آسمان بغیر ستونوں اور سات طبق زمین کو پانی کی سطح پر بچھا دیا اور سب کو پانی کی سطح پر قائم رکھا اے اللہ تو اس کو بغیر حکمت کے

نہیں پیدا کیا اور پاکی تیرے لئے سزاوار ہے.. پس محفوظ رکھ ہم کو دوزخ کی آگ سے. اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے ایک لمحہ کی فکر دو عالم کی عبادت سے بہتر ہے. حدیث میں آیا ہے کے ایک لمحہ کی فکر ۶۰ سال کی عبادت سے بہتر ہے. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کے نشانات پر غور کرو اس کی ذات میں غور مت کرو.

خوشنودی رب رب کی خوشنودی چار چیزوں میں ہے ۱. نیکیوں کا حکم دینا ۲. برائیوں سے روکنا ۳. خلق کو نصیحت کرنا ۴. اللہ کے احکام پر راضی رہنا..

اِن چار چیزوں کی طلب حکمت سے خالی نہیں ہے.

(۲'۱). امر بالمعروف جو کام برا ہوتا ہے اُس کو منکر کہتے ہیں. خواہ قول و فعل سے کیوں نہ ہو. پس مؤمن کو چاہئے کہ نیک کام کی ہدایت کرے اور برے کاموں سے بچے رہے وہ جنتی ہوگا اگر زمین پر چلتا پھرتا ہے.

۳. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا النصیحه للخلق. اللہ تعالی سے مخلوق کی بھلائی چاہنا یہ ایمان کا اعلی درجہ ہے سب کے لئے نیکی طلب کرو. نیکی چاہنے کی علامت یہ ہے اپنے لئے دل و زبان سے جو چاہتا ہے وہی دوسروں کے لئے چاہے

۴. احکام الٰہی پر راضی رہنا. جو حکم تجھ تک پہنچتا ہے اُس پر خوش رہے نہ کہ شکوہ کرے جو کچھ اللہ نے لکھ دیا وہ تیرے سامنے آئے گا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جف القلم بما هو جو کچھ ہونا ہے اسے قلم نے لکھ دیا..

فضائل کلمہ شریف: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے کہا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی باتسمیہ کلمہ طیّب پڑھا تو اللہ تعالی اُس کے پچاس سالہ گناہ بخش دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کثرت سے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ پڑھے گا اللہ تعالی کے عذاب سے نجات پاتا ہے کہ اگر کوئی نماز فجر کے بعد لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَحدَه لَا شَرِیکَ لَه لَهُ المُلکُ وَلَهُ الحَمدُ یُحیِ وَیُمِیتُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیر

دس بار پڑھے تو اُس کے جملہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگر دریا کے کف سے زیادہ ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی بازار میں آئے اور لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ پڑھے تو اس کے نامہ اعمال میں چالیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو کوئی قبرستان آ کر لاالٰہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھے تو حق تعالیٰ اُس کو غنی کر دے گا اور آسانی سے جنت میں پہنچا دے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ دو کلمات ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں جو کہنے کو آسان ہیں لیکن میزان میں بھاری ہیں۔

اور یہ ہیں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

حدیث شریف:

کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

ادائی حقوق: اے عزیز یہ ذکر ادائی حقوق کے بارے میں ہے۔ مسلمانوں کا مسلمانوں پر اور دوسرے چھ حقوق ہیں۔ جب کسی سے ملاقات ہو تو اُس کو سلام کر اور دوسرا کرے تو اس کو جواب دو جب چھینک آئے تو اللہ کی حمد بیان کرو۔ جب کوئی تم سے مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرو۔ اگر بیمار ہو تو مزاج پرسی کرو۔ جب کوئی مر جائے تو اُس کو قبرستان تک پہنچاؤ۔ اور دوسرے حقوق ایک دوسرے پر بہت ہیں ماں باپ کے حقوق اولاد پر اور اولاد کے حقوق ماں باپ پر، بیوی کا حق شوہر پر اور شوہر کا حق بیوی پر، استاد کا حق شاگرد پر اور شاگرد کا حق استاد پر۔ غریب کا حق تونگر پر، تونگر کے حقوق فقیر و پڑوسی پر صحبت کا حق جماعت کا حق مسجد کا حق شہر پر، شہر کا حق مسجد پر، مالک کا حق غلام پر، غلام کا حق مالک پر۔

حق مادر و پدر: ماں باپ کی خدمت اچھی کرو۔ جب اگر وہ غریب ہو جائیں تو ان کی پرورش کریں (کھانا کپڑا دیں) جو تم پر واجب ہے۔ ان کی خوشنودی کے لئے نفل حج ادا کریں۔ ان کے مُنہ پر کوئی سخت کلامی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ

والدین کے ساتھ احسان کرو۔ ''وبالوالدین احسانا'' حدیث میں آیا ہے کہ فرماں بردار فرزندوں سے کہو کہ وہ جو چاہے گناہ کریں دوزخ میں نہیں جائیں گے اور ماں باپ کے نافرمان فرزندوں سے کہو کہ تم کتنی ہی نیکیاں کرو جنت میں نہیں جاؤ گے۔ حضرت بندہ نوازؒ کی تصانیف میں دیکھا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی محبت غالب ہو تو حقوق ماں باپ واولاد ادا کرے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرے گا۔ اگر مواخذہ کرے گا تو میرا دامن پکڑ لو۔ اگر نماز نفل پڑھتا رہے اور باپ بلائے تو نماز توڑ کر چلا جائے۔ اگر ماں بلائے تو نماز پوری کر کے جواب دے اس لئے کہ باپ کا حق زیادہ ہے

ایک شخص کے دو فرزند تھے ایک یاد خدا میں اور دوسرا ماں باپ کی خدمت میں مصروف تھا اور ہر دو اپنے کام میں ہمیشگی کرتے رہے ایک مدت گزر چکی۔ پہلا لڑکا جو یاد الٰہی میں مشغول تھا کوئی ترقی نہ کر سکا۔ جو حال پہلے تھا وہی رہا۔ دوسرا جو اپنے ماں باپ کو خوش رکھا درجہ ولایت پر پہنچا۔ وہ اپنے والدین کی خوشنودی اور دعاؤں کی برکت کی وجہ سے دولتِ عظمیٰ کو پا سکا۔

نباشد در کنارِ مادراں اطفال راخونے
چہ شیریں اصطلاح است اینکہ مادراں راماں گویند

ماں کے پہلو میں بچوں کو خون نہیں ہوتا۔ یہ کتنی میٹھی اصطلاح ہے کہ ماں کو امان کہتے ہیں

دوسرے یہ کہ ماں باپ اپنے بیٹے کو جان سے مار ڈالے تو اُن پر قصاص لازم نہیں آتا۔ اس کے برخلاف بیٹوں میں سے ماں باپ کو مار ڈالے تو قصاص لازم آتا ہے۔ ماں باپ پر اولاد کا حق یہ ہے اُن کا بہتر نام رکھے اور ختنہ کروائے اور جب بڑا ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے اور عطا کرنے میں مساوات کو پیش نظر رکھے ادب سکھلانے کے لئے اتنا نہ مارے کہ زخم آ جائے۔ اسی طرح شوہر بیوی کو، مالک غلام کو، استاد شاگرد کو زخم آنے کی طرح نہ مارے۔

شوہر کا حق عورت پر: یہ کہ عورت اپنے آپ کو بناؤ سنگار کر کے رکھے اور اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔ اُس کے مال اور خود اپنی ذات کو خیانت سے بچائے اور وہ اگر طلب کرے تو رُک نہ جائے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے کہ بیوی اپنے شوہر کے پاس پیش ہونے سے پہلے سونا حرام ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش ہونے کا کیا مطلب ہے تو ارشاد ہوا اپنے لباس کو اُتار کر شوہر کے پاس آرام کرے۔ اور عورت کا حق مرد پر یہ ہے کہ کھانا' پینا اور لباس مہیا کرے اور اپنے رہنے کی جگہ علیحدہ رکھے یہ ضروریات سے ہے لیکن مستحب ہے کہ زیور اور خوشبو کا بھی اہتمام کرے۔

استاد کا حق شاگرد پر: یہ کہ ماں باپ کے حق سے بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''الاب ثلثة ابا من ولدك واب من زوجك وابا من علمك و خير الاباء من علمك ۔ باپ تین ہیں۔ تم جس سے پیدا ہوئے اور وہ جو تمہاری بیوی کا باپ ہے۔ اور وہ جو تمہیں علم سکھاتا ہے۔ سب میں بہتر باپ وہ ہے جو علم سکھاتا ہے۔ باپ کے کام پر استاد کا کام مقدم ہے۔ لیکن استاد اللہ واسطے تعلیم دے۔

شاگرد کا حق استاد پر: یہ ہے کہ وہ بیٹے کی طرح اور اللہ کے واسطے تعلیم حاصل کرے اور اُستاد احسان نہ جتائے اور جو جانتا ہے اُس کو بھی سکھائے اور اپنی شفقت سے محروم نہ رکھے۔

پڑوسی کا حق: پڑوسی کے حق کو ملحوظ رکھو۔ حدیث میں آیا ہے ''للجار حق''۔ پڑوسی کا حق ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اکرم الجار و ان کان کافرا ۔ اپنے پڑوسی کا احترام کرو اگرچیکہ وہ کافر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے ہم سایہ سے متعلق چند وصیتیں کیں یہ گمان ہوا کہ پڑوسی کو میراث میں بھی شریک کرلیا جائے گا۔ فرمایا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر وہ مرا اور اُس کا پڑوسی اُس سے خوش رہا تو وہ جنت میں داخل ہوگیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی کا حق اپنے گھر والوں سے زیادہ ہے جس کا پڑوسی ناراض ہو تو اللہ تعالیٰ عرصہ قیامت میں اُس سے ناراض رہے گا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ جب تم پکانا چاہو تو کدو میں پانی زیادہ ڈالو تاکہ اپنے پڑوسی کو بھیج سکو۔ اگر ہم سایہ کافر ہو تو اس کا ایک حق ہے اور اگر ہم سایہ مسلمان ہو تو دو حق ہیں۔ اگرچیکہ وہ ہم سایہ ہے مگر عزیز ہے۔ اس لئے اُس کا حق سب سے زیادہ ہے اور

PUNJGANJ (RAMAHE SYED AZIZ BIL

ہم سایہ وہ ہے جو گھر سے ملا ہوا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ عود جلاؤ اُس کی خوشبو جہاں تک پہنچے وہ پڑوسی اور اُس کھانے پر جس کی خوشبو سے اُس کا دل للچائے اور اُس کو کھانا بھیجا جائے تو پورے زندہ افراد کا ثواب اُس کو ملے گا۔ اگر اُس کا خیال نہ رکھے تو گویا اس نے تمام زندوں کو ختم کر ڈالا۔ اس لئے چاہئے کہ ہم سایہ کی خبر ہر وقت لیتا رہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر وہ مرجائے تو اُس کو منزل تک پہنچاؤ۔ جب اُس کے مرنے کی خبر سن لے تو فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے۔ اگر ہو سکے تو اُس کا غسل بھی دو۔ اگر اُس کو کفن میسر نہ ہو تو کفن بھی دو۔ اگر طاقت ہے تو اُس کے جنازہ کو کندھا دو اور اُس کے پیچھے چلو۔

باب سوم
اصحاب کرام اور اہل بیت کے فضائل وکمالات سادات

امیر المؤمنین ابوبکر صدیقؓ: مناقب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سارے انبیاء کے بعد انسانوں میں افضل ہیں۔

آپ کی کنیت ابوبکر اور لقب صدیق اکبر اور آپ کا اسم عبداللہ ابن ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب تک پہنچتا ہے۔ صدیق اکبر کی ولادت واقعہ فیل سے (۹) سال چار ماہ بعد ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ خلافت کے مسند پر جانشین ہوئے۔ آپ کی خلافت کی مدت دو سال (۳) ماہ ہے اور آپ کی وفات ہجرت کے تیرھویں سال روز دو شنبہ ۲۲ر جمادی الاخریٰ کو ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ر جمادی الاولیٰ چنانچہ تاریخ طبری میں لکھا ہے آپ کا مزار مبارک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک سے متصل ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ صدیق اکبر نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کو روضہ مبارک کے آگے پیش کریں اور عرض کریں کہ السلام علیک یارسول اللہ' یہ ابوبکر آپ کے آستانہ پر حاضر ہیں اگر اجازت ہو تو دروازہ کھول دیا جائے گا اگر دروازہ کھلے تو اندر لے جائیں ورنہ صحرا میں ڈال دیں۔ راویاں لکھتے ہیں کہ آپ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا ابھی الفاظ پورے نہ ہوئے تھے کہ دروازہ مبارک خود بخود کھل گیا کہ دوست کو دوست کے طرف لے جایا جائے۔ آپکی فضیلت میں بہت سی احادیث مذکور ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ: مناقب: امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن خطاب بن فصیل بن عزیٰ بن ریاح بن عبداللہ فرط بن راح بن عدی کعب۔ فاروق کا نسب اپنے والد کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کعب سے ملتا ہے۔ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد ہشتم ہیں۔ آپ کی پیدائش واقعہ فیل کے (۱۳) سال بعد ہوئی اور آپ نے ایمان بعثت کے بعد لایا اور مسند خلافت پر ۲۳ر جمادی

الاخری روز سہ شنبہ ۱۳ھ کو جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی شہادت خلافت کے دس سال چھ ماہ بعد یعنی ۲۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات کا زخموں سے ہونا ۲۶ رذی الحجہ اور بعض یکم محرم لکھتے ہیں۔ آپ کی عمر (۶۳) سال تھی۔ آپ کا مزار حضرت ابوبکرؓ کے مزار سے متصل روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر ہے۔ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام حضرت عمر فاروقؓ سے متصل دفن ہونگے۔ یہ دونوں صحابہ دونوں پیغمبروں کے درمیان ہوں گے۔ آپ نے آخر وقت وصیت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح میرا جنازہ بھی روضۂ مبارک کے سامنے رکھ کر سلام عرض کرنے کے بعد کہا جائے کہ عمر حاضر ہے اگر اجازت ہو تو دروازہ کھل جائے گا۔ جب ندا لگائی گئی تو جواب آیا کہ اندر لاؤ اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آپ کی شان وفضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن الخطاب ہوتے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ: مناقب: امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ آپ کی کنیت ابوعبداللہ یا ابوعمر یا ابولیلیٰ ہے اور آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔ اس لئے کہ آپ کے عقد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ کہتے ہیں کہ صحابہ میں یہ فضیلت کسی اور کو نہیں ملی کیونکہ دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں تو ایک کے بعد دیگر میں عثمان کے عقد میں دیتا۔ آپ ابن عفان بن عاصی بن اُقیہ بن شمس بن عبد مناف ہیں۔ آپ سال اول ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہدایت پر ایمان لائے اور آپ کی مدت خلافت بارہ سال ہے۔ آپ کی عمر (۸۰) سال ہوئی اور آپ کی شہادت دس ذی الحجہ ۳۶ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی مزار مبارک جنت البقیع میں ہے آپ کے فضائل میں بہت احادیث ہیں' اور حدیث میں ہے لکل نبی رفیق ورفیقی فی الجنۃ عثمان ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق جنت عثمان ہیں۔

فصل اول

(اہل بیت کے فضائل کے بارے میں وہ حضرات پانچ ہیں)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اول: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں لولاك لما خلقت الافلاك۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا نہ کئے جاتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اور دوسری وکل شیء من نورہ و انا من نور اللہ۔ ہر شئے میرے نور سے ہے اور میں اللہ کے نور سے ہوں۔ دیگر وانا احمد بلامیم اور میں احمد بغیر میم کے ہوں۔ وانا عرب بلا عین اور میں عرب ہوں بغیر عین کے۔ اور دیگر لولاک لما اظہرت ربوبیتی اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ کرتا اور حدیث قدسی ہے کل الطلبون رضائی وانا اطلب رضاک محمد سب میری خوشنودی طلب کرتے ہیں اور میں آپ کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشنودی چاہتا ہوں۔

یاسید الانام صلوٰۃ و سلام تو ورد زبان است مہ وسال وصبح وشام

اے سید الانام آپ پر صلوٰۃ وسلام اور یہی ماہ، سال، صبح وشام کے ورد زبان ہے۔

بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر

اللہ کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں عباس اور ان کے فرزند اور ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔ بعض سیرت کی کتابوں میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت بروز جمعہ بوقت طلوع آفتاب ۷ ربیع الاول لکھی ہے۔ اور بعض بروز دوشنبہ کہتے ہیں۔ نوشیروان عادل کے زمانے میں بمقام مکہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے قبل آپ کے والد انتقال فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ زندہ تھیں۔ چھ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی رحلت ہوئی

۴. میرے نکاح سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کے ذریعہ ایک ریشمی کپڑے پر میری تصویر بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ یہ ابوبکر کی خوبصورت لڑکی ہے جس کو خدا تعالیٰ نے آپ کی بیوی بنا کر پیدا کیا۔

۵. میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔

۶ سجدہ گاہ سے متصل جب میں سوتی رہتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا کرتے اور یہ میرے ساتھ خصوصیت تھی

۷. سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی حالتِ خواب میں کسی دوسری زوجہ کے ساتھ نہیں ہوئی مگر میرے ساتھ لحاف میں بارہا وحی کا نزول ہوا ہے

۸. سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کیوقت آپ کا سر مبارک میرے سینے پر تھا

۹. میری باری کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی اور قیامت کے دن ہی گھر سے آپ برآمد ہوں گے

۱۰. عورتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کون زیادہ محبوب ہیں تو ارشاد ہوا کہ عائشہ صدیقہؓ پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں آپ کے زیادہ محبوب کون ہیں فرمایا عائشہ کے والد' اور عائشہ صدیقہؓ کی باری کے موقع پر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنے ھدایہ بھیجتے اور خوش ہوتے اور بعض سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سات سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا اور نو سال کی عمر میں آپ کی وداعی ہوئی اور اٹھارہ سال کی عمر میں آپ بیوہ ہوئیں. آپ ساٹھ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور مزار مبارک جنت البقیع میں ہے آپ کا وصال ۱۷ رمضان المبارک یوم جمعہ ہوا آپ کے پاس ۵۰۰ درہم تھے اور آپ کی وفات ۶۲ھ میں ہوئی..

ام المومنین حضرتہ زینبؓ : کہا جاتا ہے کہ آپ ام المساکین ہیں رحم' وکرم مسکینوں پر شفقت اور لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کے باب میں اللہ تعالیٰ نے آیتِ کریمہ نازل فرمائی ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے گھر تشریف لے

PUNJGANJ (HAZRATH SYED HAZRAT BIAB)

گئے جب آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو کہا سبحان اللہ اور یہ بھی روایت ہے کہ ایک روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر اجازت کے آپ کے گھر چلے لے گئے اس حال میں کہ وہ برہنہ سر بیٹھی ہوئی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو زینبؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بغیر نکاح خطبہ کے' تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اللہ نے نکاح کیا اور جبرئیل اس کے گواہ ہیں اور زید پروردہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سابق بیوی تھیں.

ام المومنین حضرت سودہؓ: آپ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نکاح سے پہلے ہوا. جب وہ عمر رسیدہ ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو طلاق دینا چاہا ایک رات حضرت سودہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ میں آئیں اور بیٹھیں اور کہا یا رسول اللہ مجھے طلاق نہ دیجئے کہ کل قیامت میں ازواج مطہرات میں شامل رہوں میں اپنی باری عائشہؓ کو بخش دی. آنحضرت خوش ہوئے اور اپنے ارادے کو ترک کر دیا.

ام المومنین حضرت صفیہؓ: آپ سابق میں سردار قلعہ خیبر کی بیوی تھیں. خیبر فتح کے بعد آپ کو مسلمان بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نکاح میں لیا آپ کا مہر چار سو دینار تھا.

ام المومنین حضرت حفصہؓ آپ حضرت عمر کی صاحبزادی تھیں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نکاح میں لیا. ہجرت کے دو سال بعد آپکی وفات ۴۵ھ میں ہوئی.

ام المومنین حضرت میمونہؓ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے چھ سال بعد آپ کو نکاح میں لایا

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ: ام المومنین حضرت ام سلمیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ساتویں سال آپ کو نکاح میں لایا..

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور زینب بنت خزیمہ سرکار کی حیات میں انتقال فرمائیں اور زینب نام

کے دولوگ تھے ایک زینب بنت جحش دوسرے زینب بنت خزیمہ. آپ کی بعض ازواج آپ کے مکان میں داخل ہونے سے پہلے ہی وفات پا گئے
اور بعض مکان میں داخل ہونے کے بعد طلاق دی گئی. ماریہ قبطیہ ام ولد آپ کی کنیز تھیں آپ کے بطن سے حضرت سیدنا ابراہیمؑ تولد ہوئے. اس کے بعد ماریہ قبطیہ سرکار کے پردہ فرمانے کے بعد بھی زندہ رہیں. آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انیس بیویاں تھیں.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد نو (۹) ازواج مطہرات زندہ رہیں..

فصل دوم

(چودہ معصوموں کے بارے میں)

۱. اول معصوم محمد اکبر ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں آپ دروازہ کے مار سے انتقال فرمایا آپ کا مزار بقیع میں ہے

۲. دوم معصوم عبداللہ بن امام حسینؑ ہیں آپ نے سات سال کی عمر میں طلحہ بن عامر کے ہاتھوں شہادت پائے مزار بقیع میں ہے

۳. سوم معصوم علی اکبر بن امام حسینؑ ہیں. آپ نے دوسال کی عمر میں عبدالرزاق دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی اور مزار کربلا میں ہے

۴. چہارم معصوم علی اصغر بن امام حسینؑ ہیں. آپ چھ سال کی عمر میں منصور بن یزید بن معاویہ کے ہاتھوں شہادت پائی.

۵. پنجم معصوم حسین بن زین العابدین ہیں. منصور بن یزید بن معاویہ کے ہاتھوں چھ سال کی عمر میں شہادت پائی آپ کا مزار مدینہ میں ہے

۶. ششم معصوم ابوالقاسم بن امام زین العابدینؑ ہیں عود بن یزید بن معاویہ کے ہاتھوں شہادت پائی اور آپ کا مزار بصرہ میں ہے

MUNJGANJ (HAZRATH SYED ALI BABA

۷. ہفتم معصوم نصر بن امام محمد باقرؑ چھ سال کی عمر میں منصور دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی آپ کا مزار سامرہ میں ہے

۸. آٹھویں معصوم عبداللہ ابن امام جعفر الصادقؑ ہیں .دو سال کی عمر میں کوفی کے ہاتھوں شہادت پائی آپ کا مزار بغداد میں ہے

۹. نویں معصوم یحی بن امام جعفر الصادقؑ ہیں. آپ نے ایک سال کی عمر میں یوسف بن ابرہیم دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی آپ کا مزار سنام میں ہے

۱۰. دسویں معصوم صالح بن امام موسی کاظمؑ ہیں. آپ تین سال کی عمر میں یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی آپ کا مزار کرمان میں ہے

۱۱. گیارہوں معصوم عبداللہ بن امام کاظمؑ ہیں. آپ نے تماد دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی. آپ کا مزار شیراز میں ہے

۱۲. بارہویں معصوم جعفر بن امام محمد تقیؑ ہیں. بدست یوسف بن ابراہیم دمشقی شہادت پائی آپ کا مزار درحم میں ہے

۱۳. تیرہویں معصوم قاسم بن امام محمد علی نقیؑ ہیں. بدست محمد بن ناصر بن ابراہیم دمشقی ایک سال کی عمر میں شہادت پائی آپ کا مزار ہرات میں ہے.

۱۴. چودھیوں معصوم ابراہیم بن امام حسن عسکریؑ ہیں. آپ تین سال کی عمر میں بدست ناصر بن ابراہیم دمشقی شہادت پائی آپ کا مزار سامرہ میں ہے

فصل سوم

(سادات کی فضیلت کے بارے میں)

میرے عزیز غور کرو خدا کی یاد بارہ حروف پر مشتمل ہے اور وہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه ہے اسلام کی بنیاد بارہ حروف پر ہے کہ وہ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُولُ اللّٰه ہے اور لفظ امیر المومنین کے حروف بھی بارہ ہیں اور علی ابن ابی طالب کے حروف بھی بارہ ہیں. جملہ لیل ونہار کا انحصار بارہ گھنٹوں پر مشتمل ہے اور ستارے بارہ بروج پر منحصر ہیں. اعلی الوری میں لکھا ہے جس کی روایت امام زین العابدین نے امام حسین سے اور انہوں نے علی المرتضیٰؓ سے کی ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اثنا عشرة من اهل بيتي اعطاهم الله تعالى علمي وفهمي اولهم انت علي وآخرهم مهدي. میرے اہل بیت میں بارہ افراد کو میرا علم وفہم اللہ نے عطا کیا. جن میں پہلے حضرت علیؓ اور آخری مہدی ہیں. اور جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے ایک روز میں سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اس زمانے میں تین اشخاص محمدؐ تین اشخاص علی نام رکھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اكرموا اولادي فقد اكرمني ومن اكرمني فقد اكرم الله میری اولاد کی عزت کرو پس وہ میری عزت کیا اور جس نے میری عزت کی پس اس نے اللہ کی عزت کی.

حدیث میں آیا ہے الصالحين لله والطالحين لي.

نیک بندے اللہ کہ ہیں اور برے بندے میرے

کسی کی رباعی ہے

سید معظم اند کہ چوں ذکر شان جلی — اولاد مصطفیٰ وجگر گوشہ علی

در فعل شان نظر اے کن زجاہلی — الصالحین للہ والطالحین لی

سادات کی شان کھلی اور بڑی ہوئی ہے کہ وہ اولاد مصطفیٰ ہیں اور جگر گوشہ علی ہیں اے بچے اپنی جہالت سے عمل کی طرف مت دیکھ. چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نیک بندے اللہ کہ

ہیں اور برے بندے میرے ہیں. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنو یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون. یعنی تصرف کرنے والے نہیں، گنتی میں، خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں وہ مومن جو نماز کو قائم رکھتے ہیں صدقہ وزکوۃ ادا کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع میں ہیں. جمہور مفسرین شیعہ وسنّی اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت خاص امیر المومنین علی مرتضیٰؓ کے شان میں اتری ہے اس کا قصہ یوں ہے کہ ایک روز ایک سائل مسجد آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیا اور سوال کیا لیکن کوئی اس کو کچھ نہ دیا اور وہ سائل اپنا چہرہ آسمان کے طرف کر کے یہ آواز دی کہ اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سوال کیا لیکن محروم جا رہا ہوں اس وقت امیر المومنین خیر المرسلین کے ہمراہ نماز کے رکوع میں تھے. سائل اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور آپ انگلی سے انگوٹھی کو نکال لیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرا کم تطھیرا. جس میں مفسرین متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ وفاطمۃ الزہرا وحسنین رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی. ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب پر اپنی کمبل اڑایا اور کہا. اللھم ھولاء اھل بتی اذھب عنھم الرجس وتطھیرا. اے اللہ یہ سب میرے اہل بیت ہیں ان کی آلودگیاں دور کر اور پاک کر.

اس کملی کے نیچے مرتضیٰ علی اور سامنے فاطمۃ الزہرا اور دو بازو حسن وحسین رضی اللہ عنہم تھے پنجتن حضرات یہی ہیں. علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام سوائے ابوتراب کے شہرت نہیں پایا اور احادیث صحاح میں اس کی سند آئی ہے.

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی باب الجنۃ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدُ رَّسُولُ اللّٰہ علی اخ رسول اللہ قبل ان تخلق السموات بالف قام وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاعلی انت منی کمنزلہ ھارون من موسی وقال علیہ السلام من سبب علیا فقل سبنی اخی قال علیہ السلام

الضران مع علی وعلی مع النصران قال علیه السلام لکل نبینی اخی وان علیا واخی. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے دروازہ پر آسمانوں کی پیدائش سے ہزار سال قبل سے لکھا ہے. نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں علی رسول اللہ کے بھائی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم مجھ سے ہیں جیسے ہارون موسی علیہ السلام سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو گالی دے ان کو کہدو کہ اس نے مجھے گالی دی. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مددگا علی کے ساتھ اور علی مددگاروں کے ساتھ ہوں گے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نبی کا ایک بھائی ہوگا اور علی میرے بھائی ہیں.

اور امام شافعیؒ نے اپنی رحلت سے قبل کہا

ومات الشافعی ولیس یدری علی ریه الله

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بہت احادیث آئی ہیں. اخیار الاخیار ووجلا عظمی میں بہت حدیثیں شاہ ولایت کی شان میں آئی ہیں. اس کے راویان قریش مہاجرو انصار ہیں.

فصل چہارم

(سادات کے کیفیت کے بارے میں)

وہ شاہِ ولایت کو کرار اس لئے کہتے ہیں کہ کبھی آپ نے جنگ سے منہ نہیں پھیرا نہ پیٹھ دکھلائی کہ آپ کی شان میں لاتخافون لومة لایم آیا ہے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں گھبراتے. کتاب راحت القلوب میں حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کے ملفوظات جس کو شیخ نظام الدین بدایونی نے لکھا ہے کہتے ہیں کہ ماہ ذی الحجہ کی ۲۲ رتاریخ کو معتقدین وملازمین مثل شیخ منتخب الدین متوکل اور خود یہ ضعیف اور دوسرے ارادت مند

BUNJGANI (HAZRAT SYED FAZIL BIAB

حاضر خدمت تھے گفتگو سادات سے متعلق تھی تو حضرت نے کہا کہ بابا نظام الدین سادات کے مراتب اور درجات زیادہ سے زیادہ ہیں. جب میں قصبہ اور شہر کے متعلق سنا کہ سید وہاں تشریف رکھتے ہیں تو میں وہاں ایک دن سے زیادہ مقیم نہیں رہا.

اکثر اتفاق ایسا ہوا کہ میں بیرون شہر رہا اور دوسری جانب چلا گیا. نظام الدین نے یہ معلوم کیا کہ آپ کے وہاں نہ ٹھیرنے کی وجہ کیا ہے یہ سماعت کر کے کہ کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا وجہ یہ ہے کہ اگر میں وہاں ٹھروں اور سید بھی وہاں رہے تو سادات کا احترام جیسا چاہیئے ویسا مجھ سے نہ ہو سکے گا...

فصل پنجم

(آداب سادات)

ایک روز حضرت ابوحنیفہ کوفی اپنے مکان میں خود درس دینے میں مشغول تھے اور درمیانِ درس تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور پھر درس دینے میں مشغول ہو گئے۔ پھر بے اختیار کھڑے ہو گئے۔ اسی طرح تین دفعہ کیا۔ حاضرین مجلس نے دریافت کیا' فرمایا سید علوی کے فرزند دیوار کے پیچھے کھیلنے میں بچوں کی جماعت میں مشغول تھے۔ جب اُن کے فیض کی نظر میری طرف پڑتی تو میں بے اختیار اُس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا۔ اگر میں آج اُن کا احترام نہ کروں تو کل قیامت کے روز بحضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرمندہ ہونا پڑے گا کہ سید بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مشغول تھا۔

رشحات نامی کتاب میں لکھا ہے کہ خواجہ عبداللہ احرار فرماتے ہیں کہ جس مقام یا مکان میں سید کی تصویر آویزاں ہو اس مقام سے بادب گذرنا چاہیئے اور مناقب السادات میں ملک العلماء دولت آبادی لکھتے ہیں کہ ایک شہر میں ایک صحیح النسب سید رہتے تھے اپنے اوقات تکلیف اور فاقہ میں گذارتے تھے۔ ایک دن فاقہ کی تاب نہ لا کر شہر کے امیر کے پاس سوال

PUNJGANJ (HAZRATH SYED FAZAL HANAND)

کیا کہ مجھے دو دن کے فاقہ گذرے ہیں۔ امیر نے اُن کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ چلا جاؤ کہ کچھ نہیں ہے۔ سید نے کہا کہ فی الوقت آپ کے کے ہاتھ میں جو انگشتری ہے اگر آپ وہ دے دیں تو میری حاجت پوری ہو۔ تو امیر نے کہا کہ یہ آدمی دیوانہ ہو گیا۔ اس کو اس جگہ سے نکالو۔ پس اُن کو نکال دیا گیا۔ سید اپنے گھر واپس غم گین آیا اور بیٹھا رہا۔ اُس رات میں امیر نے اپنے گھر میں خواب دیکھا کہ قیامت کا میدان قائم ہو چکا ہے اور جنت کے دروازے پر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں اور لوگوں کو جنت کے اندر داخل فرما رہے ہیں۔ جب اس شخص کی باری آئی تو فرمایا کہ تو وہی شخص ہے جب میرا ایک بچہ فاقہ سے تیرے گھر آیا تو تو نے کچھ نہیں دیا۔ آخر اُس نے تیری انگوٹھی مانگی وہ بھی نہ دی' پس تجھے میں جنت میں داخل نہ کرونگا۔ علی الصبح وہ امیر شہر انگشتری کے ہمراہ پانچ سو دینار و خلعت طبق میں لے کر اس سید کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت معافی مانگی' نذرانہ پیش کی اور دُعا کی درخواست کی۔ پھر چند دنوں کے بعد خواب دیکھا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکو جنت میں داخل کیئے۔

BUNGAHI GAKRI TESYED FAZIL BIABAI

باب چہارم

ذکر اللہ و مشائخان و مقالات و خرق عادات کے بارے میں

حضرت اویس قرنی: اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے وقت پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا خرقہ مبارک کس کو دیا جائے تو ارشاد ہوا کہ اویس قرنی کو پہنچائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد علی المرتضیٰ و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کوفہ آئے اور حضرت فاروقؓ نے دونوں خطبوں کے درمیان کہا ''یا اھل نجد قوموا یا اھل نجد'' اے اہل نجد کھڑا ہو جاؤ اے اہل نجد' جب قوم نجد کھڑی ہوئی تو کہا کہ تمہارے درمیان کیا کوئی قرن کا بادشاہ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد حضرت فاروقؓ نے اویس قرنیؓ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ خبر دی ہے لیکن تم اُن کو نہیں جانتے ہو۔ پھر انھوں نے کہا کہ لوگوں میں ایک معمولی آدمی ہے وہ دیوانہ اور وحشی اطوار کا ہے کیا اُس کو طلب کرتے ہو۔ فاروق اعظمؓ نے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں کہا کہ وہ وادی عرفہ میں اونٹوں کو چراتا ہے اور آبادی میں بہت کم آتا ہے اور کسی کے ساتھ میل نہیں رکھتا۔ لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے اس کے بعد علی المرتضیٰ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما وادی کی طرف چلے۔ اُن کو نماز میں مشغول دیکھا اور دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجا ہے جو اُن کے اونٹوں کی نگرانی کرتا ہے۔ پس اویسؓ نے جب آدمیوں کو دیکھا تو اپنی نماز کو مختصر کر دیا۔ حضرت فاروقؓ اُٹھے اور سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت فاروقؓ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے تو کہا اویس قرنی۔ حضرت فاروقؓ نے کہا ''اپنا سیدھا ہاتھ دکھایئے انہوں نے دکھایا جو نشان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا وہ پایا اور دیکھا اور بوسہ دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور کہا کہ آپ امت کے لئے دُعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ دُعا کے لئے آپ سے اولیٰ تر بزرگ

کون ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا ہم اپنے کام پر ہیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو پورا کیجئے۔ اویسؓ نے کہا اے عمرؓ ذرا اچھی طرح دیکھو کہ شاید کہ وہ کوئی اور آدمی ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نشان بتلایا تھا وہ آپ میں پایا۔ حضرت اویسؓ نے کہا کہ پس آپ وہ خرقہ مجھے دے دیجئے پس وہ خرقہ انہیں دیا گیا اور کہا کہ پہن لیجئے اور دُعا کیجئے کہا کہ صبر کیجئے تا کہ میں اپنا کام پورا کروں اور ایک کونے میں چلے گئے اور خرقہ رکھ دیا اور اپنے چہرہ کو زمین پر رکھا اور کہا یا الٰہی یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خرقہ ہے اس کو نہ پہنوں گا جب تک کہ آپ اُن کی اُمت کو نہ بخش دیں۔ ہاتف نے آواز دی کہ جنید ہزار امت کو تمہارے خاطر بخش دیا خرقہ پہن لو اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اُس ملک میں پائے جانے والے اونٹوں کے بالوں کی تعداد کے موافق امت بخشدیگئی۔ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خرقہ کو پہن لو کہا کہ میں ساری امت کی بخشش سننا چاہتا ہون۔ حضرت علی المرتضیٰ و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے سُنا اور کہے کہ ہم اویس کے نزدیک چلیں تا کہ ہم جس غرض سے آئے ہیں اُن کو دُعا کرتے ہوئے دیکھیں۔ حضرت اویسؓ اُن حضرات کو دیکھ کر اُٹھے اور آہ کی۔ کہا کہ آپ لوگ کیوں تشریف لائے۔ اگر آپ لوگ نہ آتے تو میں خرقہ نہ پہنتا جب تک کہ پوری امت بخشی نہ جاتی۔ جب حضرت فاروقؓ نے دیکھا کہ اویسؓ نے خرقہ پہن لیا۔ ننگے پاؤں اور ننگے سر (۱۸) ہزار عالم کو اس خرقہ کے اندر دیکھا تو حضرت فاروق اعظمؓ کو اپنی خلافت پر رنج ہوا اور کہا کہ میری خلافت کو ایک جو کی روٹی پر خریدیں۔ حضرت اویسؓ نے کہا کہ جس کو عقل نہ ہوگی۔ جو آپ بیچتے ہیں دیکھیں کہ اُن کو کون برداشت کرتا ہے اور ہمارے درمیان خرید و فروخت کا کیا تعلق۔ پھر اس کے بعد اویسؓ نے فاروقؓ سے پوچھا کہ کیا آپ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہا کہ ہاں۔ اویسؓ نے کہا کہ کہئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو ملے ہوئے تھے یا علیحدہ اور کس جانب کی ابرو میں ایک بال زیادہ تھا۔ اِن میں سے کوئی بھی نہ کہہ سکے جو ہیت کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی' اُس کے بعد حضرت اویسؓ نے کہا کہ جب آپ دوست رکھتے ہیں تو اُن کی موافقت کیوں نہیں کی کہ جنگ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے نہ کہ دوستی اور محبت کا یہ تقاضہ ہے اور اپنا مُنہ کھولا اور بتایا کہ مُنہ میں ایک بھی دانت نہ تھا اگر چیکہ ظاہر میں حضور کو میں نے نہیں دیکھا لیکن مواقفت میں پورے دانت توڑ ڈالے۔ پس فاروق اعظمؓ نے اویسؓ سے کہا کہ آپ دُعا میں مجھے یاد رکھئے تو اویسؓ نے کہا کہ میں ایمان میں کوئی خرابی نہ ہونے کی دعا کرتا ہوں اور ہر نماز کے تشہد میں اللھم اغفر للمومنین والمومنات کہتا ہوں اگر آپ قبر تک اپنا ایمان سلامت لے جائیں تو میری دُعا کارگر ورنہ دُعا ضائع۔

ایمان جو سلامت بلب گور بریم
احسنت زہے چشتی وحالا کی ما

اگر ہم اپنے قبر تک ایمان کو سلامت لے جائیں تو ہمارے حالات بہتر ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ آخر عمر میں آپ ایک پہاڑ کے دامن میں بیٹھ گئے کہ دو لشکر آپس میں لڑ رہے تھے۔ تو دریافت کیا کہ یہ جنگ کس کی ہے۔ تو کہا کہ جنگ علی المرتضیٰ اور معاویہؓ کے درمیان ہے تو آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کی موافقت کی اور شہید ہوئے۔ اگر چہ کہ بظاہر آپ نے خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا اگر چیکہ باطن میں آپ کی پرورش سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی اور نبوت سے فائدہ حاصل کیا اور حقیقت میں ہم دم اور واقف اسرار مصطفوی تھے۔ یہ مقام جس کو میسر ہو۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

فرقہ منکر از شہادت اوست — متفق بر وفات ورحلت اوست
درکنہ سی وہفت و باسی و دو — ناصر گفت سال رحلت او

بعض فرقے آپ کی شہادت کے منکر ہیں لیکن متفق ہیں آپ کی وفات ورحلت کے آپ کی رحلت ۳۲ھ یا ۳۷ھ میں ہوئی۔ ناصری نے آپ کے وفات کی تاریخ لکھی ہے:
روز وفات ہفتم شوال روز جمعہ ہے۔

PUNJGANJ (HAZRAT SYED ALI BAGHDANI)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ: آپ حضرت علیؓ کے ساتھی تھے آپ کے مناقب بے حد ہیں اور محامد بے شمار ہیں۔ آپ صاحب علم وورع تھے۔ آپکی والدہ حضرت ام سلمیٰؓ کی کنیزوں میں تھیں جب آپ کی والدہ کام میں مشغول ہوتیں تو حسن رونے لگتے حضرت ام سلمیٰ اپنے سینہ کو اُن کے مُنہ میں دیتیں تا کہ وہ خاموش ہو جائیں اور چند قطرے آپ کے منہ میں جاتے یہ تمام خوبیاں اور برکتیں اُسی کا اثر ہیں۔ بچپن میں آپ کا نام موتھا۔ حَسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہے تو آپ نے فرمایا مسلمانی کتاب میں ہے اور مسلمان قبر میں ہے۔ حَسن بصری نے ایک دن بچپن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوزہ میں پانی پیا' حضرت اُم سلمیٰ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ یہ پانی کس نے پیا ہے کہا کہ جتنا پیا ہے اتنا ہمارا علم اُس کے سینہ میں آجائے گا۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم سلمیٰ کے گھر تشریف لے گئے اور حَسن کو ام سلمیٰ کے گود میں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی جو کچھ انہیں ملا اس دُعا کا اثر تھا۔ ام سلمیٰ نے اُن کی پرورش کی اور ہمیشہ کہتی تھیں۔ اللھم اجعلنا اماما تقتدی به۔ اے اللہ تو ان کو امام بنا اور لوگ ان کے مقتدی بنیں۔ یہاں تک کہ ایسا ہوا۔ انھوں نے (۱۳۰) صحابہ کرام کو پایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت حضرت علیؓ سے حاصل کیا۔

در سنہ بست و یک ولادت اوست — در صد و دہ وفات و رحلت اوست
عمر آن شد سوار عرصۂ دیں — ہم ثمانین نوشت وہم تسعین
روز جمعہ و پنج رجب بود — کہ زد نیاش نقل او فرمود
بار تاریخ نقل اوست بہ بیں — بصرہ ماندہ بغیر عمدہ دیں

آپ کی ولادت ۲۱ھ ہے۔ آپ کی وفات ۱۱۰ھ ہے۔ آپ کی عمر شریف بعضوں نے (۸۰) اور بعضوں نے (۹۰) سال کہا ہے۔ پانچ رجب روز جمعہ آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ دیکھو آپ کی تاریخ جو نقل کی گئی ہے آپ بصرہ میں مدفون ہیں۔

PUNJAB UNIVERSITY HAZRAT SYED HAMID BIABANI

حضرت مالک دینار: وہ بزرگ سالک اور حق کے نثار مالک دینار ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دینار آپ کے والد کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ مالک کشتی پر سوار تھے جب کشتی درمیان دریا پہنچی تو ملاحوں نے کرایہ طلب کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہے ملاحوں نے اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو پھر کرایہ طلب کیا تو انہوں نے کہا نہیں ہے۔ پھر ایسا تین مرتبہ کیا۔ انہوں نے کہا میں دریا سے لوں گا۔ ہم دریا میں تجھے ڈال دینگے۔ اس دوران میں دریا کی مچھلیاں اپنا سر پانی سے باہر نکالیں اور ہر ایک مچھلی اپنے مُنہ میں ایک دینار لئے ہوئی تھی۔ حضرت مالک نے ہاتھ بڑھا کر ایک مچھلی سے ایک دینار لیا اور اُن کو دے دیا۔ جب ملاحوں نے اس کیفیت کو دیکھا تو قدموں میں گر گئے۔ مالک نے کشتی سے باہر قدم نکالا اور پانی پر چلنے لگے اور لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئے اس وجہ سے ان کا نام مالک دینار ہوا۔ ایک دن مالک دینار دیوار کے سایہ میں سوئے ہوئے تھے ایک سانپ آیا اور اپنے مُنہ میں نرگس کی شاخ لیا اور پنکھا جھلنے لگا۔

حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ: آپ مقبول بارگاہ حضرت رسالتِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ العزیز صاحب ریاضت و کرامات تھے۔ ایک روز حسن بصریؒ حبیب عجمیؒ کے پاس آئے۔ آپ کے پاس دو جو کی روٹیاں تھیں۔ آپ نے حسن کے آگے پیش کیا اور حسن کھا رہے تھے کہ سائل نے آواز دی۔ حبیب نے وہ روٹی جو حسن کے سامنے تھی اُٹھا کر سائل کو دیدی۔ حسن نے کہا اے حبیب آپ ایک شائستہ آدمی ہیں لیکن ہماری ایک روٹی کا ٹکڑا سائل کو دے دیا اور ایک ٹکڑا روٹی چھوڑ دیا۔ حبیب عجمی نے کچھ نہ کہا۔ تھوڑی دیر گذری ایک شخص سر پر خوان لئے ہوئے آیا جس میں روٹی، حلوا اور پانچ سو درہم چاندی تھی۔ حبیب کے سامنے رکھ دیا آپ نے پانچ سو درہم درویشوں کو تقسیم کر دیئے اور خوان کا حلوہ اور روٹی حسن کے سامنے رکھ دیا۔ جب وہ کھائے تو حبیب نے فرمایا اے اُستاد آپ نیک مرد ہیں اگر تھوڑا سا یقین ہوتا تو آپ کو علم ہوتا اور یقین بھی ہوتا۔ ایک روز ایک جوان کو سولی پر لٹکایا گیا۔ حبیب اُس جگہ پر سے گذرے اور آپ نے اپنی

کنکھیوں سے نظر ڈالی اور اُسی شب میں اُس کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ جنت کے باغوں میں بہشتی لباس پہن کر ٹہل رہا ہے۔ اُس سے پوچھا گیا کہ تجھے یہ مرتبہ کیسے ملا۔ اُس نے کہا اُسوقت جبکہ مجھے دار پر لٹکایا جارہا تھا حبیب عجمی اُدھر سے گذر رہے تھے اور انھوں نے اپنی کنکھیوں سے مجھ پر نظر ڈالی یہ اُسی ایک نظر کی برکت ہے۔

نہم ماہ صوم و سنہ بود　　کہ زدنیا حبیب نقل نمود
سال نقلش باتفاق سند　　ہادی اہل دین بگفت خرد

رمضان کی ۹ رتاریخ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی رحلت کا سال باتفاق سند خرد نے ''ہادی اہل دین'' کہا ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ: آپ اپنے زمانہ میں معروفت کے معاملات میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھیں۔ اور آپ جملہ بزرگوں کے پاس متفقہ طور پر مجتہد مانی گئیں ہیں۔ جس شب میں رابعہ کی ولادت عمل میں آرہی تھیں آپ کے گھر میں نہ کپڑا تھا نہ چراغ کے لئے تیل تھا تاکہ آپ کی ناف میں تیل ٹپکایا جائے۔ آپ کے والد کو تین لڑکیاں تھیں اور چوتھی رابعہ تھیں اس لئے آپ کا نام رابعہ رکھا گیا۔ آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے کہا کہ ہم سایہ کے پاس جائے۔ وہ جا کر دیکھے کہ ہم سایہ سویا ہوا ہے آپ کے والد تنگ دل ہو کر گھر واپس لوٹے اور سو گئے۔ خواب میں پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم رنجیدہ مت ہو کہ یہ لڑکی سردار ہے۔ ستر ہزار میری امت کے لوگوں کو بخشش کا سبب ہوگی۔ پس کہا کہ عیسیٰ کے لڑکوں کے پاس جاؤ کہ وہ بصرہ کے امیر ہیں اُن سے کہو اور یہ نشانی بتلاؤ کہ آپ ہر شب ایک سو بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرتے تھے اور جمعہ کی رات میں چار سو بار اور اس جمعہ کی شب میں درود بھیجنا بھول گئے اس کے کفارے میں چار سو دینار حلال کمائی سے مجھے دے دو۔ حضرت رابعہ کے والد صبح بیدار ہو کر اپنا خواب ایک کاغذ پر لکھ کر عیسیٰ کے لڑکوں کے پاس بھیجا اور وہ اس حال سے مطلع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ دس ہزار درہم چاندی کے صدقہ دیں اس شکرانہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یاد فرمایا ہے اور چار سو دینار رابعہ کی امداد

کے لئے بھیجے اس کے بعد اُٹھ کر رابعہ کے والد کے پاس پہنچے اور کہا کہ آپ کو خدا کی قسم آپ کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو مجھے اطلاع کیجئے۔ اس کے بعد رابعہ کے والد نے اس رقم کو خرچ کیا۔ جب رابعہ بڑی ہوئیں تو والد اور والدہ دونوں انتقال کر گئے اور ان کی بہنیں پراگندہ ہوگئیں اور بصرہ میں قحط پڑا اور رابعہ ایک ظالم کے ہاتھوں گرفتار ہوئیں۔ اُس نے اُن کو چند درہم میں بیچ دیا۔ وہ مالک آپ کو سخت محنت اور رنج میں مبتلا کر دیا۔ ایک روز وہ اپنی بے بسی پر رو رہی تھیں کہ گر پڑیں اور ہاتھ ٹوٹ دیا اور وہ اپنا چہرہ زمین پر رکھ کر کہنے لگیں کہ میں بے ماں باپ کی لونڈی بنائی گئی ہوں اور میں قیدی دست شکستہ ہوں مگر مجھے اُس کا کوئی رنج نہیں مگر آپ کی خوشنودی کی طلب گار ہوں میں یہ نہیں جانتی کہ تو مجھ سے راضی ہے یا نہیں۔ غیب سے آواز سنی کہ رنج مت کر' تیری دعا قبول ہوگی کہ زمین و آسمان کے مقرب بندے تم پر ناز کرتے ہیں رابعہ ہمیشہ روزہ دار رہتیں اور راتوں میں نماز ادا کرتیں۔ ایک روز اُن کا مالک نیند سے بیدار ہوا اور دیکھا کہ رابعہ سجدہ میں کہہ رہی ہے کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ تیری رضامندی اور اطاعت کی میں خواہشمند ہوں اگر کام میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایک لحہ کے لئے بھی آپ کی خدمت سے غافل نہ رہتی مگر میں کیا کر سکتی ہوں کہ مجھے مخلوق کے تحت کر دیا اس حالت میں اُن کے مالک نے دیکھا کہ آپ کے سر پر ایک نور کی قندیل لٹک رہی ہے اور تمام گھر اس روشنی سے منور ہے اس پر ایک لرزہ طاری ہوگیا پس کہنے لگا ایسی ہستی کو خدمت میں نہیں رکھنا چاہئے۔ رابعہ کو بلایا اور کہا کہ میں تم کو آزاد کر دیا۔ اگر یہ میرے پاس رہیں تو میں آپ کی خدمت کروں گا ورنہ جہاں چاہے چلا جا۔ رابعہ اجازت چاہیں اور چلی گئیں اور عبادت میں مشغول ہوگئیں اپنے دلی خواہش کے مطابق ہر شب ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتیں اور کبھی کبھی حضرت حسن بصریؒ کی مجلس میں تشریف لے جاتیں۔ اس کے بعد سفر حج کا ارادہ کیا اور ایک گدھا جس پر اپنا سامان رکھی تھیں جنگل میں مر گیا۔ اہل قافلہ نے کہا ہم آپ کا اسباب ساتھ لے لیں گے۔ رابعہ نے کہا میں آپ کے بھروسہ پر نہیں چلی کہ آپ مجھے لے چلیں۔ اس کے بات کہیں کہ الٰہی مجھے تو نے اپنے گھر بلایا اور میرے گدھے کو مار

ڈالا۔ اُسی وقت اُن کا گدھا کھڑا ہوگیا۔ رابعہ اپنا اسباب اُس پر رکھی اور چلنے لگیں۔ کعبہ کی طرف جارہی تھیں کہ کعبہ کو راستے میں دیکھیں کہ رابعہ کے استقبال کے لئے آرہا ہے۔ رابعہ نے کہا کہ مجھے کعبہ کے رب سے واسطہ ہے کعبہ کو کیا کروں۔ حضرت ابراہیم ادھم بلخیؒ جو چودہ سال تک نماز پڑھتے ہوئے کعبہ کو پہنچے وہ اس طرح چلتے کہ ہر دو قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے جب کعبہ کو پہنچے تو کعبہ کو موجود نہ پایا کہا کہ الٰہی میرے آنکھوں میں فرق آگیا کہ کعبہ کو نہیں دیکھ رہا ہوں یا کعبہ اپنے مقام پر نہیں ہے۔ تو غیب سے آواز آئی کہ کعبہ ایک ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے ابراہیم نے غیرت سے آہ کی اور کہا کہ وہ ضعیفہ کون ہوگی۔ اچانک رابعہ کو دیکھا کہ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے آرہی ہیں۔ ابراہیم نے کہا کہ اے رابعہ یہاں کیا ہنگامہ مچا رکھی ہے۔ تو رابعہ نے کہا کہ ہنگامہ تو آپ نے کیا کہ چودہ سال دیر لگا کر کعبہ پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ میں نے نماز میں مدت گذاری۔ رابعہ نے کہا آپ نماز میں مصروف میں نیاز (عجز وانکساری) میں مصروف۔ ایک شب رابعہ اپنی عبادت گاہ میں حالت سجدہ میں تھیں کہ بوریہ کا کانٹا آنکھ میں پیوست ہوگیا۔ خون رواں ہوا رابعہ کو خبر نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ رابعہ پہاڑ پر گئی ہوئی تھیں کہ تمام شکاری جانور آپ کے اطراف جمع ہوگئے۔ اچانک حضرت حسن بصری بھی پہنچ گئے تو تمام جانور بھاگ گئے تو حسن نے کہا کہ اے رابعہ وہ مجھے دیکھ کر کیوں بھاگ گئے اور آپ کے نزدیک رہے۔ رابعہ نے کہا آج آپ کیا کھا کر آئے ہیں تو کہا کہ ہرن کا گوشت تو رابعہ نے کہا کہ جب آپ نے ان کا گوشت کھایا ہے تو کیوں نہ وہ آپ سے بھاگیں۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ: آپ شاہ اقلیم اعظم اور پرورش یافتہ لطف وکرم ابراہیم ادھمؒ اپنے زمانے کے متقی وقت تھے حضرت ابوحنیفہؒ جو اپنے وقت کے سب سے بڑے علوم دینی کے امام تھے آپ اُن کے ہمراہ مصاحبت و دوستی رکھتے تھے اور حضرت جُنیدؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم علوم کی کنجی ہیں۔ ایک روز حضرت ابوحنیفہؒ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھی ابراہیم ادھم کو حقارت سے دیکھ رہے تھے۔ ابوحنیفہؒ نے کہا کہ سیدنا

ابراہیم ادھم کے بارے میں انھوں نے دریافت کیا کہ اُن کو یہ بزرگی کیسے ملی تو کہا کہ ابراہیم بن ادھم اللہ کے حضور اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں اور اس کے بعد دوسرے کام میں۔ جب ابراہیم بلخ سے چلے گئے تو اُن کو ایک لڑکا چھوٹا تھا جب وہ بڑا ہوا تو کہا کہ میں اپنے والد کی تلاش میں جاؤں گا مجھے اُن کا پتہ دو اور اعلان کیا گیا کہ جو حج کو جانا چاہتے ہیں وہ آئیں اس وقت چار ہزار لوگ جمع ہوئے اُن سب کا سفر خرچ اُس نے برداشت کیا اور اپنے ہمراہ لے چلا۔ جب مسجد حرام میں جبہ پوشوں کو دیکھا تو دریافت کیا کہ کیا آپ نے ابراہیم ادھم کو دیکھا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ ہمارے شیخ ہیں اب وہ لکڑیاں لانے جنگل گئے ہیں۔ اس کے بعد اُن کے لڑکے نے جنگل کا راستہ لیا۔ اچانک ایک ضعیف شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا سر پر لئے ہوئے ہے جب اُن کو دیکھا تو رونے لگا۔ پس ابراہیم وہ گٹھا لے کر بازار آئے اور آواز لگائی کہ کون حلال چیز کو حلال چیز سے خریدے گا۔ پس ایک مرد نے اُن سے خرید لیا اور دو روٹیاں اُن کو دئے حضرت ابراہیم نے اُن روٹیوں کو درویشوں کے سامنے رکھ دیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ جب تمام حاجی طواف کر رہے تھے تو آپ کے فرزند سامنے آئے۔ وہ بہت خوبصورت تھے ابراہیم نے اُن کو دیکھا۔ اُن کے ساتھیوں کو تعجب ہوا جب طواف سے فارغ ہوئے تو اُن کے دوستوں نے کہا اے شیخ اللہ آپ پر رحم کرے ہم سے آپ نے کہا کہ کسی مرد و عورت پر نظر نہ ڈالیں کہ آپ نے ایک نوجوان پر نظر ڈالی۔ حضرت ابرہیم نے کہا جب میں بلخ سے نکلا تو اپنے شیر خوار بچے کو چھوڑ آیا تھا شاید یہ میرا لڑکا ہے۔ وہ لڑکا خود اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ میں بھاگ جاؤں وہ ہر روز باپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور باپ کی طرف نظر کرتا۔ ایک روز ابراہیم کے ساتھیوں میں کسی ایک ساتھی بلخ سے آئے ہوئے قافلہ میں گئے۔ خیمہ کو دیکھا جو ریشم کا تھا۔ وہ لڑکا درمیان میں کرسی پر بیٹھے قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ درویش نے وہاں پہنچ کر دریافت کیا کہ آپ کس کے لڑکے ہیں۔ لڑکا رونے لگا اور کہا کہ میں باپ کا بچھڑا ہوا ہوں اب میں ڈر رہا ہوں کہ اگر بیان کروں تو وہ مجھ سے بھاگ جائیں گے۔ میرے والد ابراہیم

ادھم ہیں میری والدہ بھی میرے ساتھ ہیں۔ درویش نے کہا کہ آیئے ہم آپ کو اُن کے آگے لے چلیں۔ جب اُن کی قیام گاہ پہنچے تو اُن سے کہا کہ آپ کے والد یہی ہیں۔ لڑکا بے ہوش ہو گیا اور گر پڑا اُس کے ساتھی رونے لگے جب ہوش آیا تو سلام کیا تو اُن کے باپ نے اُن کو گود میں لیا اور کہا کس طریق پر ہو کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر ہوں تو کہا الحمد للہ پس ابراہیم نے چاہا کہ لڑکا چلا جائے اور اُس نے نہیں چھوڑا اور فریاد کرنے لگا پس ابراہیم نے آسمان کی طرف رُخ کیا اور کہا اے اللہ میری فریاد کو سُن۔ لڑکا اپنے باپ کے گود میں جان دے دیا۔ دوستوں نے کہا یہ کیا ہوا۔ تو انہوں نے کہا جب میں اُس کو اپنے گود میں لیا تو دل میں میری آواز آئی کہ اے ابرہیم تو ہماری محبت کا دعوٰی کرتا ہے اور غیر کو چاہتا ہے جب میں یہ سُنا تو دُعا کیا اور کہا کہ اے رب العزت میری فریاد ہے کہ اگر اس لڑکے کی محبت تیری محبت کو مانع ہے تو اس کی جان لے لے یا میری جان' پس دعا قبول ہوئی۔

ایک روز تین آدمیوں کے ساتھ حضرت ابراہیم ادھم مسجد میں آئے اور وہ رات بہت سرد تھی۔ جب ساتھی سو گئے تو ابراہیم ادھم اُٹھے اور صبح تک کھڑے رہے کہ ہمارا بھید دوستوں کو معلوم نہ ہو۔ کہا کہ میں خواب میں جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اُن کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی کہا کہ میرا نام بھی لکھ رہے ہیں تو جبرئیل نے کہا تم ان لوگوں میں نہیں ہو تو آپ نے کہا میں ان لوگوں میں نہیں ہوں تو اُن کے چاہنے والوں میں ہوں اور کچھ دیر جبرئیل نے غور کیا اور کہا کہ ابھی حکم ہوا ہے کہ سرِ فہرست تمہارا نام لکھوں کہ اس رہ میں ناامیدی سے ہی اُمید بنتی ہے۔ کیوں کہ سہل بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک سفر میں میں ابراہیم کے ساتھ تھا اور بیمار ہو گیا اُن کے پاس جو کچھ تھا مجھ پر خرچ کر دیا پھر گدھے کو طلب کیا اور گدھا رکھا اور پھر گدھے کو فروخت کیا اور میرے صرفہ میں لایا۔ میں نے پوچھا آپ کا گدھا کہاں ہے کہا کہ فروخت کر دیا میں نے کہا اگر ہوتا تو اس پر بیٹھتے اگر تم میری گردن پر بیٹھنا چاہتے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا آپ تین منزل تک مجھے بیٹھا کر لے گئے ایک بزرگ آپ کے ہمراہ پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ اُس بزرگ نے کہا کہ کمال کی کیا علامت ہے۔ ابراہیم نے

کہا کہ اگر پہاڑ سے کہا جائے کہ چل تو چلنے لگ جائے۔ پہاڑ اسی وقت حرکت میں آ کر چلنے لگ گیا پھر کہا کہ ٹھہر جا' پہاڑ ٹھہر گیا۔ آخر عمر میں حضرت ابراہیم غائب ہو گئے آپ کا مزار کا پتہ نہیں بعض کہتے ہیں کہ بغداد میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شام میں ہے۔ جہاں حضرت لوط علیہ السلام زمین کے اندر ہو گئے۔ آپ کی وفات جمادی الآخر کی چھبیس ویں شب جمعہ کو ہوئی۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا مدفن شہر شام میں ہے۔

سال نقلش کہ دل نشین بود　　گفت سلطان اہل دین بود

آپ کی رحلت کا سال دلچسپ ہے کہا کہ ''سلطان اہل دین'' تھے۔

ذکر حضرت بایزید بسطامیؒ: آپ سلطان الاولیاء اور کاملوں کے لئے دلیل اور اس ناکام جہاں میں پختہ حضرت بایزیدؒ آپ قطب عالم اور اوتاد کے مرجع تھے۔ حضرت جنید کہتے ہیں کہ بایزید ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے ملائکہ کے درمیان جبرئیلؑ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جملہ توحید پرستوں میں آپ کا درجہ اعلیٰ تھا۔ میدان ہدایت بایزید کے ہاتھ ہے۔ اُن کی والدہ آپ کو مدرسہ بھیجیں جبکہ وہ سورۂ لقمان تک پہنچے اور اس آیت کو پڑھے ان اشکرلی والدیک (میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو) جب استاد سے ان آیات کا معنیٰ دریافت کیا اور خاص طریقہ پر اپنی والدہ کے پاس آئے۔ اے طیفور تم کس لئے آئے ہو تو کہا کہ جب میں اس آیت کو پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری خدمت کرو اور اپنے ماں باپ کی پس فرمایئے کہ آپ کی خدمت کروں یا آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لئے چھوڑ دیں تا کہ اُس کی خدمت میں حاضر رہوں۔ ماں نے کہا کہ میں نے تجھ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنا حق بخش دی پس حضرت بایزید بسطامی' بسطام سے جا کر شام کے جنگلوں میں تیس (۳۰) سال تک گھومتے رہے اور ریاضت کرتے رہے اور ایک سو تیس بزرگوں کی خدمت کی۔ اُن میں سے ایک حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک روز بایزید' حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے تو امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محراب میں سے کتاب لے کر آؤ تو بایزید نے کہا کہ محراب

PUNJGANJ HAZRATH SYED LALI BHAIRNI

کدھر ہے امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کتنی مدت سے یہاں آتے ہو کہ اب تک محراب نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا اس سے کیا کام میں تو آپ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ایسا ہی ہے تو جاؤ بسطام میں تمہارا کام مکمل ہو جائے گا۔

ایک روز شیخ قبرستان جا کر واپس ہو رہے تھے ایک شخص بربط کا باجہ بجا رہا تھا اور شیخ کے سامنے آیا تو شیخ نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا آخر وہ جوان اپنا بربط آپ کے سر پر مارا اور اُس کا بربط ٹوٹ گیا اور شیخ کا سر پھٹ گیا۔ جب شیخ اپنے خانقاہ کو واپس ہوئے تو بربط کی قیمت اور ایک طبق میں حلوا رکھ کر معذرت چاہتے ہوئے بھیجا' جب جوان نے یہ حال دیکھا بھاگتے بھاگتے شیخ کے پاس آ کر پیروں پر گر پڑا توبہ کیا اور کامل لوگوں میں شامل ہو گیا۔

ایک دن آپ نے فرمایا ایک شخص میرے سامنے آیا اور کہا کہ کہاں جا رہے ہو تو میں نے کہا کہ حج کے لئے تو اُس نے کہا کہ ساتھ کیا رکھتے ہو۔ میں نے کہا دو بیس (۲۰) درہم تو اُس نے کہا کہ مجھے دے دو۔ میں بچے والا ہوں اور میرے اطراف سات بار گھومو کہ یہی حج ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب اُن کا مقصد پورا ہوا جو اہل ظاہر کے حوصلہ کی بات نہیں۔ اُن کو بسطام سے باہر کر دیا گیا کہا کہ مجھے کیوں باہر نکالتے ہو ایک ایک مرد نے کہا کہ شہر بایزید کی وجہ سے خوشحال تھا۔ اُستاد نے کہا میں حساب رکھتا ہوں گنتی کرو۔ اُستاد ہر طرح گنتی کرتا شیخ جواب میں ایک ہی کہتے۔ اُستاد نے کہا کہ یہ کیا گنتی ہے کہ تم ہر وقت جواب میں ایک ہی کہتے ہو۔ کہا۔ ایک سے ہی سب نکلتے ہیں اور سب سے ایک نہیں نکلتا۔

ایک روز شیخ نے اپنے پاؤں کو دراز کیا اور ایک مرید اپنے پیر کو بھی دراز کیا۔ اس کے بعد شیخ نے اپنا پاؤں کھینچ لیا۔ مرید نے بھی چاہا کہ اپنا پاؤں قریب کرے لیکن نہ کر سکا زندگی بھر اُس کا پاؤں اُسی طرح رہا۔

ایک شب عبادت میں آپ کو لطف نہیں آیا۔ خادم سے کہا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز ہے تو انگور کا خوشہ ملا۔ فرمایا کہ اس کو کسی کو دے دے کہ ہمارا گھر بقال کی دوکان نہیں ہے۔ بایزید بسطامیؒ جب پہلی دفعہ کعبہ گئے کعبہ کو دیکھا اور صاحب خانہ کو نہ پایا۔ دوسری دفعہ گھر کو معہ صاحب

خانہ کے دیکھا۔ تیسری دفعہ جب آئے تو گھر کو نہیں دیکھا صرف صاحب خانہ کو ہی دیکھا۔

آپ کی وفات ۱۷ر شعبان روز جمعہ کو ہوئی۔

سال ترحیل آن مکمل حق　　شد رقم بایزید واصل شد

اس مکمل حق کے وفات کا سال (آپ کی رحلت کی تاریخ) بایزید واصل شد میں لکھی گئی۔

حضرت عبداللہ مبارکؒ: آپ زمانہ کی زینت اور ایمان کے رکن ہیں آپ کا نام عبداللہ مبارک ہے۔ آپ کو علماء کا شہنشاہ کہا جاتا ہے۔ آپ کے احوال پسندیدہ تھے۔ آپ نے بہت سے بزرگ مشائخ کو دیکھا اور آپ کی بے حد تصانیف اور بے شمار کرامات ہیں۔ ایک دن عبداللہ مبارک سفیان ثوریؒ کے پاس آئے اور سفیان ثوریؒ نے کہا اے رجال المشرق تشریف لائیے۔ فضیل عیاض بھی موجود تھے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان رجال المغرب بھی ہے۔ والمغرب وما بینھما۔

ایک روز ایک بدخصلت اُن کے ہمراہ تھا اور وہ نقصان پہنچاتا تھا جب وہ علیحدہ ہو گیا تو آپ روئے دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں تو آپ نے کہا کہ وہ بے چارہ چلا گیا اور اُس کی بُری خصلت بھی اس کے ساتھ چلی گئی اور وہ خصلت اُس سے دور نہ ہوئی۔

ایک روز آپ راستے سے جا رہے تھے کہ ایک نابینا کو دیکھا لوگوں نے کہا کہ عبداللہ مبارک آ رہے ہیں۔ جو چاہتے ہو مانگو عبداللہ سے نابینا نے کہا اے عبداللہ دعا کیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھ دوبارہ عطا فرمائے۔ عبداللہ نے سر اُٹھا اور دُعا کی وہ اُسی وقت بینا ہو گیا۔

ایک روز اُن سے دریافت کیا گیا کہ کونسی خصلت زیادہ نفع پہنچانے والی ہے تو کہا کہ زیادہ عقل، لوگوں نے کہا اگر نہ ہو تو کہا کہ خاموشی، لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ اُس کے حق میں موت بہتر ہے۔

ایک دن ایک جوان آیا اور عبداللہ کے قدموں پر گر گیا کہ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے۔ عبداللہ نے پوچھا کہ وہ کیا گناہ ہے تو اُس نے کہا کہ زنا کیا ہوں۔ عبداللہ نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہوا کہ تو نے کسی کی غیبت کی ہو گی۔

حضرت خواجہ سفیان ثوریؒ: آپ میدان معنٰی وظاہر کے قطب ہیں۔ خواجہ سفیان ثوری اپنے وقت کے بزرگ تھے۔ عالم ظاہر و باطن میں آپ نظیر نہیں رکھتے تھے۔ لوگ آپ کو امیر المومنین کہتے تھے جبکہ آپ کو کبھی خلافت نہیں تھی۔ آپ حق کی اقتداء کرنے والے تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس زر کی تھیلی بھیجا کہا کہ جان لے کہ میرے والد تیرے دوست تھے۔ اور یہ حلال کی وجہ سے ہے سفیانؒ نے اپنے لڑکے کے ذریعہ واپس کیا اور کہا کہ تیرے پاس سے میری دوستی خدا کے واسطے تھی۔ جب سفیانؒ کے بیٹے واپس آئے تو کہا کہ اے میرے ابا آپ بڑے مستغنی تھے آپ نے مجھے عطا نہ فرمایا کہ میں بچے والا تھا اور میرے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ نے مجھ پر رحم نہیں کیا۔ سفیان نے کہا اے بیٹے میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے بچوں کے ساتھ اچھی روزی کھائے اور قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوگا میں اس بار کو اٹھانے کا متحمل نہ ہوں گا۔

ایک دن اُلٹا لباس پہنے ہوئے تھے تو اُن سے کہا گیا کہ سیدھا کر کے پہنئے تو انہوں نے ہرگز سیدھا نہ کیا اور کہا کہ یہ لباس میں نے اللہ کے واسطے پہنا ہوں ہرگز اُس کو نہ پلٹاؤں گا جب تک کہ وہ خود بخود نہ پھٹ جائے۔ آپ کا مزار بصرہ میں ہے اور آپ کی تاریخ وفات ''ہمائے جنان'' میں ہے۔

ایک پرندہ بازار میں اپنے پنجرہ میں فریاد کر رہا تھا اُس کو آپ نے خریدا اور آزاد کیا اور اُس رات میں جب تمام کاموں سے فارغ ہوئے۔ وہ پرندہ واپس آیا اور کبھی کبھی آپ کے آگے آتا۔ جب سفیان ثوریؒ کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ آپ کے جنازہ پر آیا اور فریاد کرنے لگا جب آپ کو دفنایا گیا تو وہ پرندہ آپ کی مزار پر سر مارتا کہ اچانک آپ کی مزار سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے سفیان کو بخش دیا اس لئے وہ مخلوق پر رحم کرتا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ: آپ دین کے شمع۔ مستجابِ دعوات' آپ نعمانی حقائق و دقائق کے ترجمان۔ آپ عارف و عالم وصوفی حضرت ابوحنیفہؒ کوفی' حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری

PUNJGINJ (FAZRAT SYED FAZL IRABA)

امت میں ایک شخص جس کا نام نعمان ہوگا اور اُس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہوگا اور ابوحنیفہ کے وصف کے بارے میں آیا ہے اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ وہ (90) سال خدمت میں رہا اور یہ دیکھا کہ آپ عشاء کے نماز وطہارت سے فجر کی نماز ادا فرماتے۔ اور حضرت شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جملہ عالم کے علماء (علم فقہ میں) آپ کے عیال ہیں۔ آپ نے چند صحابہؓ کو دیکھا۔ چنانچہ عبداللہ الزہدی انس ابن مالک وجابر بن عبداللہ' عبداللہ بن ابی واوفی واثلہ بن اسقع وعائشہ بنت عمر اور امام محمد باقر وامام جعفر الصادق رضی اللہ عنہم سے آپ کو محبت تھی۔ جو وقت کے استاد تھے۔ آپ کے ساتھیوں میں ابراہیم ادہم' بشر حافی' داؤد طائی اور عبداللہ بن مبارک تھے۔ آپ روضہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے اور السلام علیك سید المرسلین کہا تو روضۂ مبارک سے جواب آیا یا امام المسلمین۔

ایک شخص حضرت امام اعظمؒ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ کس قسم کا تھا اور یہ زمانہ کس قسم کا ہے تو فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے ''خیر القرون قرنی'' (سب میں بہتر زمانہ میرا) اور نیز کہا کہ اگر وہ لوگ تم کو دیکھ لیں تو کافر ومنافق کہیں اور اگر تم انہیں دیکھیں تو دیوانہ کہیں۔

ایک روز راستہ سے گذر رہے تھے کہ ایک لڑکے کو دیکھا جو کیچڑ میں کھیل رہا تھا فرمایا ایسا نہ ہو کہ تو گر پڑے لڑکے نے کہا میرا گرنا آسان ہے کہ میں تنہا ہوں اگر آپ پھسل پڑیں تو سارے مسلمان گر پڑیں گے اور ان کا سنبھلنا دشوار ہوگا۔ امام کو لڑکے کا جواب عجب معلوم ہوا بہت رونے لگے اور آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کبھی ایسا ہو جائے کوئی مسئلہ معلوم ہو جائے اور اُس کی روشن دلیل بھی رکھتے ہو تو اس کو اختیار کرو کہ یہی انصاف ہوگا۔ بے شک' ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ بہت سے مسائل میں آپ سے اختلاف رکھتے تھے۔ فتوٰی کے طور پر آپ نے فرمایا اور یہی علماء کے اجتہاد سے معلوم ہوتا ہے۔ کتابوں میں دیکھا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ اپنے شیر خوارگی کے زمانہ میں شاہ ولایت حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ کے والد جن کا نام ثابت تھا آپ کو شاہ ولایت کے پاس لے گئے تو فرمایا کہ حضرت رسالت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری امت کا چراغ ہے اور اپنا لعاب مبارک اپنے ہاتھ سے ابوحنیفہ کے مُنہ میں ڈالا۔

ابو حنیفه صرخت العمرنی لهو و لهب　　فاهاثمه آها ثمه آها

احب الصالحین و لست منهم　　لعل الله یرزقنی صلاحًا

ابوحنیفہ نے ایک عمر کھیل کود میں گذار دی۔ افسوس پھر افسوس پھر افسوس، صالحین سے محبت رکھتے اور اُن میں سے نہیں تھے شاید کہ اللہ مجھے نواز دے۔ آپ کی تاریخ وفات بعض چار رجب اور بعض چار شعبان کہتے ہیں۔

عقل تاریخ او چہ گوہر صفت　　سال ترحیل او معلیٰ گفت

مرقدش وان بقطعہ بغداد　　تن و جانش رحمتِ حق باد

عقل سے جو تاریخ کہی گئی ہے وہ موتیوں کو پرویا ہے۔ آپ کے رحلت کا سال معلیٰ میں ہے آپ کا مزارِ مبارک بغداد میں ہے۔ اللہ آپ کے جسم و جان پر رحمت فرمائے۔ آپ نے ہارون کے قید خانہ میں وفات پائی ایک روز آپ نے ایک دولت مند کی مہمانی کی اُس کے کفارے میں ایک ہزار قرآن ختم کیا۔ ایک دن آپ کے جُبہ پر کیچڑ کا بمقدار درہم۔ آپ نے جائز لیا اور خود آپ نے کیچڑ کے چھینٹے کو دھو ڈالا۔ آپ نے کہا وہ فتوٰی ہے اور یہ میرا تقوٰی ہے۔

حضرت امام شافعی: آپ شریعت کے سردار اور طریقت کی دلیل اور حقیقت کے سالار اور محیط معرفت کے غواص اور وارث ابن علم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شافعی۔

امام حنبل جو اپنے زمانہ کے امام تھے۔ جن کو تین ہزار احادیث زبانی یاد تھیں باوجود اس فضیلت کہ آپ امام شافعی کے شاگرد تھے اور امام شافعیؒ کے سواری کے ہمراہ برہنہ سر رکاب بردار رہتے۔ احمد حنبلؒ نے یہ بھی کہا کہ ہر صدی، سو سال کے پورے ہونے پر جب نئی صدی شروع ہوتی ہے تو اس وقت ایک شخص پیدا ہوتا ہے اور وہ اوتاد اور افراد میں سے ہوتا ہے اور وہ شافعی تھے ایک روز ہارون رشید خلیفہ بغداد سے کسی نے امام شافعی کے بارے میں کہا کہ وہ

PUNJGANJ GHAZRA TRUST (RENZIL BABA)

قرآن کے حافظ نہیں ہیں تو ہارون نے چاہا کہ اُن کا امتحان کرے۔ ماہ صیام میں آپ کو امامت کرنے کے لئے کہا گیا۔ پس ہر روز امام شافعیؒ جز قرآن کا مطالعہ کرتے اور ہر شب تراویح میں سنا دیتے۔ آپ نے ایک ماہ میں پورا قرآن حفظ کرلیا۔ آپ اہل بیت کے چاہنے والے تھے اُن کے اشعار میں اپنے پہلے رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی وفات کے دن آپ امام شافعیؒ تولد ہوئے۔ آپ ماں کی طرف سے سید ہیں۔ سفیان ثوری کہتے ہیں اگر شافعیؒ کی عقل وزن کی جائے تو تمام مخلوق کی عقل سے بڑھ جائے گی۔ عبداللہ انصاری کہتے ہیں اگرچہ میں شافعی مذہب نہیں رکھتا لیکن آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ ہر مقام پر اُن کو بلند دیکھتا ہوں۔ آپ کی وفات روز جمعہ رجب کہ آخری تاریخ کو ہوئی آپ کا مزار شریف بصرہ میں ہے

سال مولود او معلیٰ وآں　　سال ترحیل او مقدخواں

آپ کا سال ولادت معلیٰ (۱۵۰ھ) میں اور سال رحلت مقدس (۲۰۴ھ) میں ہے۔

حضرت امام مالکؒ امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ

مجتہد زمانہ مالک بود　　عارف و سالک مسالک بود
ذات پاکش زفرقہ بعباست　　حافظ و ناصر گروہ خدا است
سال مولود' مالک دوراں　　گفت ہاتف زہے جواد جہاں
بود چوں رہنمائے دینِ متین　　سال رحیل اوست قدوۃ دین
در مدینہ مزاراو آمد　　فیض باری نثار آو آمد

حضرت مالک اپنے زمانہ کے مجتہد تھے۔ آپ عارف' سالک' مسالک تھے۔ آپکی ذات پاک علماء سے تھی۔ آپ مخلوق خدا کے حافظ و ناصر تھے اور اللہ کی جماعت سے تھے۔ مالکِ دوراں کی ولادت ''زہے جواد جہاں'' سے ظاہر ہے۔ یکشنبہ کا دن سات ربیع الثانی آپکی تاریخ رحلت ہے۔ آپ دین متین کے رہنما تھے۔ آپ کی رحلت کا سال ''قدوہ دیں'' (۱۷۹ھ)

میں ہے آپ کا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے آپ پر اللہ تعالیٰ کا فیض جاری ہے۔ عبداللہ شبلی مالکی مذہب پر تھے۔ جنید بغدادی شافعی مذہب پر اور سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ حنبلی مذہب پر تھے۔

حضرت امام احمد حنبل: آپ مصاحب جمع زمانہ اور صاحب ورع یگانہ اور سنی آخر داول امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کبار حضرت ذوالنون مصری، سری سقطیؒ، معروف کرخیؒ و بشر حافی رحمۃ اللہ علیہم آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت احمد حنبل اپنے عادتوں میں دریا کے مانند تھے اور آپ مستجاب الدعوات تھے۔ ایک روز آپ پانی کے کنارے وضو کر رہے تھے کہ دوسرا شخص آپ سے اُوپر کے حصہ میں وضو کر رہا تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ آپ امام ہیں فوراً اُٹھ کر آپ کے پائیں میں آکر وضو کیا۔ جب اُس شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں اُن کو دیکھا اور پوچھا خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو اُس نے کہا کہ اللہ نے مجھ پر رحمت کی اس لئے کہ میں نے امام احمد حنبل کے احترام میں نچلے حصہ میں وضو کیا تھا۔

آنکہ او بود احمد حنبل — شدہ از علم فخر و زیب عمل
مذہب او مشابہ جانست — زندگی بخش جسم و ایمانست
بود در بدش بصدق و یقین — قطب کونین شاہ محی الدین
ذات او عمدہ زماں و زمین — سال مولود اوست صاحبِ دین
سال ترحیل او خدا آگاہ — شد رحم صاحب جنان اللہ
جسم پر نور اوست در بغداد — رُوح پر فیض اور بخت شاد

وہ جو احمد حنبل تھے اپنے علم و عمل کی وجہ سے قابل فخر بنے آپ کا مذہب جان کے مانند ہے جو جسم اور ایمان کو زندگی بخشنے والا ہے۔ آپ صدق و یقین کے کامل تھے اور کونین کے قطب اور دین کو زندہ کرنے والے بادشاہ۔ آپ کی ذات زمین و آسماں کے لئے بہتر تھی۔ آپ کی ولادت کا سال ''صاحب دین'' میں ہے اُس خدا رسیدہ کی رحلت کا سال ''صاحب

IQBAL CHAKRALVI SYED FAZIL BIABA

جنان اللہ" (۲۷۱ھ) میں ہے۔ آپ کا جسم پرنور بغداد میں ہے آپ کی رُوح فیض سے بھری ہوئی تھی۔ آپ خوش نصیب تھے۔

آپ کی ولادت بغداد میں ۱۶۴ھ میں ہوئی آپ کی عمر (۷۹) سال تھی۔ آپ امام شافعیؒ کے شاگرد تھے۔ جب بغداد میں معتزلہ کا غلبہ ہوا تو انھوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی کہ قرآن کو مخلوق کہیں اور خلیفہ کے پاس لے گئے وہاں ایک فوجی سپاہی خلیفہ کے محل پر تھا۔ اُس نے کہا کہ اے امام زمانہ آپ ہمت سے رہئے کہ میں ایک دفعہ چوری کیا مجھے گرفتار کر کے ہزار دُرے لگائے لیکن میں اقرار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ مجھے چھوڑ دیا گیا حالاں کہ میں باطل پر تھا حق کے معاملہ میں صبر زیادہ بہتر ہے امام احمد نے کہا کہ مجھے یاد ہے پس باوجود کبرسنی کے حکم کی تعمیل کے لئے لے گئے اور ہزار تازیانے لگائے کہ وہ قرآن کو مخلوق کہیں۔ اس دوران میں آپ کے اِزار کا بند کُھل گیا۔ امام کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے اُس وقت غیب سے ہاتھ ظاہر ہوا اور وہ اِزارہ کو باندھ دیا جب اس کرامت کو دیکھے تو رہا کر دیا اور اس زحمت پر اللہ کی رحمت نے گھیر لیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جنازے پر آسمان سے پرندے اترے اور جنازہ پر اپنے آپ کو مارتے تھے اس حالت کو دیکھ کر ہزار کافر مشرک مسلمان ہو گئے۔

حضرت داؤد طائی: آپ عامل طریقت اور عالمِ حقیقت مرد خدائی داؤد طائیؒ ہیں۔ آپ مقام طائفہ کے اکابر میں سے ہیں۔ آپ تمام علوم میں کافی مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ نے علم فقہ میں حضرت ابوحنیفہؒ کی بیس (۲۰) سال شاگردی کی۔ آپ نے حضرت فضل اور حضرت ابراہیم کو دیکھا۔ آپ کے پیر طریقت حضرت حبیب عجمیؒ ہیں۔ آپ روٹی کھا رہے تھے کہ ایک ترسای (آگ کی پرستش کرنے والا) گذرا۔ روٹی کا ایک ٹکڑا اور اپنا چبایا ہوا بھی اُس کو دے دیا اور وہ ترسا کھا لیا اور اُسی رات اپنی بیوی سے صحبت کیا جس کے باعث معروف کرخی پیدا ہوئے۔ حضرت داؤد فقیروں کو دوست رکھتے اور تونگروں کو حقارت سے دیکھتے تھے ابو یوسف اور محمدؒ کے درمیان مسائل میں اختلاف ہوا حضرت داؤد طائی بطور حاکم حضرت محمدؒ کی طرف سے آئے اور پہلے اپنی پیٹھ ابو یوسف کی طرف کی اور کوئی

بات بھی نہیں کی۔ اُن سے کہا کہ ہر دو علم میں بزرگ ہیں ایک کو عزیز رکھتے ہو اور دوسرے کو آگے بھی نہ لایا کہا کہ محمد دنیا کی رفعت اور جاہ کی طرف سے علیحدہ ہو چکے ہیں اور دل کو پاک کر کے علم کے لئے آئے ہیں۔ ابو یوسف نے درخواست کیا کہ مجھے داؤد طائی کے پاس لے چلو تا کہ میں اُن کی ملاقات کر سکوں جب حضرت داؤد طائی کے گھر آئے تو اُن کو وہاں موجود نہ پائے اور اُن کی ماں سے درخواست کی تا کہ اُن کے لئے سفارش کریں۔ کہتے ہیں کہ جب ماں نے ان کی سفارش کی تو انہوں نے قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ مجھے اہل دنیا اور ظالموں سے کیا کام۔

بود بے شبہ عارفِ کامل　　حنفی مذہب است آں عامل

سال تفتش خرد بحکم سند　　گفت داؤد واصل ایزد

بے شبہ وہ عارفِ کامل تھے اور حنفی مذہب پر کاربند تھے۔ آپ کی وفات کا سال عقل نے سند کے طور پر کہا ''داؤد واصل ایزد'' میں ہے۔

امام ابو یوسفؒ: اما ابو یوسف محمدؒ کا نام یعقوب بن ابراہیم ہے آپ کا وطن کوفہ ہے آپ امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں۔ جس نے سب سے پہلے قضاۃ کا عہدہ حاصل کیا وہ آپ ہیں۔ آپ کی عمر (70) سال تھی اور آپ کا مزار بغداد میں ہے اور آپ کا سال وفات ۱۸۰ھ ہے۔

امام محمدؒ: امام محمدؒ آپ کا نام ہے اور آپ کے والد حسن ہیں۔ حسن ملک شام سے آئے عراق میں قیام پذیر ہوئے۔ جہاں محمدؒ پیدا ہوئے نشو و نما کوفہ میں ہوئی وہ امراء میں سے تھے۔ امام اعظم کے شاگرد رشید تھے۔ ابو یوسف اور محمدؒ کو علماء حنفیہ کہتے ہیں اور صاحبین بھی کہتے ہیں۔ عبادت میں اکثر فتاوٰی امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہیں اور معاملات میں ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق۔ آپ کی وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی۔

حضرت معروف کرخیؒ: آپ مقتداء صدر طریقت، رہنمائے راہ حقیقت، عارف اسرار شیخی قطبِ وقت معروف کرخیؒ آپ طریقت کے امام تھے۔

آپ تمام اگلے عارفوں کے کرامات و ریاضت کے مظہر شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کے ماں

باپ ترسا (آتش پرست) تھے جب آپ اُستاد کے پاس بھیجے گئے تو استاد نے کہا کہو ثالث۔ ثلاثہ تو آپ نے کہا "قل ھو اللہ احد" ہر چند اُس نے کہا کہو خدا تین ہے تو وہ کہتے تھے کہ اللہ ایک ہے۔ استاد نے بہت دفعہ کہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پس آپ کو خوب پیٹا۔ معروف رونے لگے تھوڑی سی تکلیف بھی نہ ہوئی تھی کہ ماں اور باپ نے کہا کہ کاش تم پیدا نہ ہوتے جس دین کو تم چاہتے ہو اختیار کرو۔ آپ چلے گئے اور علماء میں حضرت موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ چند دن کے بعد اپنے باپ کے گھر کے سامنے گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا کہ کون ہے کہا کہ معروف ہوں انہوں نے پوچھا کہ تم کس دین پر ہو تو کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر ہوں۔ ماں باپ بھی مسلمان ہو گئے۔ معروف کا ایک شناسا تھا۔ جو شہر کا روالی تھا ایک روز ایک ویرانہ میں پہنچا اور اُن کو وہاں دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے روٹی کھا رہے ہیں اور کتا اُن کے سامنے ہے ایک لقمہ خود کھاتے اور دوسرا لقمہ کُتے کو ڈالتے اُس شناسا نے اُن سے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ اپنے بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر کُتے کے ساتھ کھا رہے ہو۔ تو کہا میں اُس کی شرم کی وجہ سے کتے کو روٹی دے رہا ہوں پس آپ نے سر اٹھایا اور فضاء سے ایک پرندے کو بُلایا جب پرندہ اُتر آیا تو اپنا ہاتھ اُس پرندہ پر پھیرا اور کہا کہ جو کوئی اللہ سے شرم رکھتے ہیں پس وہ شرمندہ ہو گیا۔

ایک روز آپ کی طہارت جاتی رہی تو اُسی وقت آپ نے تیمم کیا۔ کسی نے پوچھا دریائے دجلہ قریب تھا آپ نے تیمم کیسے کیا تو فرمایا ہو سکتا ہے کہ میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں۔ محمد بن منصور طوسیؒ نے کہا کہ میں بغداد میں معروف کے پاس تھا۔ میں اُن کے چہرے پر ایک کیفیت دیکھا۔ میں نے کہا کل تمہارے پاس تھا یہ کیفیت نہ تھی آج کیسے پیدا ہو گئی۔ معروف نے کہا تم کو اس سے کوئی تعلق نہیں مت پوچھو۔ جو چیز تمہارے کام کی ہے اُس سے متعلق پوچھو۔ میں نے کہا کہ اللہ کے واسطے اپنا حال بیان کیجئے تو کہا کہ کل نماز پڑھا اور چاہا کہ مکہ جاؤں اور طواف کروں پس اُسی وقت میں وہاں پہنچ گیا اور زمزم کی طرف بھی گیا تا کہ پانی پیوں میرا پانی ظاہر ہوا اور میرے چہرے پر نشان ہو گیا اور باقی ایام امام علی موسیٰ رضا رحمۃ اللہ

علیہ کے ساتھ گذارے اور داؤد طائیؒ کے نزدیک بھی ایک مدت تک رہے اور مرید ہوئے آپ کے نام میں برکت ہے آفات وبلیات سے آپ کا نام حفاظت کرتا ہے۔ وہ رباعی یہ ہے

بحق شیخِ دیں معروف کرخی　　نگہداری ز آفت ہائے چرخی

کہ دربان علی موسیٰ رضا بود　　و ہمدم باخدا با مصطفیٰ بود

شیخ دیں معروف کرخی کے دین کے واسطے سے آسمانی آفات سے مجھے محفوظ رکھ کہ وہ علی موسیٰ رضا کے دربان تھے اور اللہ اور رسول کے ہمیشہ ساتھ تھے۔

آپ کی وفات یوم جمعہ بیس ۲۰ محرم ہوئی۔

سال تفتش بگوید پیر و جواں　　کہ فرمود رقم عزیز جناں

بوڑھے اور جوان کہتے ہیں کہ آپ کے وفات کا سال ''عزیز جنان'' میں نکلتا ہے۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے وہاں دُعا کی قبولیت کے لئے جاتے ہیں اور آپ کی مزار کے نزدیک جو کوئی بھی دُعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے جس کو آزمایا گیا ہے۔

حضرت خواجہ سری سقطیؒ آپ سالک درگاہ ملکوت اور شاہد غرقِ محیط جبروت ونقطہ دارۂ لاتقنطی۔ شیخ وقت سری سقطیؒ۔ آپ اہل تصوف کے مقتدا تھے۔ جو شخص بغداد میں سب سے پہلے حقائق وتوحید کے اصول بیان کیا وہ آپ تھے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ درجہ کس طرح ملا۔ کہا کہ دُعا سے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کیسے کہا کہ ایک روز میں سرائے پر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا وہ محو عبادت تھا۔ آواز دیا کہ کون ہے کہا کہ دوست ہوں تو کہا کہ اگر تو دوست ہوتا تو اُس کے ساتھ مشغول ہوتا تو ہماری پرواہ نہ ہوتی میں نے کہا کہ دُعا کیجئے۔ بس سری نے کہا کہ اے اللہ تو اپنی طرف مجھے مشغول فرمالے تاکہ مجھے کسی کی حاجت نہ رہے۔ پس ایک چیز میرے سینے میں اتر آئی اور میں اس کی وجہ اس درجہ پر پہنچا۔ حضرت جنید بغدادی سری سقطیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عبادت میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے ننانوے سال تک بجز بیماری موت کے سوا اپنا پہلو زمین پر نہیں لگایا۔ آپ کی وفات کا سن ۱۵۰ھ ہے۔

PUNJGANJ QADRI SYED BIZZIL BHARAN

ایک روز صبر سے متعلق گفتگو فرما رہے تھے ایک بچھو نے آپ کے پیر کو کاٹا تو حضرت سری سقطی نے کچھ نہ کہا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کو کیوں نہیں مارا کہا کہ مجھے شرم آئی اس بات پر کہ میں صبر سے متعلق بیان کیا اور خود صبر نہ کروں۔

روز آدینہ بود وسلخ رجب — کہ گذشتہ از جہاں بعیش طرف
باز تاریخ سیوم رمضان — روز ہر حل اوسہ شنبہ داں
ایک بے شبہ سال رحلت آں — شدہ مرحوم زیب عدن و جناں
مرقد بقطعہ بغداد — ہست بے شبہ موقع ارشاد

روز جمعہ آخری تاریخ رجب آپ اس جہانِ فانی سے عیش و آرام کے قیام پر چلے گئے پھر دوسری تاریخ سیوم رمضان سہ شنبہ کا دن۔ بے شبہ آپ کے رحلت کا سال ''عدن و جنان'' میں نکلتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک بے شبہ بغداد میں ہے۔ موقع ارشاد میں ہے۔

حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ: آپ شیخ علی الاطلاق و قطب باستحقاق پیشواؤں کے اُستاد اور سلطان الطریقت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ عالم اور امام مقتدایان تھے اور سب پر آپ کو فوقیت تھی۔ ابتداء سے آخری تک آپ کی زندگی پسندیدہ تھی اور ایک ہی طریقہ پر تھی۔ آپ کو طاؤس العلماء و سلطان المحققین اور طائفہ کا سردار کہا جاتا ہے اور بغداد کے بہت سارے بزرگ آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ کے بعد آپ کے طریقہ پر تھے۔ آپ کے اصحاب بایزید کے اصحاب کے خلاف آپ کے طریقہ پر تھے اور جنیدؒ حضرت سری سقطیؒ کے بھانجے ہیں اور سری سقطیؒ کے مرید تھے۔ حضرت سری سقطیؒ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی مرید محبت الٰہی میں پیر سے بھی بڑھ گیا ہے تو کہا کہ جنید کا درجہ مجھ سے بھی بہت بلند ہے۔ نماز عشاء پڑھ کر اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے اور اللہ اللہ کہتے اور اُسی وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔ جب چالیس سال گذرے تو اپنی مُراد کو پہنچے اور چند دنوں کے بعد تمام رات اللہ اللہ کہہ کر گذارتے۔ کہتے ہیں کہ بغداد کے خلیفہ کے پاس ایک لونڈی تھی۔ جس کو ہزار درہم میں خریدا گیا تھا کہ اُس کی خوبصورتی کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ خلیفہ

اُس کا عاشق تھا اُس نے کہا کہ اُس کو لباس پہنائیں پھر کہا کہ اس کو جنید کے آگے پیش کرو اور وہ اپنا چہرہ اُن کے سامنے کھول دے اور اُن سے کہے کہ میں دولتمند ہوں میرا دل دنیا سے برخواست ہو گیا ہے میں حاضر ہوں تا کہ آپ مجھ سے نکاح کریں تا کہ میں آپ کی صحبت میں گذاروں اور آپ کی عبادت میں ساتھ رہوں۔ اُس کے ہمراہ ایک خادم بھی گیا پس شیخ کے آگے آکر جیسا کہ خلیفہ نے کہا تھا ویسا ہی بیان کیا۔ پس جنید کی آنکھ اس پر بے اختیار پڑھ گئی اور خاموش رہے جواب نہ دیا۔ کنیز نے شکایت کی جنید نے اپنا سر جھکائے ہوئے جواب نہ دیا۔ اچانک سر اُٹھا کر اپنی آہ اُس کنیز پر لگائی کنیز اُسی وقت گر پڑی اور مر گئی خادم اٹھ گیا اور خلیفہ کے پاس آکر واقعہ بیان کیا۔ خلیفہ شرمندہ ہوا اور اُسی وقت اٹھا اور جنید کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ اے شیخ تجھے جس نے اپنے دل سے چاہا تھا اُس کو اس طرح جلا دیا۔ جنید نے کہا کہ اے امیر المومنین مومنوں پر تیری شفقت اسی طرح ہے تو چاہتا تھا کہ میری چالیس سالہ عبادت برباد ہو۔ وہ ہر روز اپنی زندگی کو بلند کر رہے تھے اور ہر طرح اُن کا امتحان کیا گیا۔ ہزاروں مرتبہ اُن کا امتحان کیا گیا۔ آپ شافعی تھے۔

جمعہ و ششم رجب بود — کہ بفردوس نقل فرمود
سال بر چہل روز ہفت طبق — گفت ہاتف جنید واصل بحق
سال تاریخ نقل او بے شک — صاحب عدل گفت حور و ملک
مرقد عالیش بہ بغداد است — جسم و روحش بفیض حق شادست

جمعہ چھ (۶) رجب کو آپ جنت کو سدھارے۔ آپ کے انتقال کے چالیسویں دن غیب سے آواز آئی کہ جنید واصل حق ہو گئے۔ بلاشک آپ کے وصال کی تاریخ حور و ملک نے ''صاحب عدل'' کہا ہے۔ آپ کا عالی شان مرقد بغداد میں ہے اور آپ کا جسم و روح فیض حق سے شاد ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ: آپ امام مالک کے شاگرد اور اسرافیلؒ کے مرید تھے۔ آپ اکابر مشائخ سے تھے اور ملامتی گروہ کے سردار تھے۔ صاحب

ریاضت وکرامات تھے۔ تجرید اور تفرید میں عارفوں کے سردار تھے۔ اپنے آپ کو اتنا چھپا کر رکھے کہ آپ کے حقیقت حال سے کوئی واقف نہیں تھا اور آپ نے فرمایا کہ راستہ وہ ہے جس میں اللہ سے ڈرتا رہے۔ آپ کی رحلت کے شب ستر (۷۰) عارفان کامل نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ذوالنون مصریؒ اللہ کا دوست آرہا ہے ہم اُن کے استقبال کے لئے آرہے ہیں۔ جب اُن کے جنازہ کو اُٹھایا گیا تو کئی پرندے سایہ کئے ہوئے تھے۔ بعد دفن اُن کے قبر پر تحریر دیکھی گئی کہ ذوالنون اللہ کا دوست ہے تو لوگوں نے اُس کو ہٹا دیا۔ پھر وہی تحریر وہاں پائی گئی اور وہ لکھا ہوا لوگوں نے حمائل (تعویذ) بنایا۔

حضرت منصور حلاجؒ: آپ شکر گذار بندے تھے۔ حلاج آپ کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حلاجی آپ کا دوست تھا۔ وہ ایک دن اُس کے گھر تشریف لے گئے اُس کو ایک کام پر بھیجا اور آپ اُس کی جگہ پر بیٹھ گئے اور انگلی سے اشارہ کئے اس لئے آپ کا لقب حلاج ہو گیا۔ آپ کے متعلق بعض علماء مثلاً عثمان جو پیر و بست کے رہنے والوں میں ایک اور علی اصفہانی و یعقوب نہر جوری انکار کر کے جادوگر کہتے تھے اور بعض جیسے شیخ شبلی ابوالعباس عطاء عبداللہ حنیف وابوالقاسم گرگانی و پیر علی اور اُن کے جیسے صاحب کشف المحجوب جیسے مشائخان آپ کے معتقد تھے اور کہتے کہ اُن کا جو بھی حال تھا جذبۂ عشق سے تھا کہ سوائے اللہ کے کوئی چیز اُن کو نظر نہیں آئی۔ بجائے ہوالحق کے انھوں نے انا الحق کہا جیسے کہ مجنون نے انا لیلیٰ کہا۔ حلاج کا قصہ باب الطاق بغداد میں ہے۔ آپ کی وفات ۳۰۹ھ میں ہوئی۔

حضرت شیخ احمد جامؒ: آپ اُمّی تھے۔ بائیس سال کی عمر میں آپ کو توبہ کی توفیق ہوئی اور آپ صحرا میں چلے گئے۔ اٹھارہ سال کے بعد اُن کا علم تقویٰ کے دروازے کھلے اور (۳۰۰) سے زیادہ کتابوں کی تصنیف کی۔ علم توحید اور حکمت پر کوئی عالم اور حکیم نے آپ پر اعتراض نہیں کیا۔ احادیث اور آیات قرآنی کے مطابق تصوف میں آپ نے اشعار لکھے ہیں آپ کو تین فرزند تھے۔ آپ کی عمر (۹۵) برس کی تھی۔ شیخ ظہیر الدین نے اپنی کتاب ''رموز الحقائق'' میں لکھا ہے کہ آپ کی آخر عمر تک آپ کے ہاتھ پر ۶ ہزار

لوگوں نے توبہ کی۔ آپ کی وفات ۴۴۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار موضع حرد حود جام میں ہے۔ آپ امام محمد غزالی اور امام احمد غزالی کے ہم عصر تھے۔ آپ کے فارسی اور عربی تصانیف سے آپ کے کرامات اور عجیب فضائل اور کمال کا اظہار ہوتا ہے۔ نفحات الانس میں لکھا ہے کہ انہوں نے کہا میں اور میرے والد شہر کے ائمہ کی جماعت میں حاضر تھے اور میں نے صوفی کے گھر میں رقص کیا اور ابوسعید میرے اس حال کو بُری نظر سے دیکھ رہے تھے۔ میرے والد رو رہے تھے اور خواجہ احمد غزالی کو دیکھا کہ وہ ہمارے ساتھ رقص کر رہے تھے اور فقیہہ محمود بھی موجود تھے اور انہوں نے کہا کہ تم پر کیفیت کم ہے تو میں نے کہا کہ مرجا اُسی وقت بے ہوش ہو گئے اور مر گئے۔ مفتی وقت حاضر تھے انہوں نے کہا کہ جب تو زندہ کو مردہ کر دیا تو چاہئے کہ مردہ کو زندہ کرے میں نے کہا مردہ کون ہے۔ کہا کہ فقیہہ محمودؒ میں نے کہا خداوند محمود کو زندہ کر دے وہ اُسی وقت زندہ ہو گئے۔

حضرت احمد خضرویہؒ: آپ حاتم اصم کے مرید تھے۔ آپ خراساں کے بزرگان اور مشائخان سے تھے اور ملامتی طریقہ پر تھے۔ آپ کی وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی آپ کی کرامت حلوہ فروش کے خوانچہ سے ظاہر ہوئی جو مثنوی شریف میں ہے۔

حضرت نظام الدین گنجویؒ: حضرت موصوف فرخ زنجانی کے بھائی کے مریدوں میں سے تھے۔ اُن کی عمر کا سرمایہ عبادت و ریاضت تقوٰی اور گوشہ نشینی تھی۔ سلاطین و امراء آپ کی طرف سے رجوع ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاعری کی قدرت عطا فرمائی تھی۔ آپ کے جملہ اشعار پسندیدہ ہوتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے اپنا لعاب اپنے ہاتھ سے حضرت گنجوی کے مُنہ میں ڈالا۔ آپ کی عمر (۹۱) سال کی تھی اور آپ کی وفات ۵۰۶ھ ہے۔

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ: آپ شیخ مجدالدین بغدادیؒ کے مرید تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اویسی تھے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ منصور کا نور ڈیڑھ سو سال بعد فریدالدین عطار میں ظاہر ہوا۔ اُن کی توبہ کا سبب یہ ہے

PUNJGANJ QAZRAIN SYED FAZL SHAH

کہ آپ اپنے عطاری کی دوکان میں مشغول تھے۔ایک دن ایک درویش وہاں پہنچا چند بار کچھ کہا لیکن وہ متوجہ نہ ہوئے درویش نے کہا اے عطار کیا تو مجھ جیسا بننا چاہتا ہے۔عطار نے کہا۔ہاں۔درویش کے پاس لکڑی کا پیالہ تھا اپنے سر کے نیچے رکھ کر اللہ کہا اور جان دے دیا اور عطار کی حالت بدل گئی۔اور دوکان کو تباہ کر دیا اور طریقت کے اصول پر نکل گئے۔مولانا جلال الدین بلخ جانے کے وقت پر نیشاپور کو عطار کے ساتھ گئے۔حضرت عطار بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے۔کتاب اسرار نامہ ان کے ساتھ تھا اور مولانا رومی نے اس کا مطالعہ کیا۔مولانا رومی کو حقائق واسرار کی تعلیم انہیں سے ملی۔چنانچہ عطار کہتے ہیں کہ مولانا رومی شمس کے ہاتھ سے شربت پیئے اور یہ بھی کہا ہے

ہفت وادی عشق را عطار گشت　　ما ہنوز اندر خم ایک کونچہ ام

عشق کے سات وادیوں کو عطار نے پار کیا اور ہم ابھی تک عشق کے ایک خم کے اثر سے ایک ہی وادی میں ہیں۔اور مولانا روم نے یہ بھی کہا

عطار روح بود وستاری دو چشم من　　باز اپئے ستاری وعطار آمدیم

عطار روح تھے اور ہمارے دو آنکھ اُن کی ستاری کے لئے تھے اور ہم عطار کی پوشیدگی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ جتنے بھی توحید وحقائق مثنوی اور غزلیات میں ہیں وہ سب عطار کے ہیں۔آپ کی جماعت میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔آپ کی تصنیفات منطق الطیر، بیشر نامہ، الٰہی نامہ ہیں۔(۱۱۴) سال کی عمر میں کفار کے ہاتھوں سے ہلاک ہوئے اور آپ کی وفات ۶۲۷ھ میں ہوئی۔

حضرت نجم الدین کبریٰؒ: کبریٰ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ ابتدائی جوانی میں علم ظاہر کے حاصل کرنے میں مشغول تھے جس سے بھی آپ مناظرہ کرتے اور مباحثہ کرتے تو غالب آجاتے اس وجہ سے اُن کو طامۃ الکبریٰ کہتے تھے اور کثرت استعمال کی وجہ سے لفظ تامہ متروک ہو گیا اور جب حق کی یاد میں مشغول ہوئے اور جذب وحال میں جس کسی پر نظر پڑتی تو وہ مرتبہ ولایت کو پہنچ جاتا۔ایک روز چڑیا کے پیچھے باز

پیچھا کر رہا تھا یک بیک آپ کی کیمیاء نظر اُس پر پڑی چڑیا پلٹ گئی اور باز کو پکڑ لی اور آپ کے سامنے لاکر رکھ دی۔

ایک روز آپ خانقاہ میں کھڑے تھے۔ ایک کُتا اُس مقام پر آیا اور آپ کی نظر اُس پر پڑی اُسی وقت وہ صاحب حال ہو گیا اور کچھ دیر بے خود ہو کر پڑا رہا جب وہ شہر کے قبرستان کو چلا گیا اور سر پٹکنے لگا اور جہاں بھی جاتا شہر کے سارے کُتے اُس کے اطراف حلقہ باندھے اور کندھے سے کندھا ملا کر اُس کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ جب کتا مر گیا تو فرمایا کہ اُس کو دفن کر دو اور اُس کی قبر پر عمارت بنائی گئی۔ مولانا حاجی نے کہا کہ مجھ پر ایک نظر ڈالئے تا کہ میں علیحدہ ہو جاؤں جبکہ نجس کُتا نجم الدین کبریٰ کی نظر سے کتوں کا سردار ہو گیا۔ آپ کی نسبت وارادت دو طرفہ تھی ایک اعجاز با سر دوسرے شیخ اسمٰعیل قیصری سے۔ آپ کی وفات ۶۱۸ھ میں ہوئی اور جب ہلاکو نجار زم پہنچا تو آپ کی عمر زیادہ ہو چکی تھی اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھو کہ شرق کی جانب سے آگ بھڑک رہی ہے اور مجھے یہاں شہید ہونا ہے یہ بلائے مبرم ہے جو لا علاج ہے۔ آپ بھالا اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اس کا مقابلہ لڑتے ہوئے کیا' یہاں تک کہ شہادت کا درجہ پالیا۔

حضرت شمس الدین تبریزیؒ: شمس الدین تبریز ابوبکر سلہ تبریزی کے مرید تھے۔ جلال الدین رومی' ایک قول کے مطابق شمس الدین تبریزی کے مرید تھے۔ بیس سال تک آپ کی صحبت میں رہے۔ چنانچہ آپ مثنوی میں فرماتے ہیں

رہ شمس الدین تبریزی کہ مطلق نور است

شمس الدین تبریز کا راستہ جو کہ مطلق نور ہے۔

حضرت عبداللہ بلیانیؒ: وہ اپنے والد کے مرید تھے۔ جن کا نام ضیاء الدین مسعود ہے۔ ایک دن عبداللہ بلیانیؒ نے کہا کہ اگر میں ایک آہ کروں تو ہزاروں حسین منصور پیدا ہوں۔ وہ یہ شعر ہے:

ناحق بدو چشم کہ نہ بینم ہردم　　از پائے طلبی می نہ نشتم ہردم

میں ناحق کو اپنے دو آنکھوں سے کبھی نہیں دیکھتا اور طلب کے پاؤں سے کبھی بیٹھا نہ رہا۔ کہتے ہیں کہ خدا کو سر کے آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ میں ہر دم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

حضرت پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ: حضرت غوث الصمدانی معشوق ربانی شیخ الکل سلطان الاولیاء قطب الاقطاب سید الاولیاء والا جناب جسم اسلام والمسلمین ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رواہ اللہ السبحانی بحوبۃ الرضوان قدس سرہ العزیز۔

آپ کی کنیت ابو مجتبیٰ ہے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کی والدہ ام الخیر فاطمہ الجبار بنت عبداللہ صومعی ہیں۔ جو عراق کے اکابر مشائخ سے تھے انہوں نے فرمایا کہ جب فرزند عبدالقادر تولد ہوئے تو ہرگز اُس روز شام تک دودھ نہ پیا چونکہ ماہ رمضان تھا۔ رمضان کی شب اور دن میں اختلاف تھا۔ ان کی والدہ سے دریافت کیا گیا تو کہا کہ آج سید عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا۔ آخر معلوم ہوا کہ وہ رمضان کی پہلی تاریخ تھی۔ آپ کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی اور آپ کی وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی۔ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں عرفہ کے روز جنگل کی طرف گیا اور گائے کے پیچھے دوڑا۔ گائے میرے طرف پلٹی اور پھر چلنے لگی اور کہی کہ یا عبدالقادر آپ اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوئے اور نہ اس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اُس دن میں گھبرایا اور لوٹا اور اپنی والدہ کے سامنے گیا کہا کہ آپ اللہ کے نام کے لئے مجھے اجازت دیجئے کہ میں بغداد جاؤں کہ وہ شہر اولیاء سے معمور ہے آپ کی ماں رونے لگیں اور انہیں اسی (۸۰) دینار جو میرے والد میراث میں چھوڑے تھے اُس میں سے چالیس دینار خود رکھ لیں اور چالیس دینار میرے جبہ کے بغلی حصہ میں سی دیں اور مجھے سفر کی اجازت دے دیں اور مجھ سے یہ عہد لیا کہ میں سچ کہوں ہر حال میں۔ پس میں بغداد کی طرف نکل پڑا۔ جب میں ہمدان سے گذرا تو چوروں کی ایک ٹولی نکلی اور قافلہ کو گرفتار کر لیا اور اُن کا مال لوٹنے لگے اور کسی شخص کو بھی نہ چھوڑا اچانک اُن میں سے ایک میرے پاس آیا اور کہا کہ اے نوجوان اپنے پاس کیا زر رکھتا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار۔ اُس نے کہا کہاں ہے میں نے کہا میرے لباس کے اندر بغل کے نیچے اور وہ یہ گمان کیا کہ مذاق کر رہا ہوں مجھے

چھوڑ دیا اور چلا گیا اور دوسرا آیا۔ وہی سوال کیا اور وہی جواب مجھ سے سُنا اور چلا گیا اور ہر دو نے اپنے سردار کے آگے یہ واقعہ بیان کیا اُس نے مجھے بلایا وہ قافلہ کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ بس وہ سردار خود مجھ سے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے میں نے کہا چالیس دینار اُس نے پوچھا کہاں ہیں تو میں نے کہا کہ میرے لباس کے بغل میں، پس میرا جامہ تلاش کیا گیا اور پالیا کہا کہ تجھے کیا ہوا کہ تو نے خود اقبال کیا۔ میں نے کہا کہ میری والدہ میرے روانگی کے وقت وعدہ لی تھیں کہ میں ہر وقت سچ کہوں گا اور میں اپنے وعدہ میں خیانت نہیں کروں گا۔ چوروں کا سردار رونے لگا اور کہا میں اتنے سال سے اپنے پروردگار کے عہد کو توڑ دہا ہوں اُس کے ساتھیوں نے اپنے سردار سے کہا کہ چوری میں تو ہمارا سردار رہا اور توبہ کرنے میں بھی ہمارا سردار بن۔ تمام میرے ہاتھ پر توبہ کئے اور جو کچھ قافلہ سے لُوٹ لئے تھے وہ واپس دے دیئے اور جو میرے ہاتھ پر سب سے پہلے توبہ کئے تھے وہ یہی تھے اور خود آنحضرت ۴۸۸ھ میں بغدد پہنچے اور اس کے بعد وعظ کئے۔

ایک روز فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا میں نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اُس نے کہا بہتر ہے مگر شرط ہے کہ میری مخالفت کسی کام میں نہ کرے۔ میں نے کہا میں نہیں کروں گا۔ اُس نے کہا کہ آپ یہاں بیٹھ جایئے جب تک میں واپس نہ آؤن۔ ایک سال گذر گیا پس وہ شخص واپس آیا اور میں اُسی مقام پر تھا۔ تھوڑی دیر میرے ہمراہ رہا اور اُٹھتے ہوئے کہا کہ اس مقام سے مت جاؤ تا آنکہ میں یہاں آجاؤں۔ میں نے منظور کرلیا اور دوسرے سال کے گذرنے کے بعد پھر آیا اور اپنے ساتھ دودھ اور روٹی لے آیا اور کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ملا ہے کہ آپ کے ساتھ کھاؤں تو میں اُن کے ساتھ کھایا اُس نے کہا کہ اُٹھا جایئے اور بغداد کو جایئے ہم دونون بغداد آئے۔

ایک روز جبکہ سید عبدالقادر نو جوان تھے۔ حضرت حماد کے ہمراہ جو اکابر مشائخ میں سے تھے انہوں نے کہا کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ اس عجمی کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا اور یہ مرد کہے گا (میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر) ''قدمی علی رقبة کل ولی الله''۔

ایک روز بغداد میں ایک عزیز تھے۔ اُن کو غوث اعظم کہتے تھے۔ جب چاہتے ظاہر ہوتے اور جب چاہتے غائب ہو جاتے۔ سقا و عبداللہ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تینوں مل کر اُس غوث کی زیارت کو جاتے۔ سقا نے کہا کہ میں اُن سے کوئی مسئلہ پوچھوں گا۔ تو آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے کہا معاذ اللہ میں اُن سے کچھ نہ پوچھوں گا۔ جب تک کہ وہ خود نہ کہیں اور ادب سے میں اُن کے آگے بیٹھا رہوں گا۔ جب ہم اُن کے مقام پر آئے تو اُن کو نہ پایا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دیکھا وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں پس غصّے سے اُس سقا کی طرف دیکھے اور کہا کہ اے سقا تیرا یہ سوال ہے اور اس کا یہ جواب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آتش کفر تجھ پر تازیانہ لگا رہا ہے پس حق کیلئے مت رو اور کہا کہ اے عبدالقادر میرے نزدیک آؤ اور آپ کی عزت کی اور کہا اے عبدالقادر خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم نے خوش کیا ہے اس لئے کہ تم نے میری حرمت کا لحاظ کیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بغداد کے منبر پر تشریف لا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ اور میں دیکھ رہا ہوں تمام اولیاء تمہارے مطیع ہو گئے ہیں تمہارے جلال اور اکرام کی وجہ تمہارے قدم کو اپنے پیٹوں پر لے لئے ہیں وہ اُسی وقت غائب ہو گئے پھر اُس کے بعد ہرگز اُن کو نہ دیکھا گیا۔

ایک روز شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی مجلس میں وعظ فرما رہے تھے اور پچاس مشائخ عظام موجود تھے اُن کے منجملہ شیخ علی ہیتی و شیخ نقاد و شیخ ابوسعید قیلونی و شیخ ابو نجیب بغدادی و شیخ ابومسعود وغیرہ حاضر تھے۔ اچانک آپ نے فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر پس شیخ علی ہیتی منبر کے نزدیک آئے اور آپ کا قدم مبارک پکڑا اور اپنے گردن پر رکھ لیا اور تمام مشائخ اپنے گردنوں کو آپ کے آگے رکھ دیا۔ ابوسعید قیلونی کہتے ہیں کہ جب آپ نے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کہا اُس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر تجلی فرمایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرب فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اولیاء کے سامنے موجود تھے اور زندہ اولیاء اور اموات ارواح کے سامنے آپ نے سید عبدالقادر جیلانیؒ کو خرقہ پہنایا ملائکہ اور رجال الغیب نے آپ کو درمیان میں لے لیا اور ہوا پر صفوں میں کھڑے ہو گئے اور روئے

زمین پر کوئی ولی باقی نہ رہا جو اپنی گردن نہ رکھتا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک عجمی ولی نے آپ کی تواضع نہ کی اور اُن کی حالت تباہ ہوگئی نفحات الانس میں ہے آپ کی کرامت اور غیر معمولی کیفیات کہاں تک لکھوں اور بیان کروں کہ میرا قلم قاصر ہے۔ شیخ سیف الدین عبدالوہاب قدس سرہ جو آپ کے فرزند ہیں آپ کہتے ہیں کہ کوئی شہر سمندر سے لے کر آسمان تک ایسا نہ تھا جو آپ کے سامنے حاضر نہ ہوا ہو سوائے اُس کے کہ جس کے دل میں سختی تھی۔ اگر کوئی رنجیدہ آتا اگر اُس کے مقدر میں نعمت لکھی ہوئی ہوتی وہ نیک ہو جاتا۔

روز جمعہ مہینہ کی آخری تاریخ 65 مشائخ آپ کے صحبت میں حاضر تھے کہ ایک خوبصورت جوان آیا کہا کہ السلام علیکم یا ولی اللہ میں ماہ رجب ہوں آپ کو مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ مجھ میں کوئی سختی اور بدی مقدر نہیں کی گئی ہے۔ پس اس ماہ میں سب لوگ سوائے بھلائی کے بُرائی نہیں دیکھے۔ جب ہفتہ مہینہ کا آخری دن تھا ایک شخص بدشکل آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں ماہ شعبان ہوں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے تعزیت کروں جو مقدر ہے مجھ میں مخلوق خدا کی موت اور فنا لکھی ہے بغداد میں لڑائی جھگڑے ہوں گے اور خراساں میں قتل ہوگا جیسا کہ شعبان نے کہا ویسا ہی ظاہر ہوا۔

ایک روز شیخ علی ہیتی جو آپ کے مصاحبین سے تھے آپ کے برابر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ آپ نے اہل مجلس سے کہا خاموش ہو جاؤ اور آپ منبر سے اُتر آئے اور شیخ علی ہیتی کے آگے بادب کھڑا ہو گئے اور اُن کو دیکھنے لگے یہاں تک کہ شیخ بیدار ہو گئے۔ اور شیخ نے فرمایا کہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے کہا ہاں شیخ پھر کہا میں بغرض ادب کھڑا ہو گیا پس کس چیز کی ہدایت فرمائی مجھ سے کہا کہ میں آپ کے پاس حاضر رہوں۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔

"حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست بن عبداللہ بن یحیٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ الثانی بن عبداللہ موسیٰ الجون بن

عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ جو کتابوں سے ظاہر ہے۔ حضرت سیدی سلطان احمد کبیر رفاعی حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ ہم زمانہ تھے آپ دونوں کے درمیان مراسلت ہوئی ہے''

یہ خط حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ' الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسول محمدواصحابہ اجمعین۔ اما بعد

فقیر حقیر عبدالقادر الجیلانی سلام علیک کہا ہے۔ اے شریف بھائی سلطان العارفین میرے سید احمد کبیر الحسینی الحسنی والد کی طرف سے رفاعی اور اللہ آپ کا اور میرا ہے اور جب آپ کو اللہ سے قربت حاصل ہوئی اپنے عروج میں یہاں تک کہ قاب قوسین سے بھی نزدیک آج کے دن کی شب اللہ تعالیٰ نے تجلی کی اور خوش ہوا اپنے ذات اور صفات سے اور آپ نے گفتگو کی اس سے جبکہ آپ حجاب سے آگے گئے۔ پس اللہ نے جو کچھ ہم کو علم دیا اس وقت کے بعد اللہ نے جو کچھ کیا آپ کے ساتھ اور آپ نے جو کچھ کیا اللہ عزوجل کے ساتھ پھر ہم نے جان لیا اے بھائی آپ کے مکتوب میں جو آپ نے لکھا ہے جو اللہ نے آپ کے ساتھ کیا اور آپ نے اللہ عزوجل کے ساتھ اُس وقت کے بعد اور اس رات میں، قسم ہے اللہ کی تمام اولیاء کبار اور مشائخ کے ارواح جو اولین اور آخرین میں سے ہیں آپ کے محبوبیت و معشوقیت پر رشک کیا جو اللہ کے پاس عزت اور میں نے آرزو کی اس عزت کی جو آپ کے ساتھ کی گئی اور بے شک آپ سلطان العارفین ہیں اور آپ نے بھی ایسے ہی آرزو کی شب انصاف اور فریاد کی۔ پس بے شک آپ میرے محسن ہیں پس اللہ میرا اور آپ کا ہے۔

یہ خط حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

کا

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی تجلی بذاتہ و اظہر آدم علی صورتہ و صفاتہ و استخلفہ فی مظاہر الاسماء و مخلوقاتہ والصلوٰۃ والسلام علی جامع اسماء و مراتبہ محمد رسول اللہ وعلی آلہ و اولادہ واہل بیتہ اجمعین اما بعد ! پس بندۂ فقیر حقیر احمد الحسینی الرفاعی ابن ابی الحسن علی بن یحیٰ الحسینی الموسوی سلام علیک کہتا ہے۔

اے میرے شریف بھائی سلطان الاولیاء محی الدین سید عبدالقادر الحسنی الجیلانی اللہ میرا اور آپ کا ہے پس آپ نے جو خط مجھے بھیجا ہے وصول ہوا اور مجھے مسرور کیا آپ میرے ہم طریق بھائی ہیں اور آپ میرے اہل مشرب ہیں پس معلوم ہوا اے بھائی جب اللہ نے مجھ پر خوش ہو کر اپنی ذات وصفات سے تجلی فرمائی میرے معراج کی رات اور عزوجل نے مجھ سے کلام کیا جو کچھ کلام کیا پھر اُس کو ظاہر کیا اپنے لباس کبریائی کو اور ڈھانک لیا مجھ کو اپنی خوشنودی اور رضامندی سے پس میں نے تھام لیا دامن اُس کا قوت سے اُس کی محبت میرے ساتھ تھی اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا داخل ہو جا میرے دامن میں اے میرے دوست' میرے معشوق سید احمد کبیر اور میں نے اُن کا دامن نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اُس نے ننانوے دفعہ مجھ سے عہد کیا اور اللہ نے قسم کھائی اپنے نام کی اور مجھے اپنے عظمت کے دامن میں چھپا لیا اور میرے طرف لطف وکرم کی کثرت سے متوجہ ہوا جیسا کہ محبّ اپنے محبوب سے اور عاشق اپنے معشوق سے کرتا ہے پھر اللہ نے کہا اے سلطان المعشوقین سید احمد کبیر میں نے عطا کیا تم کو مقام قطبیت اور غوثیت اور مقام فردیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے مرتبہ کے بعد تمہاری برکت تمہارا مقام اور تمہاری محبوبیت ہے اسی طرح البتہ میں عطا کروں گا آپ کی روحانیت پر غوث وقطب کو جو آپ کے وفات کے بعد مقام قطبیت اور غوثیت پر فائز ہوں گے جیسا کہ میں نے آپ کی روح کو اگلوں کی طرح جو قطبیت اور غوثیت پر فائز تھے۔ پھر اللہ نے کہا اے سلطان العارفین سید احمد کبیر جو آپ کی ولایت کی جانب ادب سے متوجہ نہیں ہوتا پس اُس کے کمالات کو اور حالات کو اور اس کے کمال اور مرتبہ کے منزل کو اور جو بھی تمہارے بعد مقام

قربت اور فردیت اور غوثیت پر قیامت تک فائز ہوگا تو سلب کرلوں گا۔ پس میں بھیج رہا ہوں جیسا کہ آپ نے کہا اور لکھا آپ نے میرا قصہ اس رات کا حرف بہ حرف جو اللہ کے ربوبیت کے اسرار میں آپ میرے دنیا و آخرت کے بھائی ہیں اللہ میرا اور آپ کا ہے اور سلامتی ہو آپ پر۔

حضرت غوث اعظم محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے قصیدہ تحریر فرمایا اس میں ایک شعر یہاں لکھا جاتا ہے

سقانی الحب کاسات الوصال　　فقلت لخمرتی نحوی تصالِ

اس کے (۲۲) اشعار ہیں اور بعض لوگ ۲۴ لکھتے ہیں۔ آپ نے قصیدہ میں اپنے مریدوں کو یاد کیا ہے۔

مریدی هم و طب و اشطح و غنی　　وافعل ماتشاء فالاسم عال

یعنی اے میرے مرید تو خوش ہو اور حیرت کر اور مسرور ہو اور بے پرواہ ہو جا اور کر جو چاہتا ہے میرا نام بلند ہے۔

اگر میں بد ہوں تو مجھے ان کے طفیل سے بخش دے اور میری یہ التجا ہے کہ سالکوں کے طریقہ میں ان ہی میں رہوں۔ یہ بندۂ کمتر محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے دوگانہ کی اجازت اور قصیدہ سقانی الحب کی اجازت بھی سیدی سندی سید سعید الدین قادری صاحب سے حاصل کیا اور اُن کو درویش محی الدین قادریؒ سے اجازت تھی میں نے اس کی ہمیشگی اور پابندی دو قرن یعنی (۲۴) سال تک کی جو کیفیت گذر چکی' قبولیت غلامی اور بندگی کا شرف حاصل ہوا۔ اس کا ذکر باب پنجم فوائد ذکر میں کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ غوثیہ لکھا ہوا ہے جو کلام قدسی ہے جو غوث پاک کو خطاب کیا گیا ہے۔

اے غوث اعظم میرے پاس وہ فقیر نہیں ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ بلکہ فقیر وہ ہے جس کا حکم ہر شئے پر جاری ہے جب وہ کسی چیز کو کہے کہ ہو تو ہو جاتی ہے۔ لہٰذا کہتے ہیں کہ ''اذا انتم الفقراء فهو الله'' کامل فقیر وہ ہے جو ابوالوقت ہوتا ہے نہ کہ ابن الوقت' اکثر اس زمانے کے لوگ ابن الوقت ہیں۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق　　نیست فردا گفتن از شرط طریق

اے رفیق صوفی ابن الوقت ہوتا ہے　　کل کی بات شرط طریق میں نہیں ہے

اور ابوالوقت وہ ہے جیسے حضرت شاہ ولایت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جن کے لئے انگلی مبارک کے اشارہ سے غروب ہوتے ہوئے سورج کو مغرب کے وقت نمازِ عصر کے لئے لوٹا دیا۔ اے عزیز فقیر اس کو کہتے ہیں کہ جو اخلاق خداوندی اپنے میں پیدا کر لے اور اللہ کے اوصاف سے مزین ہو۔

غوثیہ میں لکھا ہے اے غوث اعظم اپنے اصحاب واحباب سے کہہ دو جو ارادہ کرے میری صحبت کا تو پس وہ اختیار کرے فقر کو اس کے بعد فقر تمہارا اونچا فقر ہے کہ وہ ایسے نہیں ہوں گے مگر اللہ کے صفات سے متصف ہوں گے۔ فقیر کا فقر انبیاء کا لباس اور اولیاء کے لئے زینت ہے بعض محققین کہتے ہیں کہ فقر وہ ہے جو اپنی ہستی کو اپنے نظروں میں نہ رکھے جب وہ اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے تو حق میں باقی رہ جاتا ہے یعنی بندہ اور اللہ میں چار حجاب ہیں۔

۱ ایک دنیا کا حجاب اور اُس کے لوازمات۔

۲ دوسرا دین کا حجاب اور اُس کی لذتیں۔

۳ تیسرا حجاب خودی اور اُس کے کرامات۔

۴ چوتھا حجاب شعور اور اس کا شعار۔

جب ان چاروں حجابوں کو جلا ڈالتا ہے تو وہ تمام تر نور ہو جاتا ہے پس جب فقر مکمل ہوتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ ہوتا ہے اور اُس کی زندگی اللہ کی زندگی۔ غوثیہ میں ہے کہا اے غوث الاعظم انبیاء و مرسلین کے سوا میرے ایسے بندے ہیں جن کے احوال سے کوئی واقف نہیں ہوتا خواہ اہل دنیا ہو یا اہل جنت یا اہل نار سے ہوں اور میں اُن کو پیدا کیا نہ جنت کے لئے اور نہ ثواب کے لئے نہ عذاب کے لئے نہ حوروں کے لئے نہ محلات کے لئے پس مبارک ہو پس اُن پر ایمان لاؤ اگر چیکہ تم اُن کو نہ جانتے ہو۔ اے غوث آپ اُن ہی بندوں میں سے ہیں اُن کی نشانیاں دنیا میں یہ ہیں کہ اُن کی آنتیں جلی ہوئی ہیں فاقہ سے اُن کے نفس شہوات سے

پاک ہیں اور اُن کے قلوب خطرات سے خالی ہیں اور اُن کی روحیں خالی ہیں خطابات سے اور وہ اصحاب بقا ہیں اور اللہ کے انوار بقا سے معمور ہیں۔

اے عزیز محبت کے قربت کی جہت کے بارے میں کسی کی غیریت کا بھی اُن کو علم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ حق کے محبوب ہیں اولیاء میرے دامن میں ہیں میرے سوا کوئی غیر اُن کو نہیں جانتا کہ وہ ہمیشہ عظمت کے نور کے قید میں رہتے ہیں اور مقام راز میں باعزت رہتے ہیں اور اے عزیز اُن میں سے ہر ایک دوسرے کی محبوبیت پر رشک کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام قاب قوسین اوادنیٰ میں صدق عند ملیک مقتدر پر پہونچے اور ایک شخص کو دیکھے جو کملی میں لپٹے ہوئے لوٹ رہا تھا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیریت محسوس فرما کر حق تعالیٰ سے دریافت فرمایا کہ ایسی ادب کی بارگاہ میں یہ بے ادبی کیسی اور یہ بے ادب کون ہے فرمان ہوا کہ اویس قرنی ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے التماس کیا کہ مجھے اس کو دیکھنے کا شوق ہے فرمان ہوا کہ ستر سال کے بعد وہ سو رہا ہے اور ہماری درگاہ سے یہ وعدہ لیا ہے کہ اُس کو پوشیدہ رکھا جائے اور اُس کو کسی سے ملایا نہ جائے پس ہم آپس میں عہد کر چکے ہیں کہ تجھ کو اور تیرے جیسے لوگوں کو کسی سے نہ ملائیں گے۔ پس بارگاہ الٰہی کے وہ محبوب ہیں کہ اُن کی ذات کا ظہور صرف ظہور حق کے لئے ہے نہ تو برائے بہشت۔ حور و محل، شہد اور دودھ جنت میں ان کے لئے دیدارِ حق ہی ہے۔

صحبت حور نہ خواہم کہ بود عین قصور　　با خیال تو چرا با دو گر پروازم

اگر میں حور کو چاہوں تو یہ میری غلطی ہے کہ میں تیرے خیال کے سوا دوسرے کے ساتھ کیسے رہوں

۱ درویش کا پہلا قدم تزکیہ نفس و بدن ہے۔

۲ دوسرا قدم دل کی صفائی ہے۔

۳ تیسرا قدم روح کی جلا۔

۴ چہارم قدم سر کی جلا ہے۔

اے اللہ کونسی نماز سے تیرا قرب حاصل ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے سوا کوئی اور نہ

رہے یہاں تک کہ مصلی بھی غائب ہو غوث الاعظم نے کہا اے میرے پروردگار کونسی نماز آپ سے قریب کرتی ہے تو ارشاد ہوا ایسی نماز کے کوئی میرے سوا باقی نہ رہے حتی کہ نماز پڑھنے والا بھی خود کو غائب پائے۔

نماز زاہداں سجدہ سجود است　　نماز عاشقاں ترک وجود است

زاہدوں کی نماز سجدہ سجود ہے　　اور عاشقوں کی نماز ترکِ وجود ہے

اور نماز طریقت یہ ہے کہ اُس میں خدا کے سوا کوئی نظر نہ آئے۔

غوثیہ میں لکھا ہے اے اللہ کونسا روزہ آپ کے پاس افضل ہے فرمایا کہ وہ روزہ جس میں میرے سوا روزہ دار بھی باقی نہ رہے۔ شریعت کا روزہ کھانے پینے اور جماع سے رُکنا ہے اور طریقت کا روزہ یہ ہے کہ نہ کہی جانے والی چیزوں سے رکنا اور نہ دیکھے جانے والی چیزوں سے بچنا نہ سنے جانے والی چیزوں سے بچنا اور نہ کسی کے پاس جائے' حقیقت کا روزہ یہ ہے کہ دل روح اور سر میں اللہ کے سوا غیر کا خیال تک نہ رہے اور خود بھی اپنے خیال سے بے خیال ہو جائے اور خود فانی ہو اور اللہ باقی رہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ غوثیہ میں لکھا ہے کہ فرماتے ہیں غوث الاعظم میرے پاس وہ شخص صاحب علم نہیں جو علم کے باوجود انکار کرے اس لئے کہ وہ علم کو ترک کیا اور شیطان ہو گیا۔ فرمان ہوا کہ اے غوث وہ میرے پاس بزرگ نہیں جو علم کے بعد میری نزدیکی کا ارادہ نہ کیا اس علم سے انکار کیا۔ اے عزیز شاہ ولایت کا ایک قول ہے العلم حجاب الاکبر علم بڑا حجاب ہے۔ صاحب علم اپنے علم پر غرور کتا ہے اور مغرور کو اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی راستہ نہیں اور نیز علم صفات کا مرتبہ ہے جب تک کہ صفات سے گذر نہ جائے کہ مرتبہ ذات کو نہیں پہنچ سکتا۔

ایک شخص نے رباعی لکھی جس کے ایک شعر میں گیارہ نام مبارک ہیں

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانا
ہر زمانِ کن یا حبیب کردگار
درمیان بندگان ہستم سیہ ترنامہ

حضرت سلطان العارفین سید احمد کبیر رفاعیؒ: آپ سلطان عرفہ فخر و تاج اولیاء نیر افلاک سریر ماہ بدر منیر سلطان احمد کبیر رفاعی ابوالحسن علی الحسینی قدس سرہ العزیز ہیں۔ آپ موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی نسبت پانچ واسطوں سے حضرت شبلی قدس سرہ تک پہنچتی ہے۔ آپ ام عبیدہ میں رہتے تھے۔ مطالع سے منقول ہے سید علی مہذب الدین قدس سرہ آپ کے بھانجے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک روز آپ خلوت کدہ میں تشریف فرما تھے دیوار کے پیچھے سے ایک آواز سنائی دی جب آپ نے اُس طرف نظر کی تو دیکھا کہ کوئی بیٹھا ہے جو کبھی نہ دیکھا گیا تھا اور کچھ دیر آپس میں راز کی باتیں ہوتی رہیں۔ وہ شخص دیوار کے سوراخ سے باہر آیا اور برق کی طرح ہوا میں چلا گیا۔ میں سلطان احمد کبیر کے سامنے آیا اور پوچھا وہ شخص کون تھا فرمایا کہ کیا تو نے اُس کو دیکھا ہے میں نے کہا جی ہاں۔ کہ یہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بحر محیط کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور وہ چار رجالوں میں سے ایک ہے۔ تین روز ہوئے ہیں کہ وہ عتاب میں آ گیا ہے لیکن وہ نہیں جانتا۔ پوچھا گیا کہ یا سیدی اُس پر عتاب کی وجہ کیا ہے فرمایا کہ بحر محیط کے جزائر میں مقیم ہے کہ وہاں تین شب و روز مسلسل بارش ہوتی رہی اُس کے دل میں یہ خیال گذرا کہ کاش یہ بارش آبادی پر ہوتی۔ پس اس سبب اس پر عتاب ہوا۔ تو کیا یا سیدی اس سے آپ نے اس کو مطلع کیا فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اُس سے کہوں۔ اگر آپ ارشاد فرمائیں تو میں اُس سے بیان کروں۔ آپ نے اپنے گریبان میں سر کو جھکا لیا۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ میرے کان میں ایک آواز آئی کہ اے علی اپنا سر اٹھا۔ میں نے سر اٹھا لیا میں اپنے آپ کو جزائر بحر محیط میں پایا اور اپنے اس کام میں حیران رہا اور اُٹھ گیا اور تھوڑی دیر چلا اور وہ صاحب کو دیکھا اور اُن کو سلام کیا اور اُن سے اُس واقعہ کا اظہار کیا۔ انہوں نے مجھے قسم دیا کہ میں جو کچھ کہوں اس کا عمل کرنا میں نے کہا اچھا کہا کہ میرے خرقہ کو میرے گلے میں باندھو اور مجھے زمین پر گھسیٹو اور یہ آواز دو کہ یہ اُس کی سزاء ہے جو اللہ کے کاموں پر اعتراض کرتا ہے۔ پس میں نے خرقہ کو اُس کے گلے میں باندھ دیا اور چاہا

PUNJGANJ SHAKAR SYED FAMILY BRAND

کہ اس کو گھسیٹوں۔ غیب سے آواز آئی کہ اے علی ایسا نہ کر کہ ملائکہ آسمان پر روتے ہوئے نکل آئیں اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا جب آواز سنا تو میں بے ہوش ہو گیا اور جب میں ہوش میں آیا تو اپنے کو حال میں پایا۔ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں کیسے گیا اور کیسے آیا۔

جب کوئی سلطان سید احمد کبیر رفاعیؒ سے تعویذ مانگتا اور کاغذ لاتا اور اگر سیاہی نہ ہوتی تو آپ کاغذ لے لیتے اور بغیر سیاہی کے لکھ دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو آپ نے بغیر سیاہی کے تعویذ لکھ کر دیا کچھ مدت کے بعد وہ شخص اُسی کاغذ کو امتحاناً حضرت کے پاس لے آیا اور کہا کہ یا سیدی میرے لئے دُعا لکھ دیجئے تو آپ نے فرمایا اے فرزند اس کاغذ پر تو تعویذ لکھی ہوئی ہے۔

ایک روز دو اشخاص آپس میں مل کر بیٹھے تھے اور قصے بیان کر رہے تھے اتنے میں ایک دوسرا شخص آیا اور کہا کہ تم کو سید احمد کبیر کی خدمت میں اتنے عرصہ رہنے کے بعد کیا حاصل ہوا اُس نے کہا کہ آپ جو خواہش بھی کریں وہ پوری ہوگی تو کہا کہ یا سیدی میں چاہتا ہوں کہ مجھے دوزخ سے نجات کا پروانہ ملے اور اُسی وقت آسمان سے ملے کہا کہ حق تعالیٰ کا کرم بے شمار ہے اس حال میں کہ وہ گفتگو کر رہے تھے اچانک ایک پرچہ آسمان سے گر پڑا۔ اس پرچہ کو وہ حاصل کر لئے اور دیکھا کہ اس پر کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے اس کو سید احمد کبیرؒ کے سامنے لے آئے اور کوئی بھی اپنا حال بیان نہ کیا اُس کاغذ کو آپ کے حوالے کیا۔ جب سیدی نے اس ورق کو دیکھا تو خدائے تعالیٰ کے حضور میں گر پڑے۔ جب سجدہ سے اُٹھے تو کہا سب تعریف اُس ذات کے لئے ہے جس نے دنیا ہی میں آخرت سے قبل میرے اصحاب کو دوزخ سے نجات کی خوش خبری دی۔ انھوں نے کہا کہ یا سیدی اس کاغذ پر سیاہی سے تو کچھ لکھا نہیں ہے تو فرمایا کہ قدرت کا ہاتھ سیاہی سے نہیں لکھتا اس پر نور سے لکھا ہوا ہے۔

آپ کا وصال پنجشنبہ ۲۲ر جمادی الثانی ۵۷۸ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک ام عبیدہ میں ہے۔ ہمارے دادا کا نسب اس طرح ہے۔

سید السادات قطب الاقطاب سلطان العارفین سید احمد کبیر معشوق اللہ بن سید

ابوالحسن بن سید یحییٰ بن سید ثابت بن سید حازم سید علی بن سید حسین بن سید مہدی بن سید ابوالقاسم محمد بن حسین بن سید احمد بن سید موسیٰ الثانی بن سید ابراہیم المشہور بالمجاب بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن ابی عبداللہ الحسین شہید کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ولادت سیدی احمد کبیر الرفاعی ۵۰۰ھ میں ہوئی آپ کی عمر ۷۸ سال کی تھی۔ آپ کے اسم مبارک میں وہ اثر ہے کہ اکثر فقراء آپ کا نام لے کر گرز کا ضرب لگاتے ہیں اور کانچ کھاتے ہیں۔ تلوار سے ضرب لگاتے ہیں اور آگ کھاتے ہیں۔ آپ کے نام کی برکت سے اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا آپ کے فرزندوں میں سے ایک صاحبزادے اس طریقہ پر عمل پیرا رہے اور دوسروں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔

خاطر ما جمع کن یا غوث الاعظم دستگیر　　شاہ من سلطان عالم سید احمد کبیرؒ

اور سید علی گام دنیؒ حضرت سید احمد کبیر الرفاعی کی اولاد سے ہیں اور آپ کا نسب پانچویں پشت میں ملتا ہے۔ گجرات کے نواح میں آپ کے کشف و کرامات بکثرت مشہور ہیں آپ نے زبان گوجری میں حقائق توحید پر مبنی دیوان لکھا ہے۔ طالبان حقیقت و سالکان طریقت اس دیوان کو خصوصی طور پر سند مانتے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ: امام یافعیؒ نے آپ کے القاب کو اس طرح لکھا ہے اُستادِ زمانہ، فرید فرزانہ، مطلع انوار، منبع اسرار دلیل الطریقت، ترجمانِ حقیقت، اُستاد الشیوخ الاکابر، الجامع بین علم الباطن والظاہر، العالم الربانی، شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد الکلیبری السہروردی قدس سرہٗ آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے ہیں اور آپ تصوف میں اپنے چچا سے منسوب ہیں جو ابونجیب سہروردی ہیں اور وہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے صحبت یافتہ ہیں۔ آپ اپنے چچا کے ساتھ حضرت کی خدمت میں تشریف لے جاتے اور مشائخ کو بھی آپ نے دیکھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو پہچانا۔ آپ کو حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے دیکھا اور فرمایا کہ تو عراق کے

آخری مشاہرین میں ہے۔ آپ کی بہت تصانیف ہیں۔ عوارف العوارف درتف النصائح و اعلام التقی وغیرہ۔ عوارف کی تصنیف مکہ مکرمہ میں ہوئی اور اپنے وقت کے بغداد کے شیخ الشیوخ تھے۔ آپ کی ولادت ۵۳۹ھ اور وفات ۶۳۲ھ ہے۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی: آپ فاضل صوفیوں میں سے تھے۔ آپ کو بقیعہ شریف کے مجاوروں اور شیخ عبداللہ خفیف قدس سرہ سے علم حاصل ہوا۔ آپ نے سفر کیا اور کئی ممالک وشہروں کی سیاحت کی اور کئی دفعہ آپ نے پیدل حج کئے اور سومنات کے مندر کو آکر بڑے بت کو توڑ ڈالا۔ آپ نے بہت سے مشائخ کبار کو دیکھا۔ شیخ شہاب الدینؒ کی صحبت پائی اور اُن کے ساتھ دریا کا سفر کیا اور کہتے ہیں کہ بیت المقدس اور شام کے شہروں میں دراز مدت تک آپ نے سقا کا کام کیا۔ لوگوں کو پانی دیتے یہاں تک کہ خضر کے ارادے سے پہنچے تا کہ وہ اپنے میٹھے پانی اور انعام افضال سے سیراب کردے۔ مشائخ سے ایک صاحب اُن کے مخالف تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ زمین وآسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ملائکہ نورانی طبقوں کے ساتھ اُتر رہے ہیں پوچھا کہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ شیرازی کے لئے ہے اُن کا کہا ہوا ایک شعر مقبول بارگاہ ہوا ہے۔

برگ درختانِ سبز درنظر ہوشیار　　ہرورقے دفتریست معرفت کردگار

جب وہ عزیز اس خواب سے بیدار ہوئے تو سر رات ادب سے سعدی کے پاس گئے تا کہ اُن کو خوشخبری سنائیں دیکھا کہ چراغ روشن کئے ہوئے ایک نغمہ گا رہے ہیں جب سُنا تو وہی شعر پڑھ رہے تھے۔ آپ شب جمعہ ماہ شوال ۶۹۱ھ اس جہاں فانی سے رحلت فرمائے۔ آپ نے کتاب گلستان کی تصنیف کی جو مبتدی کے لئے پونجی ہے اور منتہی کے لئے سرمایہ ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز اکثر شب وروز گلستان کا مطالعہ کرتے اور ہمیشہ شیخ کی کتاب سند کے طور پر تھی۔

حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا: عالم ظاہر و باطن اور شیخ الشیوخ کے کاملوں میں سے تھے اپنے مرشد کے ساتھ ملتان میں قیام کیا اور خدا کے

PUNJGANJ QADRIA NIZAMIA RAZVIA

طالبوں کی ہدایت کے لئے متوجہ رہے اُس ملک کے لوگوں مع بادشاہ کے آپ کے مرید تھے۔ آپ سے بہت سے خوارق عادات کرامات ظہور میں آئیں۔ آپ کی وفات ۶۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار ملتان میں ہے جو قدیم قبرستان میں ہے۔

شیخ فخرالدین عراقیؒ: آپ شیخ بہاء الدینؒ کے کامل مریدوں میں سے تھے۔ حضرت بہاءالدین کی لڑکی سے منسوب تھے۔ آپ دراصل ہمدان کے تھے۔ کم عمری میں آپ نے حفظ قرآن کیا اور سترہ سال کی عمر میں علم حاصل کیا اور درس دینا شروع کیا۔ آپ کے اشعار مشہور ہیں۔ آپ نے کتاب لمعات تصنیف کی۔ آپ کا مزار صالحہ دمشق میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے قریب ہے۔

حضرت امیر حسین ساداتؒ: آپ علم ظاہر و باطن میں کامل تھے۔ کنزالرموز و نزہۃ الارواح وسوالات گلشن راز وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ شیخ بہاءالدین ذکریا ملتانیؒ کے مرید تھے۔ آپ کے توبہ کا سبب یہ ہے کہ ایک روز آپ شکار کے لئے گئے آپ کے سامنے ایک ہرن آیا آپ نے چاہا کہ تیر اس کو ماریں۔ ہرن نے دیکھا اور کہا حسینی تجھے خدا نے معرفت و بندگی کے لئے بھیجا ہے نہ کہ اس کام کے لئے اور غائب ہوگیا۔ پس آتش طلب آپ میں بھڑک اُٹھی آپ ساتھیوں کی جماعت کے ساتھ ملتان کو گئے اس جماعت کے شیخ بہاءالدین ذکریاؒ نے ضیافت کی۔ جب رات ہوئی تو خواب میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لڑکے کو اس جماعت سے باہر نکال لو اس کو کام میں مشغول کرو۔ شیخ نے دریافت کیا کہ تم لوگوں میں سادات سے کون ہے۔ انہوں نے امیر کی طرف اشارہ کیا پس آپ نے ان کو باہر لیا اور تربیت کی اس کے بعد خراساں جانے کی اجازت دی۔ ہرات کے لوگ اُن کے معتقد تھے۔

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندیؒ: آپ نے اپنے رسالہ بہابیہ میں لکھا ہے میں اور میرے والد کم خواب بننے میں مصروف تھے اور اللہ کا نقش جمانے کے شغل میں مصروف، اس شغل کو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نے اویسی

طریقہ کہا ہے میں اس طریقہ کو حاصل کیا۔ یہ نقشبندی سلسلہ حنفی مذہب کا ہے۔ آپ کی ولادت ۷۱۸ھ اور وفات ۷۹۱ھ ہے۔ آپ کی عمر (۷۳) سال تھی۔ آپ کے چار خلفاء تھے۔ جو خواجہ محمد پارسا' خواجہ علاء الدین عطار' خواجہ یعقوب چرخی' خواجہ علی عجد وانیؒ ہیں۔

قاضی حمید الدین ناگوریؒ: آپ کا پیدائشی مقام بخارا ہے۔ اس وجہ سے ناگوری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ناگور کے قاضی تھے اس کے ترک کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنے متعلقین کو چھوڑ دیا اور بغداد چلے گئے۔ اور شیخ الشیوخ کے مرید ہو گئے۔ ماہ رمضان میں تراویح پڑھتے ہوئے حالت سجدہ میں اپنی جان سپرد حق کر دیئے آپ کا مزار روضہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے احاطہ میں ہے۔

مخدوم جہانیانؒ: آپ سید جلال الدین بخاری ہیں۔ آپ کا نام آپ کے ایک بزرگ سید جلال الدین جو آزربائیجان سے ملتان پہنچ گئے تھے۔ جو بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ کے مرید تھے کے نام پر تھا اور اُن کے تین فرزند تھے۔ سید بہاء الدین وسید محمد سید احمد۔ سید احمد کے دو فرزند تھے ایک سید راجو دوسرے مخدوم جہانیاں ثانیؒ جو وقت کے شیخ تھے۔ آپ کے والد نے آپ کی ظاہری و باطنی تربیت کی۔ پھر آپ نے شیخ رکن الدین قدس سرہ کے مرید ہوئے۔ اُن کو مخدوم جہانیاں ثانی اس لئے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کے روز شیخ بہاء الدین ذکریاؒ کے روضہ پر آئے اور عیدی کی آرزو کی۔ وہاں خواب دیکھا کہ آپ کو اللہ نے مخدوم جہانیاں کہا اور تمہاری یہی عیدی ہے۔ پھر جب رکن الدینؒ کے پاس گئے تو وہی جواب سنا جب باہر نکلے تو ہر شخص کے زبان سے مخدوم جہانیاں ہی سُنا۔ آپ کے بے شمار کرامات ہیں آپ مکہ گئے ہوئے تھے اور عبداللہ یافعی جو مجتہد وقت تھے اُن سے آپؒ نے اتحاد و محبت پیدا کی وہاں سے پھر دہلی پہنچے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ سے خرقہ حاصل کیا۔ آپ کی وفات ۷۸۸ھ میں ہوئی۔

PUNJGANJ HAZRAT HOSAIN RAZVI BLABA

حافظ شیرازیؒ: نفحات الانس میں لکھا ہے۔ یہ نہ معلوم ہوسکا کہ آپ کس کے مرید ہیں اور بعض جگہ لکھا ہے کہ نظام الدین اجبتی نے لکھا ہے کہ آپ بہاء الدین نقشبندی کے مرید تھے۔ آپ کو لسان الغیب بھی کہتے ہیں۔ داراشکوہ نے سبقۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جہانگیر اپنی شہزادگی کے زمانہ میں اپنے والد اکبر بادشاہ سے ناراض ہوکر الہ آباد چلا گیا۔ ہرچند کہ اکبر نے بلوایا لیکن نہیں گیا اور جانے سے حیلہ بہانہ کرنے گا اس کے ہمدردوں نے دیوان حافظ کا فال دیکھا یہ غزل نکلی

چرا نہ در پئے عزم دیار خود باشم　　بشہر خود روم و شہریار خود باشم

اپنے ملک کو جانے کا ارادہ کیوں نہ کروں اپنے شہر کو جا اور بادشاہ بن جا۔ اس فال کو دیکھتے ہی اکبر کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ چھ ماہ کے بعد ہی اکبر انتقال کر گیا اور جہانگیر بادشاہ بن گیا اور کہتے ہیں کہ تیمور کے زمانہ میں حافظ شیرازی موجود تھے۔ تیمور حافظ شیرازی کو اصفہان بلوایا اور کہا

بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

میں اپنے محبوب کے تل پر سمرقند بخارا کو صدقے کرتا ہوں

تم اپنے دیوان میں ایسا لکھتے ہو اور میں اُس ملک کو محنت سے حاصل کیا ہوں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عالمگیر بادشاہ دیوانِ حافظ کا معتقد تھا۔ ایک روز اُن کے محل میں چوری ہوئی۔ دیوان حافظ سے فال لیا گیا جبکہ رات کا وقت تھا یہ شعر نکلا

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ وارد

چور کیا ہوشیار ہے کہ اپنے ہاتھ میں چراغ پکڑے ہوئے ہے۔

اور وہ چور عورت اتفاق سے چراغ پکڑی ہوئی تھی۔ خواجہ حافظ شیرازی کی وفات ۷۹۲ھ میں ہوئی۔

برہان الدین سراجؒ: حضرت مخدوم جہانیان کے فرزند اور جانشین تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز نماز تہجد کے لئے اُٹھے چونکہ اندھیری رات تھی آپ کا پاؤں ایک لکڑی پر پڑ گیا۔ آپ کو زخم آیا اُس وقت فرمایا یہ پتھر ہے یا لوہا ہے۔ جب صبح ہوئی تو

دیکھا کہ کچھ لوہے کا ٹکڑا ہے اور کچھ لڑکی کا ٹکڑا۔ چنانچہ شہر احمد آباد میں آپ کے فرزندوں کے پاس وہ موجود ہے۔ آپ کی وفات ۸۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار احمد آباد کے مضافات میں کثیر قبروں کے درمیان ہے۔

سراج الدین عرف شاہ عالمؒ: آپ اپنے والد حضرت برہان الدینؒ کے خلیفہ تھے۔ ایک ضعیف عورت آپ کی مرید تھی اور کامل اعتقاد رکھتی تھی ایک دن اُس کا لڑکا فوت ہوگیا وہ بوڑھی عورت اپنے ہاتھ سے اپنے پیر کا دامن پکڑ لی کہ مجھے اپنا لڑکا دیجئے۔ رونا پیٹنا شروع کی۔ ہر چند اس کو تسلی دیگئی مگر وہ صبر نہ کرسکی۔ عورت کو اپنے دامن سے چھڑایا اور اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے اپنے ایک لڑکے کو جو چھوٹا تھا لاکر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی کہ خدایا وہ لڑکا نہیں مرا بلکہ یہ لڑکا ہے جو مرا ہے اُسی وقت لڑکا اُن کے ہاتھ میں جان دے دیا اور اُس ضعیفہ سے کہا کہ تیرا لڑکا تو زندہ ہے۔ جب بوڑھیا اپنے گھر گئی تو دیکھا کہ اُس کا لڑکا زندہ ہے۔ شیخ سراج شاہ عالم کا مزار شہر احمد آباد میں ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ: آپ مولانا روم صاحب مثنوی کے نام سے مشہور ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی نے آپ کی شان میں یہ کہا ہے

من چہ گویم وصف آن عالیجناب　　نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

میں اُس عالی جناب کی کیا تعریف کروں اگرچہ کہ پیغمبر نہیں لیکن آپ کے پاس کتاب ہے۔

مثنوی معنوی ہست قرآن در زبان پہلوی

مثنوی معنوی فارسی زبان میں قرآن ہے۔

چونکہ ہر ایک مثنوی کے حکایات سے بہرہ ور ہے کہتا ہے۔ انسانوں کی تقسیم اوصاف کے لحاظ سے بہتر (۷۲) فرقوں میں ہے ہر ایک اپنے مطلب کو اُس سے حاصل کرتا ہے۔ آپ بلخ میں ہیں اور آپ کی نشو نما روم میں ہوئی آپ کے والد کا نام بہاء الدین ہے اور خود اپنے والد کے مرید تھے۔ علم ظاہر میں آپ کمال رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہر روز آپ کے والد کے پاس چار سو فاضل حاضر ہوتے تھے۔ آپ چھ سال کی عمر سے روزہ رکھتے تھے اور آپ شمس الدین

PIR GAZI SHAH SYED FAZIL BABA

تبریزؒ کی خدمت میں فیض باطنی حاصل کیا۔ آپ کی وفات ۶۷۲ھ میں ہوئی۔

حسام الدین حلبیؒ: پہلے شیخ شمس الدین تبریزیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ لیکن اپنا پورا مقصد مولانا روم سے حاصل کئے اور مولانا کو آپ سے کامل دل بستگی تھی اور آپ کے بڑے خلفاء سے روایت ہے کہ جب مولانا انتقال فرمائے تو ساتویں روز حسام الدن حلبی معاً اپنے ساتھیوں کے سلطانِ ولا جو مولانا روم کے فرزند تھے پہونچے اور کہا میں چاہتا ہوں کہ والد بزرگوار کے بعد آپ جانشین ہوں اور مریدوں اور مخلصوں کو رشد و ہدایت فرمائیں

بخانۂ دل اے جاں آن کیست ایستادہ
برتخت شہ کہ باشد خبر شاہ و شاہزادہ

میرے دل میں جو چیز گذری وہ یہ کہ آپ شاہ زادے تخت نشین ہوں۔

سلطان رو پڑے اور کہا کہ آپ میرے والد بزرگوار کے پاس بڑے خلیفہ تھے۔ ہمارے زمانہ میں آپ بڑے بنیں اور سلطان نے اُن کے دامن کو پکڑ لیا۔

عبدالرحمٰن جامیؒ: آپ کا لقب اصل میں عماد الدین ہے اور نور الدین سے مشہور ہیں۔ آپ عالم و عارف و عامل و کامل اور ماوراء النہر کے مقتداء تھے اور خراساں کے شیخ تھے اور سلطان حسین میرا کمل کو آپ سے عقیدت تھی۔ آپ کے کامل مریدوں میں مولانا سعد الدین کاشغری ہیں اور کاشغری نے کہا کہ شاہ باز ہمارے پنجوں میں آیا ہے اور خواجہ عبید اللہ احرار مولانا جامی سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ خطوط میں الفاظ آپ شکستہ لکھتے تھے باوجود کہ آپ ظاہر و باطن کے علم میں کمال رکھتے تھے اگر کوئی علم حق کی طلب میں آپ کے پاس آتا تو کہتے کہ میں خود طالب علم ہوں اور اگر کوئی علم ظاہر کے لئے آتا تو کہتے کہ میں شاعر ہوں۔ بہر حال لوگوں کو رجوع ہونے سے باز رکھتے اور مخلوق میں کسی نے بھی آپ کو طعنہ نہیں کیا۔ آپ کی تصانیف چوالیس ہیں۔ اُس کے بعد جام آکر دو کتابیں شواہد النبوۃ و نفحات الانس لکھیں جو تمام تصانیف دونوں آنکھوں کے مانند ہیں آپ کی عمر (۷۱) سال تھی اور آپ کی وفات خواجہ عبد اللہ احرار قدس سرہ کے مطابق شنبہ کے دن ہوئی۔ آپ کی

PUNJGANJ (HAZRAT ISHAQ BIN RAZIL BIABANI)

قبر ہرات میں اپنے مرشد کی قبر کے متصل ہے۔

شاہ بدیع الدین مدارؒ: اُن کی بزرگی زیادہ تر اس بات پر ہے جو لکھی جاتی ہے کہ آپ نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا۔ اور جو لباس بھی پہنتے تھے اُس کو کئی سالوں تک نہ دھلواتے تھے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جمال باکمال عطا فرمایا تھا جس کسی کی نظر آپ پر پڑتی بے تحاشہ سجدہ میں گر جاتا اس وجہ سے آپ نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا تھا۔ آپ کی مزار شریف مکھن پور ضلع قنوج میں ہے اور ہر سال لاکھوں لوگ عرس میں جمع ہوتے ہیں:

عمر آں شاہ مطلع انوار　　دوصد و بست و چہار سال شمار

سال ترحیل آن عیاں وہفت　　عقل قطب المدار جنت گفت

شاہ مطلع انوار کی عمر (۲۲۴) سال تھی۔ اور آپ کی رحلت کا سن "قطب المدار جنت" سے نکلتا ہے۔

مصنف سفینۃ الاولیاء نے لکھا ہے کہ بموجب قیاس تخمینہ دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان کا ایک حصہ خاندانِ قادریہ کا مرید ہے جو اعلیٰ خاندان کے ہیں اور ایک حصہ خاندانی طبقاتی شاہ مدارؒ کے مریدوں سے ہے اور ان میں اکثر معمولی لوگ ہیں اور ایک حصہ خاندان چشتیہ کا اور دسواں حصہ سہروردیہ بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ کا مرید ہے۔

فصل دوّم

(اولیائے ہندوستان کے بارے میں)

شیخ عبدالحق دہلویؒ: شیخ عبدالحق فاضل ہند تھے اور دین وشریعت کے حامی تھے۔ آپ عالم متقی اور عارف تھے اور علوم لدنی کے واقف تھے۔ آپکی تصانیف سے شرح مشکوٰۃ ہے۔ تازی اور فارسی زبان میں آپ کی تالیفات ہیں۔ آپ کی عمر (۱۱۰)

FUJGANJ QADRI SIFI FAZIL BIABAN

سال تھی۔ عقلمندوں نے آپ کی تاریخ رحلت کو یوں چھپایا ہے۔ مخلوق میں یوں کہتے ہیں کہ بہشت مرقد میں ہے۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے اور آپ کا مسکن بھی دہلی میں ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ: اختر بُرج سپہر لم یزالی گوہر دُرج کمالی۔ بے بدل پیشوا دین خواجہ معین الدین قدس سرہ۔ محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ نے جلد چہارم میں کیفیت سلاطین ہندوستان لکھی ہے۔ اُس ضمن میں دہلی کے اولیاء کے احوال بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی السنجریؒ شہر سجستان میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی نشو نما خراسان میں ہوئی۔ آپ کے والد خواجہ غیاث الدین خیر و صلاح میں بہت بڑے ہوئے تھے۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا تو اُس وقت آپ کی عمر (۱۵) سال تھی۔ باغ اور ایک چکی آپ کو ورثہ میں ملی اور وہاں ایک موضع میں ایک مجذوب رہتے تھے ابراھیم قندھاری ایک روز وہاں سے گذرے۔ حضرت خواجہ معین الدین درختوں کو پانی دے رہے تھے جب آپ کی نظر اُن پر پڑی تو آپ نے اُن کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور درخت کے نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ایک انگور کا خوشہ آپ کے سامنے پیش کیا اور ادب سے دوزانو ہو کر اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت ابراھیمؒ نے اپنی زنبیل سے روٹی نکالی اور انگور کے ساتھ کھانے لگے اور اپنا منہ چبایا ہوا حضرت معین الدینؒ کو کھلایا۔ اُس کے کھاتے ہی حضرت معین الدینؒ کے باطن میں نورانیت پیدا ہوگئی۔ پہلے آپ کا دل جائیداد کی خواہش سے خالی ہوگیا اور پوری جائیداد کو فروخت کر دیا اور درویشوں کے ساتھ سفر کیا اور ایک مدت تک سمرقند بخارا میں حفظ قرآن اور علم ظاہری کے حصول میں مشغول ہوگئے۔ ایک مقام پر لکھا ہے کہ آپ اپنے والد غیاث الدین کے ہمراہ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر اُس کے بعد سمرقند سے بجانب عراق روانہ ہوئے۔ جب نیشاپور کے نواح میں قصبۂ ہارونی پہنچے اور شیخ عثمان ہارونی اُس وقت کے مشائخ کبار سے تھے۔ اُن کو دیکھا اور مرید ہوئے اور شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ یوسف ہمدانی، شیخ جلال الدین و ابوسعید تبریزی کی صحبت میں رہے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت خواجہ

معین الدینؒ کی عجیب حالت رہی سات دنکے بعد پانچ مثقال مقدار ستو کی غذاء سے زیادہ تناول فرماتے اور پانی میں بھگو کر افطار کرتے شیخ نظام الدین اولیاء نے تحریر فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدینؒ کی پوشاک صرف دو کپڑے تھے اگر کہیں پھٹ جاتا تو آپ پیوند لگا لیتے۔ خواجہ قطب الدین اصفہان میں آپ کے مرید ہوئے۔ خواجہ معین الدینؒ نے اپنے دو کپڑے حضرت خواجہ قطب الدینؒ کو عطا فرمائے۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کو اور انہوں نے نظام الدین اولیاء کو اور انہوں نے شیخ نصیر الدین کو عنایت فرمایا۔ اور خواجہ کی یہ عادت تھی کہ کسی مقام پر بہت کم رہتے تھے۔ دن میں سیر کرتے اور رات خانقاہ میں گذارتے۔ خواجہ عبداللہ انصار نے فرمایا کہ آپ اپنی خدمت کے لئے ایک درویش سے زیادہ نہ رکھتے تھے اور اکثر فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے۔ جب آپ کی ہرات میں شہرت ہوئی تو آپ سبزہ دار پہنچے۔ وہاں ایک حاکم تھا جس کا نام یادگار مرزا تھا جو فاسق اور رفض میں غلو رکھتا تھا کہ صحابہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا اور جس کسی کا نام ابوبکر و عمر ہوتا تو ان کو اذیت پہنچاتا اور اس یادگار مرزا کا شہر کے قرب میں ایک باغ تھا۔ باغ کے درمیان میں بہت ہی لطیف و پاک حوض بنایا تھا۔ خواجہؒ اتفاقاً باغ میں پہنچے اور حوض کے کنارے اُترے اور دوگانہ نماز ادا کی اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوگئے۔ اچانک ایک آواز لگائی گئی کہ یادگار مرزا باغ آرہے ہیں ایک درویش جو شیخ کا رفیق تھا پوچھا۔ کہا کہ اٹھئے کہ ہم باغ کے باہر چلا جائیں۔ خواجہؒ نے اُس کے دل کی بے چینی کو دیکھ کر مسکرایا کہا کہ تو چلا جا۔ یہاں تک اس باغ میں اُس درخت کے نیچے بیٹھ جا۔ درویش جلدی سے چلا گیا۔ اسی دوران میں یادگار مرزا پہنچ گیا اور خواجہ کو دیکھ کر غصہ میں آگیا کہ درویش کو یہاں سے کیوں نہیں نکالے۔ خواجہ نے سر اُٹھایا اور اُس کو دیکھا اُس پر لرزہ طاری ہوگیا اور گر پڑا بے ہوش ہوگیا۔ اُس کے ساتھیوں نے دیکھ کر اپنا سر زمین پر ٹیک کر معافی کی التجا کی۔ خواجہؒ نے اس درویش کو جو درخت کے نیچے بیٹھا تھا بلایا اور کہا کہ تھوڑا پانی اس حوض سے لیکر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے اُس کے منہ پر مارے۔ درویش نے ویسا ہی کیا۔ یادگار مرزا کو ہوش آیا اور اپنا

سر پاؤں پر رکھ دیا اور کہا کہ اے شیخ میں تمام بُرائیوں سے علیحدہ ہو گیا۔ سچی توبہ کیا کہ میرا قصور معاف فرمایئے۔ شیخ نے اپنی مہربانی سے اس کا سر اُٹھایا اور کہا کہ محبت کا عظیم دعوٰی کرتے ہو اور اُن کی پیروی نہیں کرتے۔ اُس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اُس وقت آیمہ کے فضائل دلیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ یادگار مرزا اُسی وقت رونے لگا۔ روتے ہوئے توبہ کیا۔ یادگار مرزا وضو کر کے دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ آپ سے بیعت کیا اور مرید ہو گیا اور اپنے حالات کو خواجہ کے سامنے بیان کیا۔ خواجہ نے کہا جو کچھ بھی لوگوں سے غصب کر کے لیا ہے واپس کر دے تا کہ قیامت کے روز کسی کا احسان نہ رہے۔ یادگار مرزا نے بموجب حکم عمل کیا اور جو مال بچا رہا فقراء اور مسکینوں کو دیدیا۔ کنیزوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اور اپنی بیویوں کو طلاق دے دیا، فقیری کے لباس میں خواجہ کے ساتھ ہو گیا اور تمام کاملوں میں سے ایک ہو گیا اور خواجہ سلطان شمس الدین کے عہد میں دو مرتبہ خواجہ قطب الدین کی ملاقات کے لئے دہلی تشریف لائے۔ دوسری دفعہ دہلی سے واپس ہوئے تا کہ آپ نکاح فرمائیں کہ سید وجیہ الدین مشہدی کی ایک لڑکی تھی۔ وہ پاکبازی میں کامل تھیں جب بالغ ہوئیں تو چاہا کہ بزرگوں میں سے ایک کے ساتھ عقد کر دے۔ خواب میں حضرت جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا کہ اے فرزند حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے کہ اس لڑکی کا نکاح خواجہ معین الدین چشتی سے کرے۔ پس سید وجیہہ الدین صاحب نے اس کا مطلب خواجہ کو معلوم کروایا۔ خواجہ نے کہا میری عمر آخر ہو چکی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اسے اشارہ ہوا ہے بجز اطاعت کے کوئی چارہ نہیں پس اُس پاکباز لڑکی کو اپنا جوڑا بنا لیا اور اُن سے دو لڑکے ہوئے۔ نکاح کے سات سال بعد چھ رجب ۶۳۳ھ آپ اس قید جسمانی سے عالم قدس کی طرف راہی ہوئے آپ کی عمر (۹۷) سال تھی اور آپ کی وفات کے بعد جملہ بادشاہوں نے آپ کے روضہ پر نذر پیش کی۔ خصوصاً جلال الدین محمد اکبر بادشاہ آپ کی زیدہ معتقد تھا۔ اپنے ایام سلطنت میں اجمیر کے مقام پر پہنچ کر زیارت کی اور سید حسین جنگ سوار کا مقام معلوم کیا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ: زبدۃ العاشقین خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آپ کی پیدائش قصبۂ اوش میں ہوئی جو ماوراء النہر کے قرب و جوار میں تھا۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر (۹) سال تھی۔ آپ کی والدہ بے حد پاکباز تھیں اور آپ کی پرورش کیں۔ آپ شہاب الدین سہروردیؒ کی محبت میں رہے۔ جب آپ خراساں سے بغداد تشریف لائے شیخ جلال الدین تبریزیؒ خواجہ قطب الدینؒ سے بے حد محبت رکھتے تھے اور آپ سے خواجہ معین الدینؒ کی حالت دریافت کی۔ تو انہوں نے اطلاع دی کہ آپ خراساں سے ہندوستان تشریف لے گئے ہیں۔ جب آپ ملتان پہنچے تو حضرت بہاء الدین ذکریاؒ کی صحبت میں چند دنوں تک ایک دوسرے سے وابستہ رہے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کی ابتدائی حالت تھی اور اُس وقت حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت میں رہے اور آپ کے ساتھ خلوص و محبت رہی اور آپؒ اُن کے مرید ہو گئے اور اُس کے بعد آپ لاہور سے دہلی تشریف لے گئے اور ایک خطہ اجمیر کو آپ نے حضرت خواجہ معین الدینؒ کے پاس بھیجا اور انہوں نے جواب دیا۔ فرمایا روحانی قربت کو جگہ کی دوری سے کوئی تعلق نہیں اللہ چاہا تو ہم آپ کے پاس چند دن کے بعد آئیں گے۔ جب سلطان شمس الدین آئے تو خواجہ قطب الدینؒ سے ملے اور اُن سے درخواست کی کہ شہر کے اندر تشریف رکھئے۔ سلطان کی معذرت کے بعد آپ نے اس کو قبول کر لیا۔ دہلی کے شیخ الاسلام جمال الدین محمد بسطامیؒ تھے اور شیخ محمد عطار المعروف اور قاضی حمید الدین ناگوری نے بغداد میں خواجہ سے ملاقات کی تھی۔ اور آپ سے پختہ اعتقاد ہو گیا تھا۔ سلطان محمود ہفتہ میں دو دفعہ ملاقات کرنے کا اہتمام کیا تھا اور دہلی کے عوام اور خواص بھی آپ کے خواہش مند تھے۔ اُس زمانہ میں جمال الدین بسطامیؒ نے آپ سے بیعت کی اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے خلافت حاصل کی۔ اس سے قبل حمید الدین ناگوری شیخ الشیوخ کے مرید تھے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدینؒ اجمیر شریف تشریف لائے۔ خواجہ قطب الدین نے دوگانہ شکر ادا کیا اور خواجہ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام بنے۔ ان کو خواجہ قطب الدینؒ سے

بغض وحسد تھا تمام عوام وخواص خواجہ معین الدینؒ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ مگر نجم الدین صغریٰ نہ آئے حالانکہ حضرت خواجہ معین الدینؒ سے نجم الدین کو خراساں میں دوستی ومحبت تھی۔ اُن کی ملاقات کے لئے آپ تشریف لے گئے۔ شیخ نجم الدین اپنے مقام سے بغیر اٹھے آپ کا استقبال کیا۔ خواجہ اس عمل سے رنجیدہ ہوئے اور کہا کہ نجم الدین میں وہی تمہارا مخلص ہوں جو اس سے قبل تھا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اب میں اپنے مرید کو اس ملک میں مقیم کیا ہوں اس لئے کہ لوگ اُن کے طرف زیادہ رجوع ہوں۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ مجھے یہاں کوئی بزرگ نہیں سمجھتا تو خواجہ معین الدینؒ نے تبسم فرمایا۔ آپ مطمئن رہیں کہ میں قطب الدین کو اپنے ساتھ اجمیر لے جارہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر عراق، خراساں وماوراء النہر کے سفر سے واپس ہوئے اور قطب الدینؒ کی محبت میں رہے اور وہیں خواجہ معین الدین چشتیؒ کے دست بوس ہوئے اور وہاں سے چند روز کے بعد خواجہ اجمیر واپس ہوگئے اور قطب الدین بھی روانہ ہوگئے۔ دہلی کے لوگ یہ خبر سن کر پریشان ہوئے اور جہاں کہیں قطب الدینؒ کا قدم پڑتا تو لوگ وہاں کی مٹی اٹھا کر تبرک بناتے تو خواجہ نے کہا کہ بابا قطب الدین تمہاری جدائی سے یہاں کے لوگ پریشان ہوجائیں گے تم یہیں رہو۔ میں اس شہر کو تمہاری پناہ میں دے دیا۔

آپ کی ہم سائیگی میں ایک بقال شرف الدین نام کا رہتا تھا۔ اس کی عورت خواجہ قطب الدینؒ کے گھر آتی جبکہ کچھ بھی چیز گھر میں نہ ہوتی تھی۔ اور جب ایک دو فاقہ بھی ہوتے تھے تو بقال کی عورت سے بمقدار قلیل کم وزیادہ لیتے اور اپنے فرزند اور متعلقین کی غذا بناتے۔ اُس سے آپ کو خبر نہ ہوتی جب کبھی نذرانے آتے تو گھر کی بی بی قرض ادا کردیتی۔ بقال کی بیوی نے حضرت کی بی بی سے دوران گفتگو کہا کہ اگر میں نہ ہوتی تو تمہارا کام ہلاکت تک پہنچ جاتا پس یہ عہد کرلئے کہ اُس سے قرض حاصل نہ کریں اور یہ بات خواجہ کی خدمت میں عرض کردیں۔ یہ سننے کے بعد اپنا سر اٹھایا اور بی بی سے کہا کہ پھر دوبارہ تم اُس سے قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت اس محراب سے جس قدر روٹیوں کی ضرورت ہو بسم اللہ پڑھتے ہوئے

حاصل کر لینا اور جو بچہ جتنا چاہے دیدو۔ پس خواجہ کی بیوی بوقت ضرورت اُس طاق سے گرم گرم روٹیاں حاصل کر لیتیں اور لوگوں میں تقسیم کر دیتیں۔ اس کی وجہ سے آپ کو بختیار کا کی کہتے ہیں۔ ایک روز خواجہ قطب الدینؒ خانقاہ میں قوالوں سے سماع سُن رہے تھے اور قوال یہ شعر پڑھ رہے تھے

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمانہ از غیب جانے دیگر است

تسلیم کی تلوار سے مارے ہوئے کو ہر وقت تازہ جان آتی ہے

خواجہ پر جوش طاری ہوا اور وجد وصال میں آپ بے ہوش ہو گئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی موجود تھے۔ خواجہ نے اس شعر کی تکرار پر اشارہ فرمایا اور خواجہ بے ہوش ہو گئے پھر آپ ہوش میں آتے اس حال میں تین رات دن گذر گئے اس تکرار میں آپ کے جسم میں کوئی توانائی اور قوت نہ رہی۔ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ میں اپنا سر قاضی حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھے اور اپنے قدم شیخ بدر الدین کے گود میں رکھے ہوئے تھے کہ اس حال میں حالت نزع کا آغاز ہوا۔ جبکہ آپ کے بڑے فرزند اور دوسرے مشائخ وہاں موجود تھے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارا خرقہ جو حضرت خواجہ معین الدینؒ کا ہے اور خاص جائے نماز، عصا اور کھڑاویں شیخ فرید الدین کو پہنچا دیئے جائیں کیونکہ خلافت کا اُن سے تعلق ہے یہ کہا اور رحلت فرمائی۔ اس وقت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ قصبۂ ہانسی میں تھے۔ جس شب میں خواجہ قطب الدین نے رحلت فرمائی۔ اُسی شب آپ پر کشف ہوا۔ اُسی وقت دہلی روانہ ہوئے۔ خواجہ شیخ حمید الدین ناگوریؒ نے ایک درویش کو رحلت کے بعد شیخ گنج شکرؒ کے پاس روانہ کیا۔ راستہ میں ملاقات ہوئی۔ قاضی حمید الدین کا خط پڑھا۔ تیز روانہ ہوئے۔ آپ کے مقبرہ پر سہ یوم کی زیارت بجالائی۔

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ:

بملک فقر شاہنشاہ مسعود
فرید الدین الحق شیخ مسعود

ملکِ فقر کے شہنشاہ فرید الدین الحق شیخ مسعود۔ آپ کا وجد مشہور تھا۔ فرخ شاہ کے زمام حکومت میں آپ کی کامل شہرت تھی اور آپ کے والد جمال الدین سلیمان، شہاب الدین غوری کے

زمانے میں کابل سے ملتان تشریف لائے اور وہاں آپ نے ملّا وجیہہ الدین خجندی کی لڑکی سے شادی کی۔ اُس پاکباز سے تین لڑکے ہوئے۔ ایک عزالدین محمود، دوسرے فریدالدین مسعود تیسرے نجیب الدین معروف، آپ کی ولادت ۵۸۴ھ میں قصبہ کھوتوال میں ہوئی۔ پانچ سال تک آپ نے قندھار میں تحصیل علم کیا اور سفر کیا۔ آپ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ شیخ سیف الدین و شیخ سعدالدین حموی و شیخ بہاءالدین ذکریا و جلال الدین کرمانی کی محبت سے مشرف ہوئے۔ اور فیض پایا۔ بہاءالدین ذکریا نے کہا کہ آپ نے کہا درویش وہ ہے جو پردہ پوشی کرنے والا ہے نہ کہ خرقہ پہننے والا۔ فریدالدین گنج شکرؒ کو تین لڑکے تھے۔

آپ کے بڑے لڑکے کا نام بدرالدین سلیمان تھا۔ حاجی محمد قندھاری تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں آپ دہلی میں تھے حضرت خواجہ قطب الدین کی خدمت میں رہتے۔ دروازہ غزنین کے قریب آپ کی سکونت تھی۔ ایک روز بارش کے موسم میں راستہ میں کیچڑ ہو گیا تھا۔ آپ پر اپنے پیر کی ملاقات کا ذوق غالب ہوا تو کھڑاویں پہن کر چل پڑے اور جب کہ آپ سات دن سے روزہ دار تھے۔ آپ کمزور ہو گئے تھے۔ راستہ میں آپ کا پیر پھسلا اور کیچڑ میں گر پڑے۔ چنانچہ تھوڑا سا کیچڑ آپ کے مُنہ میں چلا گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ شکر بن گیا۔ آپ کے شیخ نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ کیچڑ تمہارے منہ میں جا کر شکر بن گیا پس اللہ تعالیٰ نے تیرے وجود کو شکر بنا دے اور جہاں کہیں جاتے تو لوگوں کی زبان سے گنج شکر سنتے۔

دوسری وجہ یہ سننے میں آئی کہ ایک روز راستے میں مکاریاں جن کو ہندی میں بنجارہ کہتے ہیں دہلی کو نمک لا رہے تھے اور اُن سے التماس کیا کہ فاتحہ پڑھیں۔ تا کہ یہ قیمتی ہو جائے۔ جب شیخ کے سامنے شکر لائے تو شیخ نے گمان کیا کہ یہ سب شکر ہو گی۔ تمام تھیلوں پر فاتحہ پڑھی جو تمام شکر ہو گئی۔ اس وجہ سے آپ کو گنج شکر کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ قاضی اجودھن جو آپ سے بے حد حسد اور دشمنی رکھتا تھا۔ وہاں کے جاگیرداروں کے سپاہی قاضی کے بہکانے پر آپ کو اور آپ کے بچوں کو اذیت دیتے تھے۔ آپ اُس طرف متوجہ نہ ہوتے تا آنکہ قاضی نے سبھی علماء کے پاس لکھ بھیجا کہ ایک صاحب

علم جو مسجد میں مقیم ہے گانا سنتا ہے رقص کرتا ہے اور اُس پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے اس کے نسبت کیا حکم ہوتا ہے؟ اُس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ پہلے تم اُس کا نام لکھو تم یہ کس شخص کے متعلق لکھے ہوتا کہ ہم فتویٰ دے سکیں۔ قاضی نے شیخ فرید الدین کا نام لکھا۔ علماء ملتان کو جب یہ معلوم ہوا تو خفا ہوئے اور قاضی سے ناراض ہوئے اور لکھے کہ مجتہدین کو یہ حق نہیں کہ اُن پر کوئی اعتراض کریں جب یہ کیفیت اجودھن کو پہنچی تو خاموش ہو گیا۔ آپ کو نذر و فتوح کم ملتے تھے شیخ اور شیخ کے لڑکے میوہ وغیرہ اُس شہر کے جنگل سے لا کر اپنی اوقات گذارتے۔ اس زمانے میں سلطان ناصر الدین بادشاہ ملتان جاتے ہوئے اجودھن سے گذرا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقات سے مشرف ہوا اور آپ کی حقیقت سے واقف ہوا۔ بادشاہ نے اپنے گھر واپس آ کر چار بڑے دیہات کی سند اور کچھ رقم شیخ کے پاس بھیجی۔ آپ نے نقد قبول کر لیا اور دیہات کی سند کا کاغذ واپس کر دیا۔

شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے لکھا ہے ایک روز میں شیخ کی خدمت میں گیا۔ آپ کے سر سے بال جدا ہوئے تو میں اُس کو اُٹھایا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اس کی تعویذ بنالوں تو کہا کہ بنالو۔ پس اُس کو ایک کاغذ میں لپیٹ کر اور تاگے سے باندھ کر اپنے شملہ میں رکھ لیا۔ جب اجودھن سے دہلی واپس آیا ہر بیمار جو کہ آتا اس کو میں وہ تعویذ دیتا اور صحت یاب ہونے کے بعد واپس کرنے کی شرط رکھتا۔ جس کسی کو بھی دیتا وہ اللہ کے کرم سے صحت یاب ہو جاتا۔ سارے دہلی میں اس کی شہرت ہوئی میں اس کو ایک طاق میں محفوظ رکھا۔ ایک روز میرے دوستوں میں سے جنھیں تاج الدین کہتے ہیں آئے اور کہا کہ میرا لڑکا بیمار ہے۔ حجرے کے اندر تعویذ تلاش کیا نہ مل سکی حتیٰ کہ وہ لڑکا فوت ہو گیا پس دو روز کے بعد دوسرا مریض آیا میں حجرے کے اندر گیا دیکھا تعویذ اُسی محراب میں ہے' اُس کو دے دیا وہ شفایاب ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک فاضل مولانا حمید نام طغرل کی خدمت میں تھے جو سلطان بلبن کی جانب سے حکومت بنگالہ میں تھا۔ ایک روز مولانا حمید دست بستہ طغرل کے سامنے کھڑے تھے کہ ایک نورانی شکل نظر آئی اور کہا کہ اے حمید تو اہل علم سے ہے اس جاہل کے سامنے کیوں کھڑا ہے۔

دوسرے دن بھی طغرل کے سامنے کھڑا ہوا تھا کہ وہی صورت نظر آئی۔ اور وہی بات کہی۔ مولانا نے سمجھ لیا کہ یہ فریدالدین گنج شکرؒ کی کشش ہے بغیر کسی تیاری کے اجودھن کا راستہ لیا اور شیخ کی خدمت میں پہنچ گیا شیخ نے کہا ملا حمید تم نے دیکھا کہ کونسی صورت تم کو یہاں لائی۔ مولانا نے جب یہ سُنا تو تجرید وتفرید اختیار کی۔ (گوشہ نشین ہوگئے) اور مرید ہوئے ایک مدت تک وعظ ونصیحت میں مشغول رہے مکہ کو گئے اور انتقال کر گئے۔

ایک وقت حضرت فریدالدین گنج شکرؒ کے پاس تین نظام الدین نام کے جو تینوں بھی خلیفہ تھے حاضر تھے ایک نظام الدین آپ کے بیٹے' دوسرے نظام الدین بھانجے تیسرے نظام الدین بداونی قدس اللہ سرہم' ایک رات عشاء کے بعد آپ بے ہوش ہوگئے۔ ہوش میں آئے تو کہا کہ کیا میں نماز عشاء پڑھ چکا ہوں۔ مولانا بدرالدین نے کہا آپ نے نمازِ عشاء وتر کے ساتھ ادا کی ہے۔ پھر بے ہوش ہوگئے۔ پھر ہوش میں آئے اور دریافت کیا۔ وہی جواب دیا گیا پھر کہا کہ نظام الدین دہلی میں ہے اور پھر کان میں کہا کہ میرے انتقال کے بعد جو مرقع خواجہ قطب الدینؒ سے مجھے ملا وہ اُن کو دے دینا۔ اُس کو نظام الدین کو پہنچادیں پانی طلب کئے اور وضو کیا دوگانہ ادا کیا۔ سجدہ میں سر رکھ دیا اور اُسی وقت رحلت فرما گئے۔ شب جمعرات ماہ محرم ۶۷۰ھ آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی عمر (۹۵) سال تھی۔ آپ کو تین لڑکے تھے فرزندوں کو پیالہ اور عصاء عطا فرمایا۔

حضرت نظام الدین محبوب الٰہی: سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء بداونی' تصوف کی کتابون میں نگینہ کے مانند اور ستاروں کی طرح قائم اور فقہ ابوحنیفہ اور تمام احادیث کی کتابوں پر حاوی تھے۔

عرفانِ حق کے تخت کے شہنشاہ۔ آپ کا دل ایوان حق کے دیوان کا صدر تھا۔ اور فرشتے آپ کے در کے نگہبان تھے۔ آسمان آپ کے گھر کا ایک سبز پیالہ تھا۔ وہ عالی مقام شیخ نظام حق تھے۔ تمام ارباب کا کام آپ سے کمال کو پہنچا۔ آپ کے والد احمد بن دانیال تھے۔ غزنین سے ہندوستان آئے اور شہر بداون میں متوطن ہوئے۔ شیخ نظام الدین اُس شہر میں ماہِ

صفر ۶۳۷ھ کو پیدا ہوئے۔ جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو آپ کے والد کی رحلت ہوئی۔ جب آپ کی عمر تعلیم ظاہری کے قابل ہوئی تو متوجہ ہوئے اور آپ پانچ سال کی عمر میں والدہ کے ہمراہ دہلی آئے۔ مسجد ہلال طشت دار کے تحت کے کمرہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ اُس وقت خواجہ شمس الدین نامی ایک فاضل اپنے وقت کے ایک متبحر عالم تھے اُن کے شاگردوں میں آپ منتظم بنے۔ جب شیخ نظام الدین، شیخ نجیب الدین برادر فرید الدین گنج شکر کے ہمسایہ ہوئے جو علم و افضل میں علمائے دہلی پر فوقیت رکھتے تھے آپ اُن کی صحبت میں رہتے۔ قضائے الٰہی سے شیخ نظام الدینؒ کی والدہ فوت ہوئیں۔ آپ یکہ و تنہا ہو گئے۔ حضرت نجیب الدین کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ رہتے تھے اور آپس میں محبت زیادہ ہوئی۔ اس کے بعد نجیب الدین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ فاتحہ خوانی کیجئے تا کہ میں قاضی بن جاؤں۔ نجیب الدین نے کہا کہ "خدا نہ کرے آپ قاضی ہوں۔ میں غائبانہ حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ کے اوصاف کثرت سے سُنا ہوں"۔ دوسرے دن صبح بغیر کسی سفر خرچ کی مدد کے آپ اجودھن کی سمت روانہ ہوئے اور آپ سے ملاقات کی اور آپ پر ہیبت طاری ہوئی۔ شیخ نے کہا کہ مرحبا خوشآمدی پس نظام الدین نے حضرت شیخ فرید الدین سے خرقہ حاصل کیا۔ اُس زمانہ میں فرید الدین کا نام فقر تھا۔ اکثر متعلقین اور آپ کے فرزندان ہفتہ میں ایک دو فاقہ ضرور کرتے تھے اور صحبت بزرگوار کے اثر سے کوئی آزردہ نہ رہتا تھا۔ مولانا بدر الدین اسحاق بخاری جو علم معقول و منقول میں جامع تھے۔ آپ کے باورچیخانہ کی جلانے کی لکڑی لاتے تھے اور شیخ جلال الدین ہانسوی جنگل سے آونلہ جو درختوں کا پھل ہوتا ہے لاتے جس پر گذر ہوتا تھا۔ اُس کے ٹکڑوں پر نمک اور سرکہ چھڑک کر اچار بناتے۔ مولانا حسام الدین کابلی پانی لانے میں مشغول رہتے اور مٹی کے برتن کو دھوتے۔ شیخ نظام الدین دیگوں میں پکانے کا کام اختیار کئے۔ ہر روز پکی ہوئی چیزوں کو مٹی کے برتن اور لکڑی کے کنڈوں میں ڈال کر لاتے۔ افطار کے وقت شیخ کے سامنے لاتے۔ کبھی نمک ہوتا اور کبھی نمک نہ ہوتا۔ ایک وقت تین دن نمک میسر نہ ہوا نظام الدینؒ کے دل میں یہ بات آئی کہ جو بقال مسجد کے قریب ہے اُس سے نمک

قرض لے لیں اور پیالوں میں ڈالے ہوئے اُبلے آنولوں میں چھڑکے۔ ہر روز شیخ اور درویشوں کے سامنے رکھتے۔ شیخ نے اپنے ایک پیالہ میں ہاتھ ڈال کر فرمایا کہ میرے ہاتھ میں یہ چیز وزنی ہوگئی ہے یہ مناسب نہیں کہ میں اس کو کھاؤں اس میں کا نمک کہاں سے آیا۔ نظام الدین نے معلوم کر کے حقیقت حال سے واقف کروایا۔ شیخ نے کہا کہ قرض اور توکل میں بہت بڑا فرق ہے اور کہا کہ پیالوں کو درویشوں کے سامنے سے اٹھاؤ اور دوسرے فقیروں کو دے دو۔ شیخ نظام الدین اُس وقت استغفار کرتے ہوئے انہوں نے یہ نیت کی کہ میں کبھی قرض نہ لوں گا۔ اور فوائد الفواد میں لکھا ہے کہ عزیز الدین علی شاہ و شیخ نصیر الدین و امیر خسرو آپ کے پاس مریدوں میں تھے۔ آپ کی بیٹی کی عمر اسوقت (۸) سال تھی۔ جب وہ بڑی ہوئی باکمال ہوگئی شیخ اس کو ترک الیہ کہتے اور خسرو نے اس خصوص میں کہا ہے

برزبانت چوں خطاب ترک الیہ رفتہ است　　دست ترک الیہ بگریم بہ الیہ اش سپار

آپ کی زبان مبارک پر ترک الیہ کا خطاب ہوا ہے ترک الیہ کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور اُن کے سپرد کر دیتے ہیں

اپنے ابتدائے احوال میں عنایت پور متصل دہلی میں سکونت پذیر تھے۔ دو معتبر آدمی آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک شیخ برہان الدین غریب دوسرے شیخ کمال الدین یعقوب جو گجرات میں مدفون ہیں یہ ہر دو خلفاء دوسرے خلفاء سے زیادہ خرقہ پائے اور اُس وقت آپ کو معاشی تنگی بہت تھی۔ اچانک ایک درویش وہاں پہنچا اور شیخ کی طرف متوجہ ہوا اور بلند آواز سے کہا جو کچھ موجود ہے لے آؤ۔ شیخ نے کہا درویش مہربانی فرمائیں اور تھوڑی دیر انتظار فرمائیں کہ دیگ پک رہی ہے درویش نے کہا کہ تم اُٹھ جاؤ اور دیگ لے آؤ شیخ جلدی اُٹھ گئے اور اپنے ہاتھوں میں آستینوں کو پکڑ کر دیگ کے بازو پکڑے ہوئے جو وزنی تھی لے آئے۔ چنانچہ دیگ میں جوش کی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچی درویش نے دیگ کو اٹھا کر زمین پر مارا اور کہا شیخ فرید الدینؒ نے تم کو نعمت طبق کے ساتھ دیا اور میں نے فقیر کی دیگ کو توڑ دیا اور لوگوں کی نظر سے غائب ہوگیا اس کے بعد سے نصف مخلوق بلکہ زائد مخلوق شیخ کے

معتقد ہو کر ہر روز احسان کے طور پر خوان بھیجتے۔

ایک روز خواجہ قطب الدینؒ کی زیارت کے لئے ایک پُرانا دعویٰ دار گیا اجہاں مولانا شہاب الدینؒ اور برہان الدین غریب وہاں حوض کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو شیخ پر کامل اعتقاد رکھتا تھا۔ یہ شعر پڑھا

آں حسن توبہ آن زماں کرد　　کہ ترا طاقت گناہ نمود

وہ حسن اُس زمانہ میں توبہ کیا جبکہ اُس میں گناہوں کی طاقت تھی۔

دولت خانہ آیا مرید ہوا اور شیخ سے خرقہ پہنا۔ اُن مشائخین کے ہمراہ جو شیخ منتجب الدین زرزری ذربخش کے متعین کردہ تھے۔ اُن کی قبر بالائے گھاٹ دولت آباد میں ہے۔

شیخ نصیر الدینؒ فرماتے ہیں کہ جب شیخ سماع سننا چاہتے تو امیر خسرو اور حسن قوال اور مبشر غلام جو زر خرید غلام تھا خوبصورت اور لحن داودی رکھتا تھا حاضر ہوتے امیر خسرو غزل اور صوفیانہ کلام سناتے اور شیخ کے طریقہ پر تینوں ساکت رہتے اور شیخ وجد کرتے اور (۲۲) قوال سرکار شیخ سے روزینہ پاتے تھے۔

خضر خاں وشالی خاں دو شہزادے تھے اپنے والد کے ایماء پر ایک بہتر پاک نیک با اعتماد شخصیت کے توسط سے شیخ کی خدمت میں آکر مرید ہوئے اور شیخ کا مکان بنایا۔ خضر خاں بادشاہ کا لڑکا تھا۔ ایک روز سلطان علاء الدین نے زر و جواہر سے بھری ہوئی قندیل کی نذر پیش کی۔ ایک قلندر آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا قندیل دیکھ کر کہا یہ ہدیہ ہمارا مشترک ہے خوش طبعی سے کہا خود آپ تنہا کے لئے یا مشترک۔ قلندر قدم بوسی کے بعد واپس ہونے لگا۔ شیخ نے فرمایا کہ میرا مقصود وہ تھا کہ تو تنہا شریک ہے اور قندیل معہ جواہر اس کو بخش دی۔ جب سلطان قطب الدین مبارک خاں خضر خاں کے قتل کے بعد دہلی کی سلطنت پر متمکن ہوا تو شیخ سے دشمنی زیادہ کی اُس وقت مطبخ کا خرچہ ایک ہزار بڑے منکہ غلہ کے علاوہ تھا اور انعام خوراک اور مجاور کا خرچ و مسافر کا خرچ اس کے علاوہ تھا۔ ایک روز سلطان قاضی غزنوی جو اس کا خاص آدمی تھا اُس سے دریافت کیا کہ شیخ کو اخراجات کے لئے کہاں سے آتا ہے۔

قاضی شیخ سے اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہا کہ اکثر امراء اپنے نذرانے بھیجتے ہیں اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ کوئی امیر اُن کے گھر نہ جائے اور نہ نذر بھیجے۔ لوگ اس کے خوف سے رُک گئے۔ اور اقبال نامی منتظم پریشان ہوگیا کہ سابق سے زیادہ فتوح آنے لگے ایک وقت ایک تاجر لُٹا ہوا تھا جس کو شیخ صدرالدین خلف شیخ بہاءالدین ذکریا نے ایک سفارشی خط لکھ کر شیخ کے پاس بھیجا۔ شیخ خادم سے کہا کہ تم صبح کے اول وقت سے چاشت تک جتنے بھی نذرانے آئیں اُس عزیز کو دے دو۔ اُس کے نصیب میں دو ہزار تنکہ تھے۔ القصہ شیخ بادشاہ کے حکم سے مطلع ہوکر اپنے خادم اقبال سے کہا کہ ہمارا خرچ دوگنا کرو جب کبھی ضرورت پیش آئے میرے کمرے کے محراب میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے جسقدر چاہو لے لو۔ ایسا ہی کئے یہ خبر پھیل گئی اور بادشاہ تک پہنچی۔ اُس نے پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے میری ملاقات کو تشریف لا رہے ہیں چاہئے کہ آپ بھی کبھی کبھی تشریف لائیں۔ شیخ نے جواب دیا کہ میں نہیں جاؤں گا نہ کوئی مجھے حاجت ہے سلطان جو مغرور تھا کہ اکہ مجھ سے ملنے کے لئے آنا چاہئے۔ شیخ مجبور ہوکر حسن شاعر کو شیخ ضیاءالدین کے پاس جو سلطان کے مرشد تھے اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے مرید تھے کہلا بھیجا کہ سلطان کو کہیں کہ درویشوں کو رنجیدہ کرنا مناسب نہیں۔ جس شاعر نے خبر لائی کہ وہ پیٹ کے درد میں مبتلا ہیں۔ اُسی درد سے تین دن کے بعد انتقال کر گئے۔ سلطان اور جملہ اکابر ہندوستان کی رسم کے مطابق قرآن کے پارے پڑھنے کے لئے تقسیم کئے اور شیخ نے بھی زیارت کے خاطر وہاں پہنچے اور سلطان کو سلام کیا اس نے جواب نہ دیا اور توجہ نہ کی۔ ایک روز وجیہہ الدین مبارک الحسینی جو کہ شیخ کے مرید تھے۔ سیرالاولیاء میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں قطب کو قتل کر کے تخت نشین ہوا۔ دو لاکھ تین لاکھ تنکہ ہر مشائخ کو بھیجا اور شیخ کے پاس فقراء کے خرچہ کے لئے پانچ لاکھ تنکہ بھیجا اور چار ماہ کے بعد غازی ملک خسرو خاں کو جان سے مار ڈالا اور دہلی کا بادشاہ بن گیا اور اپنا نام غیاث الدین تغلق ثانی رکھا اور خسرو خاں کی دی ہوئی رقم واپس کرنے کا حکم دیا۔ اکثر لوگ واپس کر دیئے اور شیخ نے جواب میں پہل کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ شیخ اپنے مریدوں کے ہمراہ سماع کے علاوہ

کوئی کام نہیں کرتے جو مذہب حنفی میں حرام ہے سنتے ہیں سلطان پر واجب ہے کہ وہ علماء کو بلائیں اور ان کو طلب کریں کہ اس نامشروع فعل سے روکیں۔ سلطان تغلق آباد کے قلعہ میں کاموں میں مصروف تھا کہ شیخ جملہ علماء کو طلب کیا اور مسئلہ سماع وسرود میں شیخ کے ساتھ علماء کو اختلاف تھا۔ شیخ نے اُن کے جواب میں ایک حدیث سنائی کہ سماع مباح لاہلہ وحرام بغیرہ۔ سماع اہل کے لئے حلال ہے اور نااہلوں کے لئے حرام۔ قاضی نے کہا کہ ابوحنیفہ کی روایت پیش کرو۔ شیخ نے کہا سبحان اللہ میں حدیث بیان میں پیش کروں اور تم روایت ابوحنیفہ چاہتے ہو۔ سلطان نے تقریر سنی اور خاموش رہا۔ اُس وقت مولانا علیم الدین جو بہاء الدین ذکریاؒ قدس سرہ کے پوترے تھے۔ ملتان سے سلطان کے دیوان خانہ میں آئے سب اُن کے خاندان کے مرید تھے۔ بادشاہ حضار مجلس کے ساتھ استقبال کیا۔ مولانا علیم الدین شیخ کی جانب متوجہ ہوئے۔ احترام اور اعزاز بجالایا۔ پوچھا کہ شیخ کو کیوں تکلیف دی گئی۔ سلطان نے کہا کہ سماع کی حلت وحرمت کے بارے میں طلب کیا گیا ہے مولانا نے کہا کہ میں نے سفر مکہ مدینہ ومصر وشام میں دیکھا ہے کہ ہر جگہ تمام مشائخ سماع سنتے ہیں پھر شیخ کو اجازت دے دی گئی۔

کہتے ہیں کہ سلطان کو شیخ سے دلی دشمنی تھی۔ جب بنگال کے سفر سے واپس ہونے لگا تو شیخ کے پاس پیغام بھیجا کہ استقبال کے لئے شہر دہلی سے تین میل باہر آئیں۔ شیخ پریشان تھے جواب دیا ہنوز دلی دور است ابھی دلی دور ہے آخر ایسا ہوا کہ رات میں ہلاک ہوا کہ اس کی لاش دہلی لائی گئی۔ اب تک یہ مشہور ہے کہ دلی دور است۔

حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ: آپ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے قائم مقام وجانشین ہیں علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے۔ سلطان محمد تغلق جو ظالم وسفاک تھا اپنی بدمزاجی کی وجہ سے درویشوں کو تکلیف پہنچایا اور حکم دیا کہ خدمت گاروں کی طرح دربار میں موجود رہیں۔ ایک پان کھلائے دوسرا شملہ باندھے اور شیخ نصیر الدین کا یہ عہدہ تھا کہ وہ کپڑے پہنائیں جب حضرت نصیر الدین نے اس عہدہ کو قبول نہ کیا تو اُن کو قید کیا گیا۔ شیخ کو اپنے مرشد کی بات یاد آئی مجبوراً قبول کرلیا۔

قید خانہ سے چھٹکارا پائے۔ اُس زمانہ میں سلطان کو یک بیک عجیب مقدمات سامنے آئے۔ اس اثناء میں وہ فوت ہوگیا اور درویشوں نے خلاصی پائی۔ جہانیان سید جلال الدین ثانی مکہ معظمہ سے تشریف لائے اور شیخ نصیر الدینؒ کی صحبت سے مشرف ہوئے اور آپ کی صحبت میں منور ہوئے۔ اسی وجہ سے ملتان کے مشائخ چشتیہ سلسلہ سے مستفید ہوئے۔ سید محمد حسینی گیسودرازؒ حسن آباد میں جو گلبرگہ میں ہے شیخ اخی سراج الدین بنگال میں اور شیخ حسام الدین گجرات میں ہیں شیخ نصیر الدینؒ کے کامل خلفاء سے ہیں۔ جب آپ کے انتقال کا وقت آیا تو آپ نے یہ وصیت کی کہ سید محمد حسینی مجھے غسل دیں اور مصلّٰی وعصا جو حضرت خواجہ معین الدینؒ سے تبرکاً ملا ہے میری قبر میں رکھ دیں۔ شب جمعہ ۱۸ر رمضان ۷۵۷ھ کو آپ اللہ کی جوارِ رحمت میں داخل ہوئے۔ آپ کی عمر (۸۲) سال تھی۔ تھوڑی مدت کے گذرنے کے بعد سید محمد حسینیؒ شہر دہلی سے دکن واپس آئے۔ سلطان فیروز بہمنی دکن کا بادشاہ تھا۔ احمد شاہ جو شہر کے باہر تھا بادشاہ ہوا۔ آپ کی بہت عزت واحترام کرتا تھا آپ کا معتقد ہوا۔ وہ گنبد جس میں آپ مدفون ہیں اسی کے حکم سے بنایا ہوا ہے۔ دکن کے اطراف کے رہنے والے آپ کے بے حد معتقد تھے۔ اور آپ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ سلاطین بہمنیہ نے چند دیہات وقصبات آپ کے لئے وقف کردیئے تھے۔ اُن کے بعد کے سلاطین عادل شاہی اور قطب شاہی نے بھی آپ کے فرزندان کے لئے ویسا ہی قائم رکھا۔ سلطان بہمنی نے اپنے عہد میں آپ کا گنبد تعمیر کروایا اور اُس پر لکھا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ اخی سراج الدین پروانہ کو جو حضرت شیخ نصیر الدینؒ کے خلفاء سے ہیں بنگال روانہ کیا۔ اخی سراج الدین نے بتایا کہ وہ شیخ علاء الدین کی حکومت ہے اور وہاں کی مخلوق اُن ہی سے نسبت رکھتی ہے۔ پس وہاں ہمارے کیا اثرات ظاہر ہوں گے پس شیخ نے زبانِ ہندی میں فرمایا۔ وایں اوپر تل۔ اخی سراج الدین بنگال کی طرف متوجہ ہوئے۔ چند روز کے بعد لکھا کہ شیخ علاء الدین تل چلے گئے اور آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے شیخ آئے اور سلام کیا۔ مگر شیخ کی تواضع نہیں کی گئی۔ شیخ اخی چارپائی کے نیچے بیٹھ گئے اور عرفانی گفتگو شروع کی۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ انھوں نے کیا

دیکھا یکا یک چارپائی سے اُترے اور شیخ سراج کو بڑی عاجزی سے اُوپر بٹھایا۔

حضرت شیخ منتجب الدین زرزری زربخشؒ: کہتے ہیں کہ منتجب الدینؒ و شیخ برہان الدینؒ شیخ نظام الدینؒ کے پاس گئے اور مرید ہوئے اور نظام الدین محبوب الٰہی نے خلافت نامہ بشاہ منتجب الدین عطا فرمایا اور دکن کے لوگوں کو ہدایت کے لئے مقرر فرمایا۔ آپ کی پالکی کے ساتھ بہت سارے مریدوں کو کر دیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ سات سو تھے۔ منتجب الدین نے اُن کے اخراجات کے متعلق عرض کیا کہ ریاست کا تقاضہ یہ ہے کہ دوستوں کی ہمدردی کی جائے لیکن مجھ میں کوئی استطاعت نہیں ہے۔ پس شیخ مراقبہ میں اپنا سر جھکا لئے۔ فرمایا کہ اُن کا خرچ تہجد کی نماز کے بعد مل جائے گا شاہ نے قدم بوسی کی اور روانہ ہو گئے اور دولت آباد چلے گئے اور وہاں سکونت پذیر ہوئے پس آخری عمر تک ہر شب نماز تہجد کے وقت کچھ غیب سے آجاتا اور شاہ علی الصبح کے وقت اُس کو درویشوں پر صرف کر دیتے اسی وجہ سے آپ کا نام ''زربخش'' مشہور ہے اور جب شہا منتجب الدین دولت آباد میں انتقال فرمائے تو تمام شیوخ اپنے کشف سے معلوم کئے کہ منتجب الدینؒ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت برہان الدین سے دریافت کیا گیا کہ شاہ منتجب الدین کتنے سال رہے۔ برہان الدین نے سمجھا کہ وہ اللہ کی رحمت میں چلے گئے اور آپ اُن کے مقام پر بیٹھ گئے خرقہ خلافت دکن آپ کو عطا ہوئی اور کہا کہ دکن جاؤ اور منتجب الدین کے قائم مقام ہو گئے۔

شیخ برہان الدینؒ: کہتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ نے آپ کو بھیجا تو انہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں سے کہاں ملوں فرمایا کہ اہل مجلس کے چار سو افراد ہیں اُن مشائخین کو ہم تمہارے حوالہ کئے اور تمہارے فتوح میں کوئی پس و پیش نہ ہوگی۔ جب دولت آباد پہنچے تو وہاں کے لوگ بڑی عقیدت سے پیش آئے

تذکرۃ الاتقیاء میں لکھا ہے کہ شیخ نظام الدینؒ کے مطبخ کا حال ابتداء میں کچھ نہ تھا۔ ایک روز آپ کو سردی زیادہ لگنے کی وجہ سے مطبخ کے اوپر بیٹھے تھے اور جو کپڑا آپ کے کندھے

PUNJAB CHAPTER ANJUMAN FAIZIA TALIBA

پر رہتا تھا آپ نے سرین کے نیچے رکھ لیا اُس پر بیٹھ گئے اور پُشت پر تکیہ رکھ لئے۔ شیخ نظام الدین کو اس کی خبر ہوئی کہ برہان الدین نہالچہ پر بُری طرح بیٹھ کر تکیہ لگایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ بے ادبی کیا ابھی غرور رکھتا ہے۔ اُس کو میرے پاس آنے نہ دیں۔ یہ خبر برہان الدین کو ملی تو پریشان ہوئے اور جدائی سے بے ہوش ہوئے۔ ہر طرح دوستوں نے سفارش کی لیکن آپ نے نہ مانا۔ پس امیر خسرو کے ذریعہ التجا کی گئی۔ اُس کو آپ نے قبول کیا اور اپنا شملہ اُن کے گلے میں ڈالا۔ اُسی حال میں شیخ کے پاس لے گئے۔ جب دیکھے کہ شیخ کی ٹوپی تیڑھی رکھی ہوئی ہے اور آپ صوفی بنے ہوئے ہیں۔ امیر خسرو نے یہ شعر پڑھا

ہر قوم راست کردہ دینے وقبلہ گاہے　　من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

ہر قوم نے اپنے دین اور قبلہ کو سیدھا رکھا ہے اور میں اپنے قبلہ کو کج کلاہ کی طرف سیدھا کیا ہوں

شیخ بہت خوش ہوئے اور اُٹھ کر امیر خسرو و برہان الدین غریب سے بغل گیر ہوئے۔

شیخ زین الحق: بعض کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین حضرت شیخ نصیر الدینؒ کے بھانجے ہیں اور نصیر خاں فاروقی والی خاندیس نے قلعہ اسیر کو اسپاہیر سے حاصل کیا اور شیخ زین الدین کی آمد کی استدعا کی۔ چونکہ وہ سچی ارادت رکھتا تھا اس لئے اُس کی استدعا کو آپ نے قبول کیا۔ اب وہ جگہ زین آباد کہلاتی ہے جب آپ تشریف لائے تو نصیر خاں نے لشکر کے ہمراہ شہر برہان پور آیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ ہر چند اصرار کیا کہ قلعہ اسیر کو رہا کر دے لیکن اس کو قبول نہ فرمایا۔ اس کے بعد نصیر خاں نے عرض کیا کہ آپ فخر کے طور پر قبول فرمالیں فرمایا کہ تم ایک شہر میرے مرشد جن کا نام برہان الدین ہے ان کے نام پر برہان پور آباد کرو اس جگہ پر جہاں میں اترا ہوں موضع زین آباد کے نام سے آباد کرو۔ پس نصیر خاں فاروقی نے آپ کے روبرو دو گاؤں کی بنیاد اینٹوں کے ذریعہ زمین پر رکھی۔ برہان پور تھوڑی سی مدت میں تیار ہو گیا۔ شیخ کی دُعا کی برکت سے نصیر خاں کی سلطنت خاندیش میں سات پشتوں سے زیادہ مدت تک رہی۔

حضرت امیر خسروؒ: آپ کا اصلی نام ابوالحسن ہے اور آپ کے والد امیر یوسف الدین محمود بلخ کے امیر زادہ تھے ہندوستان آکر امراء کے منتظم ہوئے امیر خسرو مومن آباد میں پیدا ہوئے۔ سلطان غیاث الدین کے عہد میں شیخ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں مشرف ہوئے اور معہ والدہ برادران مرید ہوگئے۔ جب آپ کی عمر (۹) سال کی ہوئی تو آپ کے والد نے کفار کی جنگ میں کافر کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ اُن کے قائم مقام آپ کے بڑے بھائی عزیز الدین علی ہوئے۔ امیر خسرو نے اپنے باپ کے غم میں اس طرح فرمایا ہے۔

سیف از سرم گذشت و دل دو نیم بود　　دریائے غم رواں شد و یتیم ماند

تلوار میرے سر پر سے گذری تو میرا دل دو ٹکڑے ہوگیا اور غم کا دریا بہنے لگا اور میں یتیم ہوگیا اُن کے بعد امیر سیف الدین جو آپ کے دادا تھے آپ کی پرورش کی۔ ایک روز امیر خسرو آپ کے پاس سے گذرے ان کا دل شیدا ہوگیا ایک نزدیک کی دوکان پر پوچھا کہ روٹی کس طرح فروخت کرتے ہو حسن نے کہا کہ اچھے کلام کے برابر' اور وہ بھی شیخ کا معتقد ہوکر مرید ہوگیا اور دوکان بند کردیا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کی زبان پر خسرو کی عاشقی کا چرچا ہوا اور ایک شہزادہ کے پاس نوکر ہوگئے اور جب اس حال سے وہ واقف ہوا تو شیخ کی صحبت ملنے سے منع کیا چونکہ محبت سچی تھی اس لئے شہزادہ کے کہنے کا اثر نہ ہوا پس سخت حکم دیا اور لوگوں کے سامنے حسن پر کوڑے لگوائے۔ چونکہ ان کی محبت مجاز حقیقی سے بدل چکی تھی۔ شہزادہ نے گواہ طلب کیا تو امیر خسرو نے اپنے آستین سے ہاتھ نکالا کر کہا کہ عاشق کا سچا گواہ آستین کے نیچے کا ہاتھ ہے شہزادہ نے دیکھا کہ کوڑوں کے اثرات جو حسن کے ہاتھ پر تھے وہی خسرو کے ہاتھ پر نشانات موجود تھے۔ شہزادہ خاموش ہوگیا خسرو نے کہا

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت　　نامے است مرا بر من و باقی ہمہ است

میرے جسم کے اعضاء بالکلیہ دوست کے اعضاء ہوچکے ہیں میرا صرف نام رہ گیا ہے سارا جسم اُس کا ہے چند دن کے بعد شہزادہ کا انتقال ہوگیا اس کے بعد جلال الدین خلجی بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد غیاث الدین بربک بادشاہ ہوا اور بنگال کا سفر کیا اور قلعہ ورنگل کی فتح کے بعد مطمئن ہوا۔ اُن

دونوں دکن کا اکثر و بیشتر حصہ پرتاب کی حکمرانی کے تحت تھا خسرو واپسی میں دہلی تک آ کر لکھنو میں رہ گئے۔ وہاں یہ خبر ملی کہ خواجہ نظام الدین بداونی کا انتقال ہو چکا ہے۔ بے تاب ہو کر شیخ کی مزار پر پہنچے جو کچھ ان کو ملا یعنی تین زنجیر ہاتھی وغیرہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا اور ماتمی سیاہ لباس زیب تن کر لیا اور قبر کے نزدیک بیٹھ گئے اور چھ ماہ کے بعد وہ خود بھی بتاریخ ۹ رذی الحجہ ۷۲۵ھ کو رحلت کر گئے۔ شیخ نے بارہا یہ فرمایا تھا کہ خسرو میرے بعد زیادہ دن زندہ نہیں رہے گا۔ جب انتقال ہو جائے تو میرے پہلو میں دفن کریں۔ اگر جائز ہو تو ایک قبر میں دو نعشوں کو رکھ دیں۔ ہر طرح وصیت فرمادی کہ میں اور خسرو ایک جگہ رہیں گے۔ آپ کے انتقال کے بعد ایک خواجہ سرا جو امیر تھا اور شیخ کا مرید تھا وہ مانع ہوا کہ آپ کے پہلو میں دفن نہ کریں اور پائن کے چبوترے میں دفن کیا گیا۔ تذکرۃ الاتقیاء میں لکھا ہے کہ خسرو نے اپنے استادوں کے متعلق زبان ماضیہ میں طنز کیا ہے۔ خصوصاً جب کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکھا اور پہلے نظامی کا طریقہ اختیار کیا۔

دو ہندو برآمد ز ہندوستان　　یکے وزد باشد یکے پاسبان

ہندوستان سے دو افراد نکلیں گے جن میں سے ایک چور ہوگا اور دوسرا پاسبان ہوگا

سلطان المشائخ نے باطن میں آپ کو منع فرمایا۔ خسرو نے کہا میں آپ کی پناہ میں ہوں اور بہ وقت رحلت یہ شعر پڑھا

کوکبۂ خسرویم شد بلند　　غلغلہ در گور نظامی فگند

خسرو کا ستارہ بلند ہے۔ نظامی کی قبر میں شور مچ گیا۔

اچانک ایک ننگی تلوار نظامی کی قبر سے خسرو کے سر پر گر گئی تو خسرو نے شیخ نظام الدینؒ و شیخ فرید الدین کا نام لیا تو ایک آستین پیدا ہوئی اور اُس تلوار پر گذری۔ آستین کو آدھا چاک کرتے ہوئے قریب کے درخت پر جا گری اور اُس کی ڈالی کو قطع کر دی۔ جب خسرو شیخ کے پاس حاضر ہوئے تو چاہا کہ واقعہ بیان کریں شیخ نے اپنی آستین اُن کو دکھلائی۔

جواہر الاسرار میں شیخ آذری لکھتے ہیں کہ شیخ سعدی اپنے بڑھاپے کے باوجود خسرو کو

دیکھنے کے لئے ہندوستان آئے اور اپنے اُستاد کے حق میں خسرو سے کہا اور اُس پر یہ شعر کہا

خسرو سرمست اندر شاعری معنیٰ بزنجت　　شیرہ از خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود

خسرو اپنے شعر کے معنی کے اندر سرمست ہیں۔ سعدی کے شراب خانہ کا شیرہ دودھ سے بہتر ہے اور بعض سیرت لکھنے والوں نے کہا ہے کہ ان کی ریاضت بدرجۂ اولیٰ تھی۔ باوجود اسیرانہ زندگی کہ چالیس سال ہمیشگی کے روزوں میں گذارا۔ آپ کے اشعار پانچ لاکھ تک ہیں۔ آپ کی عمر (۸۴) سال تھی اور حسن شاعر آپ کا شاگرد تھا۔

حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نوازؒ: آپ کے گیسو لانبے تھے اور آپ کی ولایت میں بہت بڑی شان تھی کہ آپ کے ملفوظات سے ظاہر ہے کہ وہ شہباز بندہ نواز جب ماں کے پیٹ میں تھے تو آپ کی کرامات کے آثار نمایاں تھے اور خود حضور نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ جب میں ماں کے پیٹ میں تھا تو میری بڑی بہن کا انتقال ہوگیا۔ میری ماں نے آہ وزاری کرتے ہوئے اپنا ہاتھ پیٹ پر مارا اور وہ وقت مجھے یاد ہے۔ جو حالات میرے دودھ پلانے سے متعلق گذرے ہیں وہ بھی یاد ہیں۔ آپ کے ہم عصر لوگوں نے کہا ہے آپ کی پیدائش کا مقام دہلی ہے۔ بتاریخ ۴ رجب ۷۲۳ھ آپ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید یوسف الحسینیؒ عرف راجو قتال جو مصنف تحفۃ النصائح ہیں معہ فیل خانہ کے جس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ تغلق ثانی بادشاہ جو اکثر بزرگوں کو دولت آباد منتقل کیا۔ ۷۲۸ھ میں دولت آباد آئے۔ آپ نے چھ سال کی عمر سے صوم وصلوٰۃ کی پابندی شروع کی اور آٹھ سال کی عمر سے کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ جب آپ گیارہ سال کے ہوئے تو آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ آپ کی والدہ مع فیل خانہ کے دہلی واپس ہوئیں۔ جب آپ پندرہ سال کے ہوئے تو نحو میں مصباح کو پڑھا اور سترہ سال کی عمر میں کشاف کو ختم کیا اور بیعت کے لئے شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ سے ملے۔ آپ سے بہت سے کرامات ظاہر ہوئے آپ سے مولانا محمد بن جمال الدین مغربی کی لڑکی منسوب تھی۔ آپ کے بطن سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ سید محمد اکبر و سید محمد اصغر، سید محمد اکبر معروف بہ شیخ حسین میاں و

سید محمد اصغر معروف میاں قدس سرہ۔ آپ کی عمر شریف (۱۰۲) سال چار ماہ تھی۔ آپ کی وفات کے بعد سید محمد اصغر الحسینی آپ کے جانشین ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ کو بندگی مخدوم نے ایک سفارشی خط لکھا چونکہ خطیب شہر گلبرگہ کو معزول کیا گیا تھا اُس کو اس کی خدمت پر بحال کیا جائے سلطان نے اُس کو قبول کرلیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو خطبہ کے لئے قصداً خطیب کو نہ کہا بلکہ دوسرے کو کہا۔ خطیب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ سلطان نے قبول کرنے کے باوجود دوسرے کو خطبہ کے لئے کہا۔ بندہ نوازؒ نے کہا کہ اُس نے خطابت سے تیرا نام علیحدہ کیا میں نے اُس کا نام خطبہ سے علیحدہ کردیا اور اُس کے بھائی سلطان احمد کا نام داخل کردیا۔ چنانچہ مشہور ہے کہتے ہیں کہ آپ کی بارہ سال کی عمر میں ایک کوا آپ کے سامنے پانی میں بیٹ کردیا اور پانی کو گندا کردیا۔ مخدوم نے اس کی جانب دیکھا آپ کے غضب سے اُس کا سر تن سے جدا ہوکر گر پڑا تو آپ کی ماں نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ کہا اُس نے ہم سے بے ادبی کی۔ چنانچہ پھر آپ نے کہا کہ پہلے جیسا تھا ویسا ہوجا۔ اس کہنے کے ساتھ ہی سر تن سے مل گیا اور وہ اُڑ گیا۔

بابا کوچکؒ: کہتے ہیں کہ بندگی مخدوم دولت آباد سے گلبرگہ آتے تھے۔ آپ اپنے سفر کے دوران قصبۂ بیڑ میں بابا کوچک قدس سرہ جو قاضی مذہب الدین کے مرید تھے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ جب باب کوچک ایک غار میں تشریف رکھتے تھے۔ اُس کا دروازہ بہت چھوٹا تھا۔ جب مخدوم دروازہ کے قریب پہنچے تو بابا کوچک نے فرمایا۔ پاکباز پاک آئے اُس وقت کوچک سے ملے۔ پس مخدوم کے خادم لکھتے ہیں کہ دروازہ بلند ہوگیا۔ مخدوم اندر تشریف لے گئے اور بابا شاہ کوچک کے مریدین لکھتے ہیں کہ مخدوم جھک کر اندر تشریف لے گئے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سلطان فیروز بہمن گلبرگہ میں مخدوم حسینی قاضی راجہ و شیخ احمد اور اُن کے پیر کے حالات دریافت کرنے بھیجا۔ اگر مخدوم حسینی کا چنداں صاحب احترام کریں تو میں خود اُن کی ملاقات کے لئے جاؤں گا وگرنہ میں اُن کو طلب کروں گا۔ جب ہردو مخدوم کی خدمت میں پہنچے تو حیران ہوگئے اور شوق الٰہی کی لذت میں مبتلا ہوگئے اور ہردو

اپنے عہدہ کا خود استعفیٰ لکھ کر دے دیئے اور مخدوم کے ہاتھ پر بیعت کر لئے اور کاملین میں داخل ہو گئے۔ اور تاریخ فرشتہ میں محمد قاسم مصنف نے یہ معلوم کر کے لکھا ہے کہ مخدوم حسینی کا مذہب شافعی تھا اور بعضوں نے حنفی مذہب لکھا ہے اور مخدوم حسینی فرماتے ہیں کہ صوفی مذہب اور شریف سُنی کم ہیں اور میں صوفی اور شریف سنی ہوں۔ آپ کی بعض اولاد سنی اور بعض شیعہ ہے۔ چنانچہ سید راجو حسینی جو سلطان ابوالحسن بادشاہ کے مرشد ہیں۔ مخدوم سید محمد حسینی کی اولاد سے ہیں۔ اپنی کتاب سلوک السالکین کے دیباچہ میں چاروں خلفاء کے مناقب درجہ بہ درجہ لکھے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ آپ سنی ہیں۔ ذکریا بادشاہ کوچک قدس سرہ بابا شاہ کوچک صاحب، صاحبِ کرامات تھے اور ریاضت شاقہ فرماتے تھے آپ کا مزار بیرون قصبۂ بیڑ ہے طالب کی ہر مراد جو چاہتا ہے۔ آپ کی مزار کے پاس حاصل ہوتی ہے۔ آپ قاضی مذہب الدین کے مرید تھے۔ جو اولیاء سے ہیں اور حضرت شیخ منتجب الدین زرزری زربخشؒ کے ہمرائیوں سے ہیں۔ قاضی مذہب الدینؒ کا مزار قصبہ کج سرکار بیڑ میں ہے۔ آپ کی اولاد میں ہر کوئی اپنے آپ کو قاضی کہتا ہے۔ بابا شاہ کوچکؒ کو کوئی اولاد نہیں تھی۔ معتبر مجاوروں کو ادائی عرس اور تعمیر مقبرہ کے لئے سابق بادشاہوں نے متولی قرار دیا۔ آپ کی مخدوم بندہ نواز سے ملاقات اس سے قبل بیان کی گئی ہے مسماۃ بی بی اور آپ کے اُستاد برشاہ کوچک کا مزار اندرون قصبۂ بیڑ ہے۔ اکثر لوگ اپنی مرادوں کو حاصل کرنے کے لئے وہاں آتے ہیں۔

شاہ محمد ملتانیؒ: آپ کے والد ابراہیم قلعہ کلیانی کے رہنے والے تھے اور آپ کے دادا ملتان کے رہنے والے تھے۔ جن کو جناب حضرت محبوب سبحانیؒ سے بیحد قبولیت حاصل تھی۔ آپ سے بہت سی کرامات خلاف عادت ظاہر ہوئی ہیں۔ آپ کا مزار اندرون قلعہ بیدر ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ سے ہیں اور آپ کے تین فرزند تھے چار پشت تک آپ کو اولاد رہی۔ آپ کے دو فرزند بچپن میں انتقال کر گئے۔ تین بیٹیوں کی تفصیلات ایک بدرالدین جن کو قبر شریف کی ذمہ داری دیگئی تھی اُن کی اولاد کو مقرر کیا گیا۔ دوسرے شاہ مخدومی صاحب جن کو محبوب سبحانیؒ کا جبہ مبارک کی خدمت سونپی گئی۔ تیسرے شاہ اسمٰعیل

صاحب جن کی قبر قصبۂ پاتری میں ہے۔ ان کی اکثر اولاد مختلف قصبات ناندیڑ، سبونت نگر، میدک، گجویل اور بیدر کے اطراف پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت سید شاہ سعید الدین رفاعیؒ: ذکر امام المتقین مخدوم حضرت سید شاہ سعید الدین الرفاعی جو حاجی سیاح سرور قدس سرہ العزیز سے مشہور ہیں۔ اکابر سالارِ خاندانِ رفاعی ہیں۔ آپ کے بعد اس خاندان کو آپ کے نام سے سروریہ کہتے ہیں۔ آپ نے عرب وعجم کے بہت سے شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے دہلی تشریف لائے اور نظام الدین اولیاءؒ سے ملاقات کی تو آپ نے نو مہینے تک اپنی خانقاہ میں اپنے قریب اعزاز کے ساتھ رکھا۔ نو مہینے کے بعد حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے آپ کے سامنے رحلت فرمایا آپ کی تجہیز وتکفین خود اپنے ہاتھوں سے کی۔ کہتے ہیں کہ حاجی سیاح سرورؒ حضرت سیدی سید احمد کبیر رفاعی الحسینیؒ کی خاص اولاد سے ہیں۔ آپ سے بہت سے خلاف عادات کرامات ظاہر ہوئے تصوف میں آپ نے کتاب لکھی ہے جو سالکوں کے لئے بہترین سند ہے۔ خاص کر آپ نے اہل باطن کی نماز کا ذکر کیا ہے جس کے تصور سے ایک حالت وکیفیت پیدا ہو جاتی ہے آپ صاحبِ اولاد تھے۔ آپ کے اولاد کے مشاہیر قندھار میں آپ کے روضہ مبارک کے نزدیک سجادگی اور قبر مبارک کی خدمت پر فائز ہیں اور اُن میں آپسی جھگڑوں کی وجہ شہر ناندیڑ میں سکونت پذیر ہوئے اور رفاعی طریقہ کو دکن میں اپنے قوت سے رائج کیا۔ اس کے بعد اس سلسلۂ رفاعیہ کو سروریہ طریقہ بھی کہا جانے لگا۔

حضرت مخدوم سید شاہ علیؒ: آپ سانگڑے سلطان مشکل آسان الرفاعی کے نام سے مشہور ہیں مخدوم مشکل آسان عاشق بے ریا مقبول بارگاہ رب العلیٰ حضرت سیدی سید احمد کبیر رفاعی الحسینیؒ کی خاص اولاد سے ہیں۔ آپ کا مزار قندھار میں ہے آپ کا وہ چلہ جس جگہ آپ نے بارہ سال تک ریاضت کی ہے قلعہ دولت آباد میں ہے۔ آپ صاحب کشف وکرامات تھے آپ سلسلۂ رفاعیہ کی ترویج کی آپ سے دوسرے سلسلہ بھی ہیں آپ طریقت کے سمندر کے غواص تھے اور دین حقیقت کے اصل تھے اور آپ

PUNJGANJ HAZRATH SYED HAZRATH IBRAHIM

صاحبِ اولاد تھے۔

حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانیؒ : ذکر امام المتقین جدی سیدی سندی برگزیدہ یزدانی حضرت ضیاء الحق والدین سید شاہ ضیاء الدین بیابانی الحسینی الرفاعی قدس سرہ۔ آپ کا ایک خاص مقام تھا کہ آپ صاحب کرامات وخرق عادات سے تھے۔ سخت ریاضتیں اور کافی مجاہدات ملتان کے بیابان میں آپ نے کی ہیں۔ اور سلسلہ رفاعی آپ کو نسبی حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وغیرہ بھی رکھتے تھے۔ کتاب مطلوب الطالبین و بحر الانساب آپ کی تصانیف ہیں۔ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کی بہن فتح شاہ ماں صاحبہ آپ سے منسوب تھی آپ کو بیعت وارادت سانگڑے سلطان قدس سرہ سے تھی۔ حضرت شاہ منجلے چلہ دار قدس سرہ جو حضرت سانگڑے سلطان کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے حکم سے حضرت مخدوم ضیاء الدین الحسینی رفاعی بیابانی سے بیعت کی اور انہیں سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ کا مزار قصبۂ انبڑ میں فقر آباد کے بیابان میں آپ ہی کا بنایا ہوا ہے۔

حضرت مخدوم سید شاہ اشرف بیابانیؒ : زبدۃ السالکین دُر اسرار معانی حضرت مخدوم ضیاء الدین بیابانیؒ کے بڑے صاحبزادے اور آپ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کے بھانجے اور داماد ہیں۔ چنانچہ عفیفہ محترمہ سانگڑے سلطانؒ کی صاحبزادی حضرت بی بی ماں صاحبہ آپ سے منسوب ہیں۔ حضرت فتح شاہ ماں صاحبہ و بی بی ماں صاحبہ ہر دو موضع فقر آباد میں مدفون ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک دل کشا ہے اور آپ کے گنبد کی صفت یہ ہے کہ دیکھتے ہی دلوں میں سرور پیدا ہوتا ہے اور جنت کا قلعہ معلوم ہوتا ہے آپ کے گنبد کی کاریگری دکن میں بے نظیر ہے۔ کسی نے زبان ہندی میں اس کی تعریف یوں کی ہے۔

دیکھوں تا دین گنبد کرے گفتار آسمان سون کہ پانچوں کلس کے اوپر چندر آسماں سوں

اور گنبد سے متصل ایک نیم کا درخت تھا جس کی ٹہنی گنبد شریف پر سایہ ڈال رہی تھی اُس شاخ

کے پتے شہد و شکر کے مانند شیرین تھے۔ مخلوق آتی اور اُس کے پتے کھاتی اور میں احقر اپنی عمر کے سترہ سال تک وہ پتے کھاتا رہا اس کے بعد وہ درخت پُرانا ہونے کی وجہ سے خشک ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ احمد نگر کا بادشاہ سفر کے ارادے سے اُدھر روانہ ہوا اور مخدوم شاہ اشرف بیابانی قدس سرہ کی ملاقات کے ارادے سے آیا۔ آپ نے بادشاہ کو معہ اُس کے سپاہیوں اور خدام کے جو حاضر تھے۔ باوجود فقر و فاقہ اور آپ کا مسکن بیابان میں ہونے کے ضیافت کی اس روز سے مخلوق خدا کی زبان پر یہ جاری ہوا

شاہ اشرف بیابانی بھوکے کو بھوجن پیاسے کو پانی

آپ علم ظاہر و باطن کے عالم تھے اور بہت سے خرق و کرامات آپ سے ظاہر ہوئے۔

ایک دن میرے قبلہ گاہ یعنی اس فقیر کے والد سید شاہ امین بیابانیؒ اور چچا حضرت سید محمد احمد بیابانیؒ ہر دونوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جب کہ ہمارے دادا حضرت سید عبدالملک بیابانی نے فرمایا جو ہر دو حضرات مخدوم کی اولاد سے ہیں کہ حضرت کے مزار کی ایک اینٹ جو پُرانی تھی نکلنے سے اُن میں سوراخ ہوا ہم ہر دونوں نے سوراخ سے دیکھا کہ اُن کے کفن کا کپڑا تازہ تھا اور اُس پر ایک نورانی حلقہ جنت کا بنا ہوا تھا اور آپ کا سیدھا پاؤں کھڑا ہوا تھا۔ زمانہ حضرت سید اشرف ہمارے چچا کے زمانہ میں قریب دو سو سال کا فرق ہے۔ اُس کے بعد مزار کے سوراخ کو پتھر اور گچ سے بند کر دیا گیا ؎

مردان خدا خدا نباشد لیک ز خدا جدا نباشد

خدا کے دوست خدا نہیں ہوتے لیکن وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔

حضرت مخدوم نے زبان ہندی میں نوسر ہار و قصہ آخر الزماں وغیرہ تصنیف کی ہے۔ آپ سے بہت سے خرق عادات کرامات ظاہر ہوئے ہیں۔

حضرت سید شاہ محمد امین الدین بیابانیؒ : میرے والد کا ذکر جو بہر حاجت نصیر و معین حضرت شاہ محمد امین بیابانی الرفاعی ہیں۔

آپ عارف صاحب کمال اور صاحب حال و درد تھے۔ جب بہت زیادہ خوش ہوتے تو

PUNGANJ HAZRAT SYED WAJIH BIABANI

رو دیتے اور آنکھ سے آنسو رواں ہو جاتے۔ تکلیف اور پریشانی کے وقت ہنس دیتے۔ آخر وقت تمام رات بیدار تھے اور ذکر میں مشغول رہے اور روتے رہے اُس وقت اِس ذکر سے ذاکر رہے اللہ حاضر' اللہ ناظر' اللہ شاھد' اللہ معی' اللہ معی' اللہ معی کہتے ہیں کہ نظام الملک آصف جاہ نے شہر اورنگ آباد میں چھاؤنی کئے ہوئے تھے۔ اُس سال قحط پڑا کہ فی روپیہ چھ سیر جوار میسر نہ ہوئی۔ اتفاق سے شاہ موصوف کا نواب کی دیوڑھی کے سامنے سے گذر ہوا۔ جب کہ نواب شکار سے اپنے دولت خانہ کو واپس ہو رہے تھے سواری سے اُتر آئے۔ شاہ نے اُن کو سلام کیا۔ نواب نے مصافحہ کیا اور خیر و عافیت دریافت کی اور اپنے سامنے اپنے گھر کے اندر لے گئے اور دعا کی درخواست کی اور حکم دیا کہ ڈھائی سو روپے مدخیرات سے آپ کو دیئے جائیں۔ شاہ مرحوم نے فرمایا کہ ہم مدخیرات نہیں لیتے کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے۔ ہم سادات پر حرام ہے بلکہ ہمارے غلاموں پر بھی حرام ہے۔ نواب اس جواب سے بہت خوش ہوئے پس اندرون محل کی بیگم سے دو سو پچاس روپے قرضہ حسنہ حاصل کیا اور آپ کو دیا اور رخصت کیا۔

ماہ محرم میں میرے والد علم مبارک دیکھنے کے لئے گھر کے باہر نہ نکلتے تھے۔ وفات سے تین سال پہلے علم مبارک و تعزیہ کو دیکھنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے اور علم کو دیکھ کر اتنا روئے کہ بے ہوش ہو گئے اور تین دن تک زبان بند رہی۔ اور آپ کو گھر میں لائے اور تین دن کے بعد ہوش میں آئے کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا اور قدم بوس ہوا۔ آں حضرت نے فرمایا کہ تین دن تک تمہاری زبان بند رہے گی اور تین سال بعد تم ہماری مجلس میں شامل ہوں گے۔ اُسی طرح تین سال کے بعد انتقال فرما گئے۔

حضرت سید شاہ محمد احمد بیابانیؒ: آپ بزرگ' صاحب ریاضت و حق پرست تھے اور وہ مجھ عاصی کے حقیقی چچا تھے۔ آپ کی عمر (۱۰۰) سال تھی۔ آپ نے (۲۴) سال تک اپنا قدم گھر سے باہر نہیں نکالا۔ عید اور جمعہ اپنے گھر ہی میں ادا کرتے تھے۔ اور آپ کا اللہ پر توکل تھا۔ ایک روز قبلہ گاہی شاہ محمد امیر مرحوم اور برادر محترم

شاہ محمد افضل صاحب سید احمد صاحب کی خدمت میں حاضر تھے کہ عصر کی نماز کا وقت ہوا۔ اچانک فرض تکبیر کہی۔ اس کے بعد میرے چچا نے فرمایا کہ سن بلوغ سے آج تک اس مدت میں چار رکعت عصر کی سنت نماز میری کبھی فوت نہیں ہوئی اور حضرت قبلہ گاہی اُن کے مرید تھے اور وہ حقیقی بڑے بھائی تھے۔ اُن کی وفات کے وقت یہ عاصی موجود تھا کہ نماز ظہر بیٹھ کر پڑھی اور اپنی عادت کے موافق تلاوتِ قرآن فرمائی اور دونوں ہاتھوں سے دُعا مانگی اور فرمایا کہ ہم کو پلنگ یعنی چار پائی پر لٹادو اور آپ کے فرزند شاہ یٰسین تھے اور اُن سے کہا کہ تم اس وقت یٰسین پڑھو اور خود بذکر نفی واثبات کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی زندگی کی امانت کو سپرد کردیا اور دنیا سے رخصت ہوئے

سبک رواں بہ نہاں خانۂ عدم رفتہ　　بر آستانہ چو نعلین ماند قالبہا

عدم کے نہاں خانہ کو بہت آسانی سے چلے گئے جیسا کہ اپنے نعلین آستانہ پر چھوڑے جاتے ہیں اور ہر اک عزیزوں اور مریدوں کو مشکل پیش آئی۔ آپ کی قبر اور والد مرحوم یعنی سید محمد امین مرحوم کی قبر پر دو بھائی قرآن السعیدین (ہر دو نیکیوں کی یکجائی) فقر آباد میں حضرت مخدوم اشرف بیابانی الحسینی کے روضہ کے قریب ہے نیز آپ مرید اور خلیفہ حضرت شاہ برہان اللہ راز الٰہی کے تھے۔

حضرت سید شاہ افضل بیابانیؒ عرف شاہ صاحب:

ذکر حضرت برادر معظم ومحترم مرشدی سید شاہ افضل بیابانی المعروف شاہ صاحب علیہ الرحمہ قبلہ دین ودنیا کعبہ صورت ومعنیٰ عارف اکمل شاہ افضل، آپ صاحب تصرف باطن اور دل کے مالک تھے۔ آپ سے اکثر لوگ فیض یاب ہوئے ہیں اور بہت سے خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف تھے۔ فوائد وفضلیہ، شرح مراۃ العارفین، رسالہ بدان بشنو، معدن الجواہر منظوم درمناقب حضرت دوازدہ امام رضی اللہ عنہم ورسالہ وجودیہ، شرح نام حق، واقعات شاہی، تحفۃ الصالحین الی المشتاقین وشرح فتنۂ اکبر وغیرہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہیں اور اکثر مثنوی اور فصوص اور بعض اوقات اُلدا جم اور

لمعات وشرح جام جہاں نما کا درس دیتے اور اگر کوئی آپ کی مجلس میں دنیا کا ذکر کرتا تو آپ ناراض ہو جاتے۔

ایک روز حسن علی خاں حاکم راجبندری وغیرہ شاہ کی ملاقات کے لئے آئے اور بیٹھے اور اپنے مصاحبین کے ساتھ دنیا کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کی غیبت کرنے لگے اچانک شاہ کا مزاج بگڑا فرمایا کہ فقراء کے گھر میں اللہ اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے اور اگر دنیا کا ذکر مقصود ہو تو آپ کا دولت خانہ اس کے لئے موزوں ہے اس کے بعد جب کبھی حسن علی خاں آتے تو گفتگو میں احتیاط کرتے۔

راجبندری میں کاروبار کے زمانہ میں اس ذرہ گناہ گار نے سیر کے لئے سواری پر نکلا اور ایک جگہ رات کا ایک حصہ گذار کر واپس ہوا۔ میرا خدمت گار بخار کی وجہ سے کھانا پکا نہ سکا اور میں بھوکا تھا اور حضرت شاہ اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے اور سماع کی مجلس تھی میں حاضر ہو گیا اور رات کے دو پہر گذرنے کے بعد مجلس برخواست ہوئی تو شاہ نے فرمایا بابا فاضل آپ کچھ کھائے ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ بھوکا ہوں۔ فرمایا کہ مطبخ کی خبر لیں تو کسی نے آکر کہا کہ فقراء کا حصہ بھی ختم ہو چکا ہے تو آپ فکر مند ہوئے اور میں بھوکا اور پریشان اُس کے بعد فرمایا کہ انتظار کیجئے اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے تھوڑی دیر میں غیب سے آجائیگا۔ اچانک ایک گرم پلاؤ کا خوان روٹی کے ہمراہ جو فاتحہ نیاز حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کا تھا ایک شخص سر پر اٹھائے لے آیا۔ آن حضرت نے اللہ کا شکر بجالایا اور فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھاؤ۔ چار لوگ اس وقت حاضر تھے پیٹ بھر کر کھائے اس طرح کے واقعات کئی دفعہ تجربہ میں آئے۔

آپ کے کئی خلفاء ہیں۔ شاہ محمد صالح عرف میرن شاہ صاحب جوان کے حقیقی بھائی ہیں وشاہ غلام حسین عرف میاں اللہ وشاہ عبدالقادر نیلور مسرونہ پلی میں اور سید برہان الدین آپ کے عزیز اور عاصی فقیر سید فاضل شاہ غلام محی الدین قصبہ بیجانگر میں اور مسکین علی شاہ جو منصبدار تھے حضرت کی صحبت میں مرید ہوئے اور دنیا ترک کر دیا جن کا ظرف اعلیٰ تھا اس لئے دائمی خلافت سے مشرف کیا اور مشتاق علی شاہ علیہ الرحمہ والرضوان خلفاء ہوئے ہیں جو

مثل شاہ کلیم اللہ رحمۃ اللہ کے تھے۔

ایک دفعہ پانچ بیراگیوں کی جماعت آئی وہ بھی عبادت گذار تھے۔شاہ کی محبت میں تین ماہ راجبندری کے تکیہ میں جو گنگ کے کنارے تھا ٹھیرے رہے اتفاقاً قاضی محمد رفیع الدین قاضی القضاۃ سرکار راجبندری جو اللہ والے تھے شاہ کی خدمت میں تشریف لائے جبکہ مغرب کا وقت ہوا تو بیراگیوں نے ناقوس اور منجیرہ بجانا شروع کیا اور ارنی ہامی کہنے لگے اور اذاں کا وقت ہو گیا تو قاضی نے کہا کہ آپ خود اپنے آدمیوں کو بھیج کر منع کریں۔شاہ نے فرمایا کہ یہ مکان فقراء کا ہے اور اپنی زبان و دل سے خدا کی یاد کر رہے ہیں منع کرنا ضروری نہیں ہے۔

تو برائے وصل کردن آمدی　　نئے برائے فصل کردن آمدی

تو ملانے کے لئے آیا ہے نہ کہ جدا کرنے کے لئے

اس کہنے کے ساتھ ہی قاضی آبدیدہ ہوا اور رونے لگا اور آپ کے کہنے کا اُس کے دل پر اثر ہوا۔ کہتے ہیں کہ آپ کے مرض الموت کے وقت آپ نے کبھی اپنا پہلو زمین سے نہیں لگایا ٹیکے بیٹھتے تھے اور فرمایا کہ میں رضائے الٰہی سے راضی ہوں دنیا سے آسان جانا چاہتا ہوں۔ میری وفات کے بعد اگر میرا سونا اور چاندی برآمد ہو تو اُس سے مجھے داغ دیں وصیت فرمائی۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد قرض حسنہ سے تجہیز و تکفین کی گئی۔آخر وقت جب شدت سے سانس چلنے لگی تو فرمایا کہ حبس دم اور پاس انفاس اسوقت مفید ہے پس آپ نے حبس دم تخلیہ کیا اور پاس انفاس کا ذکر ہمیشہ کرتے رہتے تھے۔نیز یہ بھی فرمایا کہ ملک الموت مجھ سے پوچھ کر روح قبض کریں گے۔بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۹۳ھ زندگی کی امانت واپس کر دی۔ نیز حضرت مرشدی تمام عمر میں جب بھی بیمار ہوتے تو دوا استعمال نہ کرتے اور فرماتے منہ داء ومنہ شفاء۔اُسی کی طرف سے مرض ہے اور اُسی ہی کی طرف سے شفا ہے اور خود بخود اچھے ہو جاتے اور مرض الموت میں لوگوں نے جبراً آپ کو دوا معالجہ کے لئے مجبور کیا تو فرمایا کہ میری موت قریب آ گئی ہے آپ کی عمر (۸۶) برس تھی۔میرے مرشد شیخن صاحب کے خلفاء سے بھی تھے۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانیؒ

یہ فقیر کثیر التقصیر سید فاضل اس کتاب پنج گنج کا مصنف ہے جو حضرت مخدوم ضیاء الدین بیابانی الرفاعی الحسینی کی اولاد سے ہے۔ ہمارا جدی نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

فقیر عاصی سید فاضل بن سید امین بن سید فاضل بن سید عبدالملک بن سید اشرف بن سید ضیاء الدین بن سید عبدالکریم بن سید عبدالرشید بن سید عبدالرحیم بن سید عبدالجلیل بن سید عبدالرحیم بن سید شمس الدین بن سید یوسف بن سید نجم الدین بن سید یعقوب بن سید اسحاق بن سلطان العارفین حضرت سیدنا احمد کبیر الرفاعی الحسینی الکاظمی معشوق اللہ بن سید ابوالحسن علی الملکی بن سید یحییٰ بن سید ثابت بن سید حازم بن سید علی بن سید حسن بن سید محمد مہدی بن سید محمد بن سید حسین بن سید موسیٰ الثانی بن سید ابراہیم المجاب بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہداء امام حسین بن فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میں ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پایا اورنگ آباد میں بھی طالبِ علم کی حیثیت سے رہا۔ لیکن والد ماجد کے انتقال کے سبب اخی معظم و محترم نے راجبندری کا ارادہ کیا اور میں بھی برادر محترم کے ساتھ شہر حیدرآباد گیا۔ برادر معظم کو رخصت کرنے کے بعد میں حیدرآباد میں مقیم رہا اور تعلیم میں سرگرم و مشغول رہا۔ اُسی زمانہ میں حضرت سید قطب عالم صاحب بخاری مفتی بلدہ حیدرآباد کی پوتری شہزادی بی بی کی نسبت مجھ سے ہوئی۔ اخی محترم کی اجازت کے بعد رسم مناکحت ادا ہوئی۔ چند دنوں بعد مفتی بلدہ نے قضات ورنگل مع چار قصبے جاگیر مشروط الخدمت اجراء کروا کر مجھے ورنگل روانہ کیا۔ معہ اہل و عیال کے میں خود علاقہ جاگیر میں قیام کیا۔

میں ابتدائے عمر ہی سے روزگار سے لگا رہا اور بہت سارے قصبات کو دیکھا میں نے ایک مدت تک میر خلیل خاں مرحوم راجبندری کے پاس باوقار منصب پر تھا۔ اس کے بعد

جذبۂ الٰہی سے ملازمت ترک کر کے برادر محترم کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد تبلیغی سفر پر روانہ ہوا۔ قصبات، دیہات و تعلقات میں تبلیغ کرتے ہوئے ایک مدت کے بعد قاضی پیٹ پہنچا ۱۱۷۴ھ میں میرے مرشد کی وفات سے (۱۲) سال پہلے ورنگل سے راجیند ری روانہ ہوا۔ چونکہ میرے آنے کی خبر شاہ کو ہو چکی تھی اپنے صاحبزادے سید غلام میر کو میرے استقبال کے لئے بھیجا اور خود خانقاہ میں آ کر میرے انتظار میں ایک عرصہ تک بیٹھے رہے جب میں آیا تو قدم بوسی کا شرف حاصل کیا میرے سر کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا

لاکھ آنے سوں تجکو کیا حاصل　　اک آنا تیرا کفایت ہے

دو ہفتے کے بعد اپنی کلاہ و دستار مبارک اور خلافت نامہ بمہر دستخط خاص مرحمت فرمائی اور اذکار و اشغال کی تلقین فرمائی ہر ایک شغل کی وجہ بھی بیان فرمائی تا کہ اُس کی صورت کو دل میں بساؤں میں نے آپ کے سامنے دہرایا، دوبارہ اُس نقش کو آپ کے سامنے اپنے دل میں بسایا اور فرمایا کہ مرید کی تلقین ناچنے کی طرح ہے جیسا کہ نچانے والا ناچ سکھاتا ہے اس کے بعد واپس ہو گئے۔ ایک مدت کے بعد اخی معظم و محترم کے رحلت کی خبر سُنی گئی پھر ورنگل سے راجیند ری پہنچا اس کے بعد خانقاہ کا تکیہ جو شہر راجیند ری میں دریائے گنگ کے کنارے واقع ہے وہاں حضرت مرشدی و مولائی کا مقبرہ ہے جو جنت کے قطعہ کے مشابہہ ہے وہاں چلہ کشی کرنے کا اتفاق ہوا۔ بین القبلتین بیٹھا تھا چونکہ دریائے گنگ قبلہ کی طرف واقع ہے اور میں قبر کے پیچھے تھا۔ جلالی عمل کے شرایط کے مطابق ترک حیوانات کر کے میں مقید ہو گیا۔ چالیس روز کے چلہ کے پہلے دہ میں حروف تہجی مع اسماء موکل کی نصاب کے مطابق زکوٰۃ ادا کیا۔ اس کے بعد اسماء عظام میں سے اسمِ متوسط پڑھنے کے لئے اس کی زکوٰۃ و نصاب و دور مدور قفل وغیرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ہر روز پڑھنے کے وقت ایک بیٹھک میں بید کی چھڑی سے حصار باندھتا۔ دسویں دن عین پڑھتے وقت دیکھا کہ ایک چوہا میرے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور میں اپنی چھڑی سے اُس کو ہوشیار کیا دیکھا کہ وہ چوہا ایک بڑا سانپ بن گیا اور اُس کی دو مُنہ تھے۔ اُس کیفیت پر میرے بدن میں لرزہ طاری ہو گیا لیکن میرے ہاتھ میں تسبیح تھی اور میں

پڑھنے میں مصروف ہوگیا۔ اس کے بعد وہ سانپ غائب ہوگیا دروازہ کے سوراخ سے چلا گیا اور مجھ پر شدت کا بخار طاری ہوگیا۔ جب میں اسماء کے پڑھنے سے فارغ ہوگیا تو اس حالت میں دیوار کو ٹیکہ لگا کر بیٹھ گیا۔ میری حالت بیداری کی تھی نہ نیند کی۔ بیداری اور نیند کے درمیان غنودگی میں تھا دیکھا کہ ایک تخت فضاء سے میرے سامنے آیا۔ اُس پر ایک بزرگ اولیائے مشائخ سے دیگر تین افراد کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے میں اُٹھ کر سلام کیا۔ تو انہوں نے دریافت کیا کہ سید فاضل برادر شاہ افضل عرف شاہ جی تم ہی ہو میں نے کہا جی ہاں میں اُن کی درگاہ کا غلام ہوں۔ فرمایا کہ تمہارا چلہ مقبول ہوا۔ دل میں کوئی خوف و ہراس نہ لاؤ تو مجھ پر جو گذری تھی بیان کیا۔ فرمایا کہ پانچ اسماء کا ورد کرو میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد اپنی زبان مبارک سے پانچ اسماء کی تلقین فرمائی۔ پھر فرمایا کہ فی الحال موکلانِ اسفل آپ سے دریافت کریں گے اور میں جملہ موکلان اسفل میں سے اعلیٰ قسم موکلوں کا قبضہ میں کرلیا ہوں کہ میرے مریدوں اور طالبوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس کے بعد میں اُن میں سے ایک سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ مشائخ کون ہیں تو وہ شخص نے کہا کہ حضرت محمد غوث گوالیری ہیں اُس کے بعد میں اُٹھ کر اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ وہ حضرت میرے سر پر اپنے دو ہاتھ رکھ دیئے اور فرمایا کہ تم اطمینان سے رہو اس کے بعد وہ تحت فضاء میں اُڑا اور چلا گیا۔ اس کے بعد میرا دل مطمئن ہوگیا اور بخار کی شدت کم ہوگئی۔

مجھ عاصی کو سیدی و مولائی سید معین الدین قادری سے بھی فیض حاصل ہوا۔ دوگانہ حضرت محبوب سبحانیؒ و قصیدہ حضرت غوث الاعظمؒ جو سقانی الحب والا ہے اور مسبعات عشر ان ہی بزرگ سے اجازت ملی ہے اور مجھ کو اپنے پاس بلوایا اور خلافتِ قادریہ اور اپنے ہاتھ سے اپنا جُبہ و دستار و ٹوپی جو سید محی الدین عرف شاہ میراں صاحب کی جو آپ کے والد سے ملے تھے مجھے عطا کیا مسماۃ شہزادی بی بی امۃ الخیر فاطمہ جو اس گنہ گار کی اہلیہ ہیں سید سعید الدین صاحب کی بھانجی ہوتی ہیں۔

یہ گنہ گار دوگانہ حضرت محبوب سبحانیؒ دو قرن (۲۴) سال سے زیادہ مسلسل پڑھتا رہا کہ

(۲۴) سال میں کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ اس گنہ گار کی غلامی اور بندگی بارگاہ شہنشاہی جناب غوث اعظمؓ میں قبول ہوئی۔

ایک وقت سپاہ گری کی ملازمت کے زمانہ میں میر خلیل خاں صاحب مرحوم کی رفاقت میں جو حاکم ایلورو راجیندری نظام الملک آصف جاہ کے دور میں تھے اور تعلقہ ضامنی کا زمین دار بولورام ریڈی کا مجھ سے تعلق رکھتا تھا اور مرشدی حضرت شاہ افضل صاحب قدس سرہ قبلہ چلہ کشی کے لئے گئے اُس اثناء میں مرزا حسن علی وقایعہ جو آخر میں راجیندری کے حکم بنگئے۔ وقایع نگاری کے زمانہ میں خان مرحوم کے مصاحب تھے چاہا کہ تعلقہ ضامنی کو محمد علی کے نام جو قاضی کے فرزند تھے عطا کریں۔ خاں مرحوم کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے قبول کیا۔ اتفاقاً مرزا حسن علی نے دستخط کرانے کے سوال لکھ کر تیار رکھا۔ جب خاں مرحوم اندرون قلعہ راجیندری کی ایک نئی تعمیر شدہ عمارت کے دیوان خانہ میں جو دریائے گنگ کے کنارے واقع ہے۔ تشریف لائے اور بیٹھے۔ یک بیک ابر آسمان پر نمودار ہوا اور ہوا اور پانی اور بگولہ آسمان سے ظاہر ہوئے اُن کاغذوں میں سے ایک کاغذ جس پر سوال تھا اُڑا اور دریائے گنگ کے اندر چلا گیا اور نظر نہ آیا اور باقی کاغذات وہیں رہ گئے چونکہ خان موصوف اہل اللہ سے اور صاحب حال وظاہر و باطن تھے فرمایا کہ مرزا حسن علی تو دیکھا کہ خدا نہیں چاہتا ہے کہ سوال کا علم ہو اور اُس پر دستخط کرے۔ معلوم ہوا کہ محمد فاضل کا نصیبہ زبردست ہے اور خوش ہوئے اور پاندان طلب کئے اور پاندان کا بیڑا مجھے دیئے اور اُسی وقت تعلقہ کو چلے گئے۔ جب میں گھر یعنی خانقاہ کے تکیہ مرشدی آیا اور بعد ادائی نماز دوگانہ مغرب قطب کی طرف مُنہ کر کے بیٹھا۔ تھوڑی دیر میں غنودگی طاری ہوئی جس سے میرے ہوش وحواس جاتے رہے بلکہ بیداری غالب تھی۔ نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا خواب میں دیکھا کہ دو شخص مجھے کھینچ کر لے جارہے ہیں پوچھا اور گفتگو کی کہ کہاں لے جارہے ہیں تو کہا کہ شہنشاہ کے پاس بموجب حکم لے جارہے ہیں۔ آخر ہم کو لے گئے دیکھا کہ عظیم الشان دربار ہے میں حیران ہوگیا اس کے بعد دروازے سے اندار گیا دیکھا کہ ایک مجلس میں جس میں عرب وعجم کے

بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے سلام علیک کہا صف کے نچلے حصہ میں بیٹھ گیا اُن میں سے ایک بزرگ سے میں نے پوچھا کہ مجھے کس لئے طلب کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے معلوم نہیں لیکن تمہارے آنے کی اطلاع شہنشاہ کو ہو چکی ہے دیکھنا چاہئے کہ کیا حکم ملتا ہے۔ میں گھبرایا اور میرا دل رنجیدہ ہوا کہ کہیں غضب کا حکم نہ ہو کیا کروں، اچانک دو آدمی شہنشاہ کے مکان کے دروازے سے باہر آئے۔ میں پوچھا کہ شہنشاہ کا نام کیا ہے کہا کہ سلطان الاولیاء محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ جب دو فقیر میرے قریب آئے تو میں اُٹھ کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ تمہارے نسبت یہ حکم ہوا ہے کہ تمہاری نیاز قبول ہو چکی ہے میں منتظر ہوں کہ اب تک کیوں ادا نہیں کئے۔ میں جواب دیا بالراس والعین سر اور آنکھوں سے اسی وقت ادا کروں گا۔ اس کے بعد میں کیا چاہتا ہوں کہ حضرت کے روبرو آ کر سجدہ کروں کہا کہ ہم میں اس کی ہمت نہیں ہے کہ ہم تم کو اُنکے روبرو لے جائیں مگر یہ کہ ہم معروضہ پیش کر دیں، میں نے کہا عرض کیجئے۔ پردہ جو مخملی بوٹہ دار تھا اس کے اندر جا کر ہر دو نے عرض کیا تو آں حضرت نے فرمایا کہ کہو کہ ہمارے پاس تم مقبول ہو اور دوگانہ ہمیشہ ادا کرتے رہو اور اُسوقت شہاب الدین سہروردیؒ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ خلوت میں گفتگو کر رہے تھے جب اس حالت میں مجھے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ میں اصلی حالت میں قطب رویہ ہوں۔ سجدہ کیا اور اُٹھ گیا نیاز کے ادا کرنے میں مصروف ہو گیا اور ادا کر دیا اس دوگانہ کی برکت سے بارہا مجھ پر شہنشاہی جناب اعظم کے دربار سے فضل وعنایات ہوتے ہیں اور اس گناہ گار کو شاہ مجد الدین صاحب خلیفہ حضرت شیخ احمد شطاری صاحب سے بہت سا فیض اور اجازت حاصل ہوئی۔

حضرت سید شاہ یٰسین بیابانیؒ: آپ کے اوقات تعریف کے قابل ہیں میرے حقیقی چچا ہیں آپ برہان رازِ الٰہی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ صاحب ریاضت وعبادات اور شب بیدار تھے۔ کہتے ہیں کہ سید یٰسین اپنے شیخ کے حجرہ کے متصل ریاضت کرتے تھے۔ برہان پور میں آہو باغ جا کر آخری شب میں ذکر جلی کیا

کرتے۔ باغ کے باغبان اور نگہبان شیر کی آواز سمجھ کر باغ میں نہیں جاتے ایسے وقت میں جبکہ درختوں پر پھل اور پھول پختہ ہو رہے تھے۔ اس کی اطلاع بہادر شاہ کو دی گئی۔ شاہ نے حکم دیا کہ چار دلیر سپاہی جائیں اور شیر کے آنے پر اس کا شکار کریں۔ مقررہ سپاہی ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ وقت معینہ پر خود شاہ یٰسین صاحب باغ میں آئے اور پانی کے کنارے بیٹھ کر یادِ حق میں مشغول ہو گئے۔ جب ذکر جلی کی آواز بلند ہوئی تو مقررہ سپاہیوں نے آ کر دیکھا کہ آدمی کی آواز ہے۔ اور وہ درویش ہیں۔ ذکر کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ سید یٰسین اُس جگہ سے اُٹھ گئے اور خانقاہ رازِ الٰہی کے کمرہ میں چلے گئے۔ سپاہی پیچھے سے آئے دیکھے اور چلے گئے۔ بہادر شاہ سے عرض کیا۔ دو روز بعد بہادر شاہ شاہ برہان رازِ الٰہی کے پاس آئے اور کیفیت بیان کی اور اجازت چاہی اور سید یٰسین کے پاس آئے احوال دریافت کئے اور آپ کے خرچ کے لئے زمین دینے کی خواہش کی سید یٰسین نے جواب دیا کہ میرے یعنی شاہ برہان رازِ الٰہی نے مجھے نعمت عطا فرمائی ہے کہ زمین کے ہدیہ کی محتاجی نہیں ہے۔

حضرت سید جمال الدین البحرؒ معشوق ربانی: آپ سید السادات جمال الدین البحرؒ معشوق ربانی ثانی ہیں۔ آپ حضرت محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ آپ صاحب خرق عادات و کرامات تھے۔ مجاہدات و ریاضت کثرت سے کرتے۔ اکثر اوقات آپ فقراء کی برادری میں گذارتے تھے۔ آپ کے معتقد آپ کو معشوق ربانی ثانی کہتے ہیں۔ آپ کا مزار متصل قلعہ ورنگل ہے۔ بجائے قاضی پور کے اُس موضع کا نام عرس ہے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپ باہمت اور محبت والے تھے۔ شاہ کلیم اللہ نامی بزرگ نے یہ فرمایا ہے کہ حضرت سید جمال البحر و شاہ کمال صاحب ہر دو برادران تھے۔ ایک سید جمال البحر موضع عرس میں موجود ہیں اور وہ صاحب اولاد تھے اور شاہ کمال لاولد تھے۔ عرس سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر متصل بکر پلی نامی موضع میں مدفون ہیں۔ حقیقی بھائی تھے یا پیر بھائی۔

اس مقام کو قاضی پور اس وجہ سے کہتے ہیں کہ غیاث الدین تغلق ثانی دہلی سے بنگال

آتے ہوئے اُس طرف سے قلعہ ورنگل کو پہنچا اُس جگہ پرتاپ نامی زمیندار رہتا تھا کہ صوبہ بھاگ نگر وغیرہ اس کی حکمرانی کے تحت تھے۔ بادشاہ کا لشکر آٹھ سال تک ورنگل قلعہ پر حملہ کرتے رہے۔ آخر قلعہ فتح کیا اور پرتاب کو گرفتار کیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ اب تک اُس کی اولاد دیوگیری چاندہ میں ہے اور بادشاہ کا تالاب سابق سے اُس کا ذاتی تھا۔ دھرماراؤ کا راج تھا کہ تالاب سے متصل دھرماراؤ پیٹھ موضع آباد کیا اور زمین دار تھا۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو بھی بادشاہ کے لشکر کے ساتھ قاضی ضیاء الدین سنائی جو مجتہد سنائی کے پوتے تھے جو بادشاہ کے لشکر کے شیخ الاسلام تھے۔ اُس مقام پر جنگ میں فوت ہوئے اسی وجہ سے اس مقام کو قاضی پور کہا جاتا ہے کہ ضیاء الدین سنائی کی وفات کے بعد چند روز کے لئے وہاں سپرد خاک کیا گیا اس کے بعد ان کی لاش کو روضہ بالا گھاٹ دولت آباد لے جائی گئی۔ جہاں اُن کو خاک میں محفوظ کیا گیا تھا اب تک موضع قاضی پور میں گنبد بنی ہوئی ہے۔ اُس وقت سے آج تک مجاور اور خادم وہاں مقرر ہیں۔ بہت سارے اولیاء جو بادشاہ کے لشکر میں موجود تھے وہاں شہید ہوئے اور بعض طبعی موت سے انتقال کر گئے اور قلعہ کے اطراف مدفون ہیں۔ چنانچہ مقبرہ جان پاک شہیدؒ شاہ جنید صاحبؒ و شاہ معلیٰ صاحبؒ پیر قاسم و پیر بڈھنؒ اور قلعہ کے اطراف کا حصہ گنج شہیداں کہلاتا ہے۔ قلعہ ورنگل کے تین درجہ ہیں اور اندرون قلعہ کے تیسرے حصہ میں (۱۹) دیہات آباد ہیں۔ دوسرے دروازے کی وسعت جو اُس کے مقابل ہے پانچ میل زنجیری فاصلہ پر ہے اور قلعہ کے اطراف و اکناف میں بہت سارے خزانے اور دفینہ موجود ہیں۔

حضرت میراں سید حسین بغدادیؒ: مقبول کونین حضرت میراں سید حُسین بغدادیؒ آپ حضرت محبوب سبحانیؒ کی اولاد سے ہیں آپ کے بعد دو پشت تک آپ کے صاحبزادے سجادہ رہے اُن کے دو پشت بعد عرس میں شرکت کے لئے بغداد سے آتے تھے آپ کی اولاد دکن کے مشاہیر مقام میں سے ہیں جیسے سید حضرت قادری سید محی الدین احمد قادری قدس سرہٗ اکثر سیدی سندی سید قطب عالم صاحب، سید شاہ

حضرت قادری کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں اگر کوئی غوث الصمدانیؒ کا جمال مبارک دیکھنا چاہتا ہے تو چاہئے کہ شاہ حضرت قادریؒ کو دیکھے۔ اُن کا تفصیلی بیان آخری حصہ میں بیان کئے جائیں گے۔ مقبرہ شریف میراں حسین بغدادؒ کا بھاگ نگر (حیدرآباد) میں مشہور ہے جو متصل قلعہ محمد نگر لنگر حوض ہے۔ میراں سید حسین بغدادی اور سید جمال البحر معشوق ربانی ثانی ورنگل میں ہیں ہم زمانہ ہیں۔ ہردو کے درمیان ایک مقام سے دوسرے مقام خط وکتابت جاری تھی۔

حضرت شاہ امین الدین اعلیٰؒ آپ سرچشمۂ ولی شاہ امین الدین اعلیٰ فضل وکمال والے تھے۔ اکثر خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک وقت بادشاہ عالمگیر تمام لوگوں کو نماز کے لئے پابند کیا تو آپ نے اپنا مصلی پانی پر بچھا کر نماز ادا کی۔ اُن تمام لوگوں میں کسی کو یہ طاقت نہیں تھی کہ اُن تک پہنچے۔ آپ ہمیشہ سنتے اور وجد وذوق کا حال آپ میں پیدا ہوتا اور آپ واجب اور ممکن کے درجوں کو بیان کرتے۔ شاہ اپنے مرید کے معترف تھے اُس نے اپنے نفس کو پہچانا پس اپنے رب کو پہچانا۔ پانچ جہتوں سے اُن کو مَن عرف پڑھتے ہوئے سنائی دیتا تھا۔ وہ بھی شاہ امین الدین صاحب کی اولاد سے تھے اور وہ صاحب ظاہر وباطن تھے۔ علی پیر صاحب قصبۂ اشٹی میں تھے اور میں عاصی کمتر مرشدی شاہ افضل صاحب کے ساتھ اُن کی ملاقات کیا۔ تصوف کا وہ رسالہ جو اعلیٰ پیر صاحب نے لکھا تھا حضرت شاہ افضل صاحب کو دے کر یہ فرمایا کہ اس میں اگر کوئی غلطی ہو تو اصلاح فرمائیں شاہ امین الدین صاحب کا مقبرہ بیجاپور میں ہے۔

حضرت جان اللہ شاہ صاحبؒ: آپ کا سلسلہ قادریہ تھا۔ آپ صاحب خرق وکرامات اور صاحب دعوت تھے۔ اتفاقاً راجہ سیوکا جس کا دادا راجہ ساہو تھا آپ کا دشمن تھا۔ جالنہ پور کو آیا اور لوٹا لوگوں نے اپنا مال سب جمع رکے شیخ کی خانقاہ کی باؤلی میں خود ڈال دیا تاکہ دشمن کے شر سے محفوظ رہیں۔ جب شقی دشمن شیخ کی خانقاہ کو آکر اموال باؤلی سے برآمد کیا۔ شیخ اور فقراء کو اذیت دیا اور تین دن تک قید میں رکھا جس

روز کوچ کر رہا تھا شیخ کے دونوں ہاتھ باندھ کر تین میل تک گھوڑے کے سامنے دوڑایا اس کے بعد شیخ کو چھوڑ دیا۔ شیخ نے کہا تو نے مجھے تین میل تک دوڑایا پس تو بھی تین روز سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا۔ آپ اپنی خانقاہ کے اندر آ کر حجرہ کا دروازہ بند کر لیا اور تین دن تک بیٹھے رہے۔ تین دن کے بعد کمرہ سے باہر آئے اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کافر مارا گیا۔ جب تحقیق کی گئی تو ویسا ہی ہوا۔ شیخ اصل میں ہندو قوم کھتری سے تھے اور اُن کے بھائی کا نام شاہ فتح اللہ تھا اور دونوں بھی اسلام سے مشرف ہوئے اور قصبۂ جالنہ پورا نہیں کے نام سے ہے۔ شاہ جان اللہ شاہ امین الدین اعلیٰ و شاہ برہان الدین الٰہی قدس سرہم کے ہم عصر تھے۔ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بارہا جان اللہ شاہ قدس سرہ کی مجلس میں تشریف لے جاتے تھے اور اُن کو کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کے روضہ کے خادم اور مجاور سات سو سے زیادہ ہیں۔

حضرت شاہ برہان رازِ الٰہیؒ: آپ سالار قافلہ لامتناہی شاہ برہان رازِ الٰہی۔ آپ شاہ عیسیٰ جنید اللہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے مجاہدات اور ریاضات بے حد ہیں۔ صاحب خرق و کرامات تھے۔ ظاہر و باطن میں آمنت باللہ کی شرح تھے۔ وصیت نامہ ملفوظ تصوف میں اور ثمرات الطیابات مقولوں میں آپ کی لکھی ہوئی ہیں۔ سید عاقل خاں جو آپ کے مرید ہیں انہوں نے جمع کیا۔ مشہور ہے کہ حضرت سید میسین بیابانی و حضرت سید محمد احمد بیابانی آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ یہ ہر دو صاحبان اس گناہ گار فقیر کے حقیقی چچا ہوتے ہیں۔ شاہ عالم بہادر شاہ اپنے شہزادگی کے زمانہ میں آپ سے کمال درجہ رسوخ و اعتقاد رکھتا تھا۔

ایک روز ایک درویش سیاح جو صاحب کمال تھے شاہ عیسیٰ جنید اللہ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ اُس وقت شاہ برہان رازِ الٰہی مور چل سے پنکھا جھیل رہے تھے۔ درویش نے حقیقت کا مشاہدہ کر کے کہا کہ ایک مٹی کے پُتلے پر نورانی پُتلا مکھیوں کو اُڑا رہا ہے حیرت پر حیرت ہے۔ اس کے بعد شاہ جنید اللہ نے کہا کہ اس خاکی کی وجہ سے نورانی بنا ہے۔

ایک روز شاہ برہان رازِ الٰہی سخت فاقہ میں مبتلا تھے کہ فرمایا درویش گیہوں اور جوار کے

دانے جو کھیت میں گرے ہوئے ہیں اور غلہ فروشوں کے بازار میں گرے ہوئے ہیں دانہ دانہ چن کر لائیں اور مالی جوتر کاری فروخت کر کے گھر جاتے ہیں تو زمین پر جو گر پڑتے ہیں تو اُن کو اٹھا کر لائیں اور اُن کو ایک جگہ پکائیں اُن میں تھوڑے بے نمک کے دیگ میں ڈال کر جوش دیں اور خانقاہ کے درویشوں میں تقسیم کریں اور خود بھی ایک پیالہ افطار میں تناول تناول فرمائیں۔ فقراء اُس گھر سے سوال کے لئے باہر نہ نکلتے اللہ پر توکل کئے ہوئے تھے۔ حضرت رازالٰہی کے چار خلفاء سید احمد نامی تھے۔ ایک سید احمد گجراتی دوسرے سید احمد ایلچپوری، تیسرے سید احمد کالیسری، چوتھے سید احمد بیابانی انبڑی جو اس عاصی کے چچا ہوتے ہیں۔ شیخ باب فتح محمد محدث مصنف مفتاح الصلوٰۃ وغیرہ کتب جن کے ملک عرب میں ہزاروں شاگرد ہیں۔ شاہ عیسیٰ جنید اللہ کے فرزند تھے۔ حضرت شیخ شہاب الدین صاحب کمال ولی وقت آپ کے فرزند تھے جو میاں صاحب سے مشہور تھے۔ اُس زمانہ میں شاہ کریم اللہ صاحب شاہ برہان رازالٰہی کے پوترے ان کی ذات آفتاب کے مانند تھے ان سے بہت سارے صوفی فیض یاب ہوئے ہیں۔

ایک روز میر نصر الدین صاحب کی زبان سے سنا گیا جو بزرگ زادگان برہان پور ہیں کہ محمد انور خاں کی حقیقی بہن اور نواسی عبدالستار صاحب کی جن کے برادر بابا فتح محمد محدث عشاۃ ہیں محمد انور خاں صاحب کے انتقال کے بعد حج کے لئے تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنایا۔ شریف مدینہ اس تعلق سے کہ بابا فتح محمد محدث مدینہ منورہ میں درس دیتے تھے جن کا نام عرب میں مشہور ہے شفقت اور محبت سے پیش آئے۔ چونکہ جن محترمہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب انتقال کر گئیں تو جنت البقیع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے روضہ مبارک سے چالیس گز کی دوری پر شریف مدینہ نے دفن کی اجازت دی پس اُس ضعیفہ کی خوش نصیبی ہے کہ ایسی قبولت کا درجہ پائیں۔

اگر بادشاہ بر در پیر زن　　نشیند تو نوائے خواجہ سلب مکن

اگر کوئی بادشاہ ضعیف بوڑھی کے در پر بیٹھے تو خواجہ کی صدا سلب نہ کرے

فصل سوم

درذکراولیائے دکن

PUNJGANJ CHARITABLE STUDENT FAIZ LIBRARY

حضرت شیخن احمد صاحبؒ: مقبول بارگاہ محمدیؐ حضرت شیخن احمدیؒ آپ سید احمد گجراتی کے مرید ہیں جو شاہ برہان راز الٰہیؒ کے مرید تھے۔ آپ صاحب عالی مقام تھے اور قطب وقت تھے۔ سلسلۂ شطاریہ سے تھے۔ اس کے علاوہ چار اور سلسلوں کے اجازت یافتہ تھے۔ آپ صاحبِ خرق وکرامات تھے۔ جس میں آپ کا کوئی ہم عصر نہیں تھا۔ آپ کے عزیز واقارب اورنگ آباد میں تھے۔ آپ کے مرشد سید احمد گجراتی احمد نگر میں رہتے تھے۔ اُس وقت آپ کے پاس فصوص الحکم کا درس لیا کرتے تھے۔ ایک ہفتہ میں چار سبق مقرر تھے۔ ایک روز احمد نگر جاتے اور دوسرے روز اپنے مکان میں سبق یاد کرنے آتے اورنگ آباد احمد نگر سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک مدت تک اسی قسم کی آمد ورفت کی مداومت کی اور فقر وفاقہ اور توکل پر گذر بسر کرتے۔ اگر کوئی غریب یا تونگر دعوت دیتا تو آپ قبول کرتے۔ صاحب دعوت کی خواہش پر فقراء کے ہمراہ تشریف لے جاتے اور اُن فقراء سے فرماتے آج اپنے نفس کو پیٹ بھر کھلاؤ تاکہ دوسرے دن کوئی خواہش نہ کرے۔

کہا جاتا ہے کہ اتفاقاً ایک روز فقراء کی جماعت کے ہمراہ ایک دعوت میں گئے ہوئے تھے اور وہاں سے واپس آرہے تھے آپ کی عادت تھی کہ آپ بہت تیز قدم چلتے کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی آپ کے برابر نہیں چل سکتا تھا۔ ایک آوارہ شخص جو دہلی کا رہنے والا تھا اس غرض سے آیا کہ فقیر شیخن صاحب کی آزمائش کریں۔ دعوت سے واپس لوٹے ہوئے تیز

گام تنہا جارہے تھے اور آپ کے ساتھی آپ کے پیچھے بہت دور تھے۔ جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے وہ آپ کے پیچھے آکر آپ کی گردن اور پشت پر سلاخ سے مارا کہ آپ بیتاب ہوگئے۔ اس کے بعد وہ شخص نے کہا ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کے ہاتھ پر زخم آجائے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے اور کہا جو لوگ پیچھے آرہے ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے تکلیف پہنچائیں۔ اس لئے فوری چلا جا۔ دوسرے وقت وہ شخص آیا اور میرے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں دہلی سے آپ کی آزمائش کے لئے آیا اور آپ کو موافق پایا جیسا کہ سنا تھا وہ شخص وہاں سے گیا اور دوسرے روز حضرت کی خدمت میں آیا۔ اُس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ میرے نفس میں زیادہ غرور آگیا تھا اس شخص کا احسان ہے کہ واقعی اس نے تنبیہہ کی وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور آپ کے سلسلۂ غلامی میں داخل ہوگیا۔

شاہ محمد صالح جو آپ کے فقیر اور خلیفہ تھے جو شہر دہلی میں رہتے تھے بادشاہ محمد شاہ اُن کے پاس آیا کرتے۔ حضرت شیخن احمد صاحب کی تعریف سن کر ایک اشتیاق کا خط لکھا کہ اگر آپ دہلی قدم رنجہ فرمائیں تو میں آپ کی دست بوسی سے مشرف ہوں گا۔ ایک ہندو کے ہمراہ سات ہزار روپے براہ سفر خرچ بھیجا۔ شیخ نے جواب میں لکھا کہ میں توکل کی مہندی پاؤں میں لگا بیٹھا ہوں میرا آنا ممکن نہیں۔ حاضرین مجلس نے کہا کہ سات ہزار روپے لے لیجئے تو فرمایا کہ سات ہزار روپے برائے سفر خرچ بھیجے گئے ہیں جب مجھ سے جانا نہیں ہوتا تو کیوں کر لے سکتا ہوں۔

آپ کے خلفاء کامل تھے۔ چنانچہ شاہ مجد الدین صاحب، سید خواجہ صاحب و شاہ غلام حسین صاحب فرزند کلاں و شاہ غلام سجاد صاحب و شاہ ابن صاحب فرزندان خورد و شاہ معین الدین صاحب، محمد پناہ عرف اچھو صاحب آپ کے بھتیجے اور حضرت سید شاہ افضل صاحب اس گناہ گار کے مرشد شاہ عطاء اللہ صاحب بنگلوری و حضرت سید شہاب الدین صاحب فرزند سید احمد گجراتی و سید شاہ وجیہہ الدین صاحب اور اُن کے بیٹے سید مراد صاحب و میر محمد شاہ صاحب بھانجے اچھو صاحب و شاہ فیض مآب صاحب و شاہ فخر الدین صاحب یہ سب مشہور خلفاء سے ہیں ان کے سوا دوسرے بھی خلافت سے مشرف ہوئے ہیں۔

جس دن کہ شاہ افضل صاحب مرید ہوئے اُس روز حضرت شیخن احمد صاحب نے فرمایا کہ سید یٰسین وسید احمد مرحومین کا بھتیجا میرے پاس آیا اور بیعت سے مشرف ہوا۔ مجھے اس وجہ سے فخر ہے اور اس سے بہت خوشی ہوگی اور یہ گناہ گار بندہ اکثر حضرت شیخن احمد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرتا رہا اُس وقت اس عاصی کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی۔ آپ آدھی رات کے بعد حقائق کا درس دیا کرتے۔ مثنوی وفصوص ولمعات اور دیوان سید علی گانو وہنی کا درس دیا کرتے۔ سوائے خاص لوگوں اور خاص خادموں کے دوسرے اجنبیوں کو شرکت کی اجازت نہیں ملتی۔ جس وقت آپ مثنوی کی شرح فرماتے تو اکثر کہتے کہ مثنوی پڑھنے والے بہت ہیں لیکن مثنوی سمجھنے والے کم ہیں۔

شاہ مجد الدین صاحب مرحوم: مقبول اہل آسمان وزمین شاہ مجد الدین صاحب مرحوم۔ آپ شیخن احمد صاحب کے خلیفہ تھے آپ نے ایک مدت تک اپنے مرشد کے حضور میں کسب وریاضت کی۔ اُس زمانہ میں آپ جواہر خمسہ کے عامل تھے۔ جو بھی ذکر وفکر اور اشغال کا طالب ہوتا آپ کی خدمت میں پہنچ جاتا۔ آپ بہتر طریقہ پر سمجھا دیتے اور ذہن نشین کرا دیتے اور مجھ گناہ گار کو آپ سے بہت چیزوں کی اجازت اور فیض ملا۔ آپ کے مریدوں میں نور اللہ بیگ اور محمد سعید بیگ صاحب کاسب اور مشاغل تھے۔ سید حفیظ اللہ علوی جو سید جواد صاحب کے بھائی ہوتے ہیں اور شاہ غلام احمد کمبل پوش نے آپ سے فیض حاصل کیا ہے۔ آپ کا مزار شریف حیدرآباد میں چادر گھاٹ کے متصل ہے۔ جس وقت موسیٰ ندی کی طغیانی آئی اور ایک عالم تہہ وبالا ہوگیا اور بے شمار عمارتیں اُکھڑ گئیں باوجود اس کے آپ کے مزار کے ایک پتھر کو بھی نقصان نہ پہنچا۔

شاہ عبد الشکور صاحب مرحوم: مقبول بارگاہ رب غفور میاں عبد الشکور واعظ مرحوم۔ آپ صاحب حال تھے آپ کی زبان میں اثر تھا جس کسی سے خطاب کرتے اور نصیحت کرتے اس کے دل میں اثر پیدا ہوتا اور اکثر اپنے وعظ میں رویا کرتے اور توبہ کرتے اور گریبان پھاڑ لیتے اپنے بیان سے لوگوں کو رنجیدہ کرتے تھے

آپ کے بعد آپ کے نواسے غلام حسین قائم مقام ہوئے وہ اور یہ عاصی اکثر میاں عبدالشکور مرحوم کے وعظ میں جاتے۔

شاہ عنایت اللہ ٹاٹ پوش: صاحب خرق و کرامات شاہ عنایت اللہ۔ آپ ہندوستان کے باشندے تھے۔ آپ پہلی دفعہ شہر اورنگ آباد کی مسجد شاہ گنج میں ایک مدت تک مقیم رہے آپ کا جُبّہ ٹاٹ کا اور ٹوپی کاغذ کی اور دستار سُتلی کی ہوتی۔ آپ کے پاس نذرانے اور میوہ جات کثرت سے آتے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ تین روز چار روز کے بعد کھاتے۔ میوہ حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیتے۔ مولوی سید محمد قمرالدین صاحب عالم متبحر آپ کے شاگرد تھے۔ ساٹھ سے زیادہ لوگ آپ سے تحصیل علم کیا کرتے تھے اور اُن کو لڑکے کی آرزو تھی۔ ایک مولوی شاہ عنایت اللہ صاحب سے اعتقاد رکھتا تھا اُس نے التماس کی اور آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔ ایک وقت دیکھا کہ سید قمرالدین صاحب شاہ عنایت صاحب کی جوتیوں کا جوڑا اپنے ہاتھوں میں اُٹھا لیتے۔ ایک روز شاہ نے فرمایا میاں قمرالدین بحکم خدا تم کو ایک لڑکا ہوگا تمہارے مانند فاضل اور عمر طبعی کو پہنچے گا۔ ننانوے نام پڑھنے کے لئے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ میں ایک سال یہاں رہوں گا اور تمہارے لڑکے کو دیکھ کر جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ سے حاجی حساب الدین اور مولوی فصیح الدین شاہ مذکور سے ناراض ہوئے کہ اس کا علم اللہ پر روشن ہے اور یہ بدعتی جاہل اپنے کو کیا سمجھا ہے کہا کہ اس کا علم سوائے اللہ کے کسی اور کو نہیں۔ چنانچہ مولوی فصیح الدین مسجد شاہ گنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنے والے شاہ کو سلام کیا جواب میں آپ نے سلام نہیں کیا۔ مولوی غصہ ہو کر کہا اے بدعتی جاہل میں تجھ پر سلام کہتا ہوں اور تو مجھے جواب نہیں دیتا اور ملحدانہ کلمات اور غیب کی باتیں کہتا ہے یہ جگہ تیرے لئے نہیں ہے۔ پس شاہ مذکور نے مسکرایا اور کہا اے عالم بے خبر تو پہلے مسجد میں ناپاک آیا اور دوسرا یہ کہ سلام علیک کہتا ہے میں تجھ کو کیوں جواب دوں۔ جا حوض میں غسل کرتا کہ نجاست اور خباثت سے تو پاک ہو جائے اور اس کے بعد گناہ کبیرہ سے صحیح توبہ کر کے باطنی خباثت کو دور کر۔ مولوی شرمندہ ہوا اور شاہ کلیم

اللہ کا مرید ہو کر ایک مدت رہا۔ آپ کو اس قدر بھی علم نہ تھا کہ نماز میں الم ترکیف پڑھیں اور آپ کے بے شمار کرامتیں تھیں۔ جو زبان سے کہتے وہ ہو جاتا۔ اِس گناہ گار بندے پر اُن کی توجہ بے حد تھی اور اکثر فرماتے تھے میاں فاضل تمہارے پاس کچھ روٹی کا ٹکڑا ہو تو لے آؤ۔ میں اپنے لئے روٹی پکایا تھا دوپہر تک انتظار کیا تا کہ شاہ روٹی طلب کریں۔ اگر طلب کرتے تو روٹی اُن کے پاس لے جاتا۔ وہ دو تولہ یا تین تولہ کھاتے اور مجھ سے پانی مانگتے۔ اُس وقت میری عمر ۱۴ یا ۱۵ سال کی تھی اور میں صرف کی کتاب منشعت پڑھتا تھا۔ جس وقت کہ ناصر جنگ دکن میں تھے اور نظام الملک دہلی میں باجی راؤ اور مرہٹے کی جنگ میں شاہ مذکور نے باجی راؤ کی دیوڑھی پر جا کر بیٹھے رہے۔ وہ شقی دشمن آپ کو اپنی دیوڑھی سے نکال باہر کر دیا اور شاہ نے اُس کے لشکر میں اُس کے نام سے ہلاکت کے لئے پڑھے اور وہ شقی پچیس (۲۵) دن کے اندر جان سے ہلاک ہو گیا۔ شاہ حاکم و عامل ننانوے اسماء حسنی کے تھے۔ جس کام کے لئے بھی جس کو اجازت دے اُس کی مشکل حل ہو جاتی۔

شاہ نظام الدین صاحب چشتی: آپ اہل مشرق سے تھے اور شاہ کلیم اللہ مدنی کے خلیفہ تھے۔ اپ صاحب ظاہر و باطن تھے۔ چہار شنبہ کے روز قوال آپ کی خانقاہ میں جمع ہوتے اور اکثر لوگوں کو آپ کی مجلس میں حال اور رقص آتا۔ جس پر بھی نگاہ کرتے اُس کو حال آ جاتا۔ چنانچہ مولوی فصیح الدین نے کہا کہ محض ایک نظر ہے جو لوگوں کو سکھایا گیا ہے کہ نزدیک آئیں کہ نگاہ کرتے ہی لوگ رقص و حال میں آ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں مجھ اجنبی پر نگاہ کرنے پر میں بے ہوش ہو جاؤں تو میں جانوں کہ سچ ہے لہٰذا مولوی فصیح الدین شیخ کے گھر آزمائش کے لئے گئے اور خانقاہ میں بیٹھے اور شیخ اندر تھے ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے آہستہ آہستہ خانقاہ تشریف لائے۔ راستے کے درمیان مولوی کھڑا ہو گیا اور بغیر سلام کئے دیکھنے لگا۔ جب شیخ اُس کے قریب و مقابل میں پہنچے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا چونکہ وہ ذکر و شغل میں مصروف تھے مولوی پر دم کئے اُس دم کے ساتھ ہی مولوی پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ دو گھڑی تک زمین پر پڑا رہا اور

DUNGANI LAKRAITI SYED FAZIL BHABA

تڑپنے لگا اس کے بعد شیخ نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا تا کہ اُس کو سکون ہو جائے اور فرمایا کہ آئندہ سے فقراء کو نہ آزمانا آگاہ ہو جاؤ اور وہ شیخ اورنگ آباد کے مشائخ کے رئیس تھے اور اکثر اوقات نظام الملک آصف جاہ مرحوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دل سے اعتقاد رکھتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے تھے اُن میں میاں فخر صاحب فاضل فرزند تھے۔ ابتداء میں اُمراء کے پاس ملازمت اختیار کی اور اُن کے فرزند فخر الدین سالار خاندان ہیں اور شہر شاہ جہاں آباد میں فضل و کمال ظاہر و باطن کی شہرت رکھتے تھے ایک مدت تک میرے مرشد شاہ افضل صاحب اور میاں فخر صاحب ایک جگہ طالب علم تھے اور نیز شاہ نظام الدین صاحب نے اپنے حجرہ سے متصل اُن کو ایک سال تک رکھ کر اشغال و اذکار کی تلقین کی۔ شاہ کا مقبرہ اورنگ آباد میں مشہور ہے اس کے بعد شوق اور محبت حق کی زیادتی سے دُنیا کو ترک کر دیا اور فقیر ہو گئے اور دہلی جا کر مشائخ میں مشہور ہوئے اور نیز آپ خلفاء میں قابل اعتماد تھے جیسے شاہ محمد اسمٰعیل شیخ کے معتبر اور معتمد خلفاء سے تھے۔ آپ کے داماد لطیف صاحب آپ کے خلیفہ تھے اور دوسرے خلیفہ جیسے شاہ اسمٰعیل جو شاہ کلیم اللہ کے مرشد تھے مسکین شاہ محمد شریف اور اکثر خلفاء آپ کے اورنگ آباد میں ہیں اور حضرت شاہ نظام الدین کے دوسرے خلفاء قصبات میں ہیں جیسے پیر صاحب خطیب قصبۂ بیڑ میں اور شاہ ندیم اللہ سالار بھی قصبۂ بیڑ میں ہیں۔

شاہ عطاء اللہ صاحب مرحوم: شاہ عطاء اللہ صاحب مرحوم شاہ نور شکر کوہی کے فرزند ہیں اور وہ شاہ برہان راز الٰہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ صاحب علم تھے اور علم حقائق میں کمال رکھتے تھے۔

شاہ غلام حسین صاحب: آپ سید حسینی ہیں۔ حضرت غوث الصمدانی کی اولاد سے ہیں اور شاہ علی رضا گجراتی کے مرید ہیں۔ آپ کا ظاہر و باطن صاف تھا کہ ایک سال کے عرصہ میں قرآن حفظ کر لیا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک سید جمال اللہ جو آپ کے جانشین ہوئے۔ چنانچہ سید نے آپ کے بارے میں مثنوی کہی ہے

اے جمال اللہ زاللہ ہوش گیر　　شاہد مقصود در آغوش گیر

اے جمال اللہ ' اللہ سے ہوش حاصل کر اور اپنے مقصود کے شاہد کو اپنے قریب پا۔

آپ نے مشائخی طریقہ اختیار کیا' آپ کے دوسرے فرزند سید اسحٰق آزادی حاصل کر کے ہادی بن گئے۔

سید شاہ فخر الدین صاحب مرحوم: آپ کو خلافت حضرت شیخن احمد صاحب سے تھی وہ دراصل مُرید ہیں جس کے متعلق نقل کیا گیا ہے۔

آپ بسا بزرگ تھے۔ صاحب کمال و مشاغل و کاسب تھے۔ آپ کے مریدوں اور فقیروں کی تعداد بے شمار تھی آپ صاحب خرق کرامات تھے۔ سید محمد مدنی عرب تھے بہت زیادہ شرح کے پابند اور صاحب کمال تھے۔ اتفاقاً شہر اورنگ آباد سے نکل کر معقول عالم کے ساتھ گجرات پہنچے۔ راستہ میں ایک دشمن نے آپ پر ندی کے کنارے وار کیا بھرونچہ کے قریب جنگ میں شہید ہوئے۔

سید شاہ قفلی صاحب مرحوم: آپ سادات سے ہیں اور صاحب حال تھے اور ذوق و شوق میں بھرپور تھے۔ آپ سے اکثر اشعار ذو معنٰی کے دکھن میں مشہور ہیں آپ کا مکان اورنگ آباد میں پنج کوہ متصل ارکٹ میں تھا۔

ایک روز قصبۂ متگی پٹن کے تاجر نے جو آپ کے مرید تھے شادی کی تقریب میں آپ کو دعوت دی۔ پٹن میں اُس تاجر کی ایک لڑکی تھی جس کو اُس کے عزیزوں کے ساتھ جو مفلس تھے نسبت کر دی گئی تھی اس کے بعد ماں باپ نے لڑکی شادی کسی مالدار تاجر سے کر دی۔ شاہ اُس شادی میں موجود تھے۔ سابق میں جس سے نسبت تھی وہ مفلس تھا۔ وہ بھی اپنے ہاتھوں میں کنگن پہنے ہوئے اور بدن پر صندل مل کر اور زعفرانی لباس پہنے ہوئے شہر میں گشت کرتا ہوا ڈولی کے ساتھ دلہن کے گھر آیا اور مجلس کے نچلے حصہ میں بیٹھ گیا اور چاہا کہ عقد کر کے جلوہ دیں اتنے میں گھر کے اندر سے شور و غل اُٹھا کہ دلہن معہ اپنے لباس عروسی کے چراغ سے خود کو جلا کر خاکستر ہو گئی اور مر گئی۔ جب یہ خبر مجلس میں سُنی گئی تو وہ دولہا جو مفلس تھا خود کو اُس دیگ

میں جو چولہے پر پک رہی تھی سر کو جھونک دیا اور اپنے کو ہلاک کر دیا اور مجلس میں واویلا مچ گیا۔ لوگوں نے شاہ مذکور کو لپٹ گئے۔ اُسی مجلس میں ہر دو موضع کے لوگوں نے عشق کو سچا جانا اور ہندی زبان میں یوں کہا۔

بہرہ کا بہوکا

نام رکھا چنانچہ مشہور ہے کہ دونوں کو متصل قبروں میں دفن کیا گیا۔

ذکر منجلے صاحب: آپ کا نام سید قطب الدین ہے۔ آپ سید سعد اللہ صاحب جانشین مقبرہ شاہ نور ہمدانی کے فرزند ہیں۔ آپ بہترین عالم و فاضل ہیں۔ آپ کے بڑے خلفاء تھے اور بہت سے طالب علموں کو اپنے مطبخ سے وظیفہ خوراکی مقرر کیا تھا اور وہاں درس دیتے تھے اُس کے بعد اُن کے بھائی میاں غلام نور صاحب آپ کے قائم مقام ہوئے۔

حاجی حسام الدین صاحب: آپ متبحر عالم و فاضل تھے۔ ہندوستان کے ملک کے مقام سرہند میں آپ مولا کہلاتے تھے۔ آپ نے (۱۷) دفعہ حج کیا اور مصر، شام و بغداد اور روم کے شہروں کی سیر فرمائی اور وہاں آپ درس دیتے رہے۔ علمِ ہیئت میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ اورنگ آباد کے اکثر فاضل لوگ حنفی فقہ کے پڑھنے میں آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کی طبیعت کافی جدت پسند تھی اور ناصر جنگ آپ سے محبت رکھتے تھے۔ صاحب قبلہ دین و دنیا شاہ افضل صاحب علم فقہ و حدیث میں آپ کی شاگردی کی ہے۔ آپ مسجد شاہ گنج کے کمرہ میں جس کو عیوض خاں نے بنایا تھا رہا کرتے تھے۔ اور وہیں وفات پائی آپ مرید اور خلیفہ شاہ کلیم اللہ مدنی الدہلوی مصنف کشکول کے ہیں۔

میاں محمد خضر صاحب: علم کے طالب، حق پرست یوم النشر، راضی بقضاء قدر، میاں خضر۔ واقعی طالب علم تھے کہ اسم بامسمّٰی تھے۔ مفلسی و فقر و فاقہ میں بہترین جاننے والوں کے باوجود کسی کے گھر التجاء کے لئے نہ جاتے۔ فقر کے باوجود دل کے غنی تھے۔ شاہِ ولایتؒ کے حکم سے کہ سخاوت دل سے ہوتی ہے یہ عاصی آپ کا شاگرد تھا

ایک وقت ایک غلام میرے پاس تھا میں اُس کو آپ کے نذر کیا وہ بزرگوار چند روز اپنے پاس رکھے اُس کو سفر خرچ دے کر آزاد کر دیا۔ اور مجھ کو یہ لکھا ''ان اللہ لا یضیع اجرًا'' بیشک اللہ تعالیٰ کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ہم خود غلام ہیں ہم کو غلام سے کیا کام۔ پھر ہم نے بھی اس کو منع نہیں کیا رخصت دے دی۔ وہ بزرگوار اورنگ آباد میں مسجد شاہ کے کمرہ میں وفات پائی۔

شاہ واجد صاحب مرحوم: آپ قصبہ بھینسہ کے متوطن ہیں آپ صاحبِ حال وصاحب ذوق وشوق تھے اور حضرت محبوب سبحانیؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا مسکن قصبہ بھینسہ ہے جو سرکار ناندیڑ میں واقع ہے۔ آپ کے دو بھتیجے سید محمد و سید امجد تھے۔ سید محمد بڑے بزرگ اور بہترین اخلاق والے تھے۔ مومن خاں جس وقت ناندیڑ آیا اُس وقت آپ کا انتقال ہو گیا بھینسہ کے پرگنہ میں پہنچے اُس سفر میں اتفاق سے خواجہ مومن خاں محبت و بندگی و مرشدی میں شاہ افضل صاحب کے مرید تھے یہ عاصی بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ ایک ماہ تک اُن کے مقامات پر مقام رہا۔ کئی دفعہ مومن خاں شاہ کی ملاقات کو گئے اور میرے پیر و مرشد شاہ افضل بھی ایک ہفتہ تک شاہ کے پاس مقیم رہے۔ آپ کی عمر تقریباً سو سال تھی۔ آپ چھریرہ بدن کے سفید لباس اور گول دستار پہنتے تھے اور سلسلہ قادریہ سے تھے ایک روز خود خواجہ مومن خاں نے شاہ سے نصیحت طلب کی تو انہوں نے فرمایا:

''اگرچہ کے تخت کے بادشاہ ہوتے ہیں لیکن اِن کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ آخر میں تمہارے ساتھ دو گز زمین رہے گی اپنا خزانہ درویشوں کے لئے خالی کرو۔ اور اُن کا کاسہ بھر دو کہ یہی چیز کام آئے گی''

ایک روز مجلس سماع میں فقرا کے ساتھ حالتِ ذوق وشوق میں تھے اُس وقت حافظ عماد الدین ثانی جو اہل اللہ کے مطیع و مرغوب تھے۔ شاہ واجد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ انسان دنیا میں کس طرح بسر کرے۔ تو فرمایا۔

''نامعلوم طریقہ سے رہو آسان جیو کہ جب قضاء آئے تو خلق تم پر فاتحہ گذرانے''

HUNJGANJ TAZKIRATI SYED HAZRAT BIABANI

مجھ عاصی پر آپ بیحد توجہ فرماتے آپ کے گھر میں پہاڑی بکریاں بہت تھیں مجھے بھی ایک جوڑا بکریوں کا عطا فرمایا۔ اُس ایک جوڑے سے دوسو بکریاں ہوئے۔ بہت سے لوگوں کو دیا اور کھائے بھی۔ آپ کے فقیر اور خلفاء تھے آپ کے بنائے ہوئے فقیر بلا نام کے ایلچپور کے نواح میں مشہور ہیں آپ کے مرید و فقیر تھے۔

شاہ حسین الکبیر مرحوم: اللہ کا فضل و عطاء آپ پر تھا۔ آپ ناندیڑ میں جلانے کی لکڑیاں بیچتے۔ اور آپ شاہ عبدالقادر صاحب عرف میاں صاحب جو اولاد شاہ محمد ملتانی ہیں کے مرید تھے۔ ایک روز دسویں محرم کو علم تابوت مبارک کے سامنے شاہ حسین جن کا ذکر کیا گیا ہے لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے پھیر کر رہے تھے۔ ایک شخص آپ کے سامنے آکر لکڑی سے مارا آپ بے ہوش ہوگئے ایک ہفتہ کے بعد آپ کا زخم اچھا ہوا آپ کے حالات میں تبدیلی ہوئی اور بہتر بدلا ملا۔ آپ سے بہت سے کرامات ظاہر ہوئے۔ آپ کے ہزارہا مرید تھے۔ اکثر اوقات جنگل سے جلانے کی لکڑی لاتے اور بازار میں بیچتے اور اُس سے اپنی غذا حاصل کرتے آپ کو بے شمار نذرانے ملتے تھے۔ تانبہ کی بڑی دیگ جس کی قیمت سات سو روپے اور نو سو روپے ہوتی بنا کر رکھتے اور چھ ماہ کے بعد اُس میں پخت کرتے جس کو ناندیڑ کی نصف آبادی کھاتی اور دوسرے روز دوسرے محلے میں پخت کر کے باقی نصف آبادی کو کھلاتے۔ آپ بے ریا اور بے حرص آدمی تھے۔ دولت مند اور امراء سے آپ سختی سے پیش آتے۔ اس حکم کے مطابق الحق مر۔ حق بات کڑوی ہوتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اہل دنیا آپ کو اچھا سمجھتے تھے۔ اکثر آپ سماع سنتے اور آپ پر وجد و حال طاری ہوتا' تین چار گھنٹے تک بے ہوش رہتے اپنے آپ سے باہر ہوجاتے اور برہنہ ہوکر جنگل میں چلے جاتے اور آپ کے مُنہ سے کف جاری ہوجاتا پھر اس کے بعد جب آپ ہوش میں آتے تو کپڑے پہن لیتے راستے میں اگر ناتوانی کی وجہ سے جلانے کی لکڑیوں کا گھٹہ کا باجوار یا باجرہ کا بوجھ ہوتا اور اُٹھانے کی حالت ضعیفی اور بڑھاپے کی وجہ ہوتی تو شاہ مذکور اُس کو اپنے سر پر رکھ کر گھر کا راستہ پوچھتے دئے لے جاتے۔

ایک وقت حضرت مرشدی قبلہ دین و دنیا شاہ افضل شہر ناندیڑ میں دریائے گنگ کے کنارے جو جنگل میں تھی بیٹھے تھے۔ اُس وقت شاہ حُسین آپ کے اُس چلہ میں آپ کی خدمت کرتے تھے وہاں کوئی اور آدمی نہ تھا اور شاہ اپنی بے نفسی میں کمال رکھتے تھے۔ جب اکثر سیر و سفر کے لئے اورنگ آباد جاتے تو شاندار ہر الباس پہنتے' کھادی کا انگرکھا پہنتے۔ ایک روز رنگاپور میں شاہ کے ساتھ شاہ نواز خاں جو وکیل تھے آئے اور چوک میں شاہ حُسین کھڑے ہو گئے۔ دیکھنے کے ساتھ ہی کہا کہ تو شاہ نواز خاں ہے انہوں نے کہا ہاں۔ اور پالکی سے اُتر آئے اور قدم بوسی کی اور پوچھا آپ کا نام کیا ہے کہا حسین لکڑہارا' اس کے بعد کہا کہ آپ میرے گھر تک تشریف لائے تو آپ نے کہا تجھ سے تیرے گھر میں ہم کو کیا کام ہے۔

ایک روز یہ گناہ گار اور میرے مرشد حضرت شاہ افضل صاحب کے فرزند کے ہمراہ انبڑ سے راجبندری جا رہے تھے۔ ناندیڑ کی منزل پر مسجد منڈای میں اُترے سُنا کہ شاہ حسین صاحب اس مسجد سے متصل مرید کے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ہم نے سلام کہلوایا۔ جیسے ہی سلام سُنا خود تشریف لائے اور شفقت اور محبت سے حالات دریافت کرنے لگے۔ میرے ساتھ تقریباً چالیس آدمی تھے ان سب کی آپ نے دعوت کی۔ پس مرید کے گھر تشریف لے گئے (۲۵) سیر چاول گوشت اور گھی ملا کر دیگ دم دی ایک طرف آپ اور دوسرے طرف سات لوگ دیگ کو رسی سے باندھ کر اُس میں لکڑیاں لگائی اور دیگ اُٹھالائی۔ اور اُن سب کو جس میں بوجھ بردار اور نقارچی جو مسلمان تھے ایک مقام پر بٹھایا۔ یہ فقیر اور میرے بھتیجے ایک جگہ بیٹھے اور وہ خود بھی ہمارے ساتھ کھائے اور شہر ناندیڑ کے دوسرے بزرگوار اور دوسرے لوگ بھی شامل تھے مثلاً لاڑلے صاحب' شریف صاحب جو حضرت مخدوم سعید الدین حاجی سیاح سرور صاحب کی اولاد ہیں اور شاہ فتح اللہ ساکن مسجد جامع و شاہ معین الدین عرف اچھو صاحب جو حضرت شیخ احمد صاحب کے بھتیجے ہیں۔ شاہ سلیم جو افغانی تھے اپنا گذر توکل پر رکھتے تھے مسجد چوک میں رہتے تھے۔ آپ متشرع۔ طالب علم اور متورع تھے۔ شاہ نور صاحب جو کہ شاہ نظام الدین صاحب کے خلیفہ تھے اور شاہ ندیم اللہ چشتی وغیرہ جو صاحب

کمال تھے شہر ناندیڑ کی نماز جمعہ میں گاؤں کے لوگ بھی رہتے تھے۔

سید ابراہیم صاحب مرحوم: قندھاری۔ آپ صاحب کمال وصاحب حال تھے۔ تفرید وتجرید کے سمندر کے غوطہ خور، مشائخ کبیر اور آزاد لوگوں کو ہدایت دینے والے، اکثر فارسی زبان اور ہندی زبان میں محققانہ کلام کیا ہے۔

کیا بے خبر کون معلوم اسرار عاشقاں کا　　سمجھے وہی کہ ہوئے نت یار عاشقاں کا
تسبیح زاہدوں کی ہے چل پہ چل آپس میں　　جب سوں کیا ہے غلبہ زنا وعاشقاں کا

آپ حضرت مخدوم حاجی سیاح سرور کے فرزندوں میں سے ہیں اور روضۂ شریف کے سجادہ نشین تھے۔ آپ کے والد کے دادا شاہ برہان اللہ وشاہ سرور ہیں۔

شاہ عبدالستار صاحب مرحوم: مقبول بارگاہ کردگار شاہ عبدالستار صاحب قندھاری آپ حضرت سانگڑے سلطانؒ کی اولاد سے ہیں۔

میری پھوپھی آپ سے منسوب تھیں آپ کے تین لڑکے تھے۔ ایک اشرف صاحب جو بزرگ آدمی تھے۔ دوسرے سید غلام حسین جو بزرگ کامل وشاغل وکاسب تھے۔ اُن کے تین لڑکے تھے۔ ایک شاہ عبدالستار جو ۱۱۹۰ھ میں قندھار میں انتقال کر گئے۔ شاہ برہان اللہ وشاہ سرور سلمہا۔ ہر اہل طریق اور طریقت وعرفان کے حامل تیسرے فرزند شاہ عبدالستار جو سید شاہ ہاشم بڑے مشائخ قبیلہ پرور واقرباء نواز بارعب آدمی تھے شاہ عبدالستار صاحب غازی الدین خاں فیروز جنگ کے ہمراہ شہر احمد آباد گجرات میں وفات پائی اور آپ کی قبر وہیں ہے۔

فصل چہارم

(در ذِکر مشائخان بلدہ حیدرآباد)

PUNJGANJ GHAUSIA ISLAMIA TRUST (REGD) LAHORE

حضرت سید شاہ قادریؒ: صاحب قدر قدرت اور ظاہر و باطن پر تصرف رکھتے تھے۔ اور دل کے مالک تھے۔ آپ دکن کے بڑے مشائخین میں سے تھے آپ میراں سید حسین بغدادی کے فرزند ہیں اور سجادہ نشین حضرت محبوب سبحانی کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ محی الدین بادشاہ صاحب' میراں صاحب' شہزادہ صاحب وشاہ صاحب میراں اور محی الدین بادشاہ کو ایک لڑکا تھا صاحب حضرت نام کا جو سالار خاندان تھا۔ آپ کے بے شمار مریدین تھے جن کے نام لکھے نہیں جاسکتے۔ آپ کے وفات کے روز قبر کو عبیر سے بھر دیا گیا تھا۔ سیدی وسندی سید قطب عالم صاحب مفتی و مدرس صدر بلدہ حیدرآباد آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ جناب حضرت محبوب سبحانی کا دیدار کرنا چاہے تو وہ حضرت شاہ قادری صاحب کو دیکھے۔ مجھ عاصی اور اُس کے حالات پر آپ کی توجہ اور عنایت تھی۔ اکثر ہاتھ سے اشارہ کر کے مجھے اُس جماعت میں بٹھاتے۔ مجھ گناہ گار کو آپ سے سسرالی قرابت تھی اس طرح کہ میری خوشدامن سلطان بی صاحب آپ کی حقیقی بھانجی تھیں۔

سید درویش محی الدین قادری: آپ معدن عمل وعلم اور گنجینۂ سخا وحلم تھے اور آپ قلب طاہر سلیم رکھتے تھے۔ آپ بڑے مشائخین سے تھے۔ مروت وتمکنت کے آپ پہاڑ تھے اور مشائخ اعظم تھے۔ خرق وتصرفات آپ کے بہت زیادہ تھے۔ دکن کے امراء آپ کے مرید تھے۔ آپ کے تین فرزند تھے محی الدین پادشاہ' قادر پادشاہ اور شاہ پیراں صاحب۔ سید موسیٰ قادری بن سید قادر پادشاہ آپ کے خاندان میں

نامور اکابر سے تھے۔ قادر پادشاہ کی لڑکی میرے لڑکے سید حسین سے منسوب تھی۔

شاہ فتاح صاحب مرحوم: آپ صاحب ورع وعبادت گذارِ وقت تھے۔ اکثر اوقات چلہ کشی میں بسر کرتے تھے' تیل اور کھچڑی کھاتے۔ حاکم ایک سونو موچہ میاں افغان آپ کے مرید تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک روپیہ کی نذر پیش کی جس کو آپ نے چند روز تک فقراء میں تقسیم کرتے رہے۔ آپ کے بڑے فرزند سید شاہ فضل اللہ عرف محمدی صاحب' صاحبِ صفات واخلاق تھے۔ غوث خاں صوبہ دار اپنے زمانہ صوبہ داری میں آپ کے مرید تھے۔ شاہ موصوف خلیفہ شاہ علی رضا گجراتی کے بھانجے تھے۔

حافظ ابراہیم صاحب مرحوم: آپ درویش تھے کامل اور صاحب دعوت اور عامل تھے۔ آپ اپنی اصل حالت یعنی کھانے پینے اور کپڑوں کو اپنے دوست واحباب کی مروت کی وجہ تبدیل نہ کرتے۔ آپ اپنے سابقہ بزرگوں کی طرز پر تھے باوجود اس کے کہ صلابت جنگ آپ کے مُرید تھے۔ لباس میلا کچلا پہنتے' چنے کی روٹی مسور کی دال اور کڑی اور دہی تناول فرماتے اور کسی کی شادی میں نہ جاتے ہر جانے والے کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ کے اخلاق بے حد تھے۔ آپ قلعہ گولکنڈہ کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ حافظ سید میراں بن سید قطب عالم حفظ کلام اللہ میں آپ کے شاگرد تھے۔ مجھ عاصی پر آپ کی عنایت وکرم بے حد تھا۔

ایک وقت ایک شخص ظالم وجابر مدعی سے پریشان تھا۔ میں اپنے بھائیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا تو فرمایا آیت ''افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد'' میں حرف الف کا ایک عدد اور آخر حرف دال کے چار عدد اس طرح جملہ پانچ دفعہ ہر نماز کے بعد ہمیشہ پڑھتے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ دشمن عدوت سے باز آجائے گا۔ جب میں نے اُس پر عمل کیا ت وویسا ہی پایا۔ ہم کو اُن ہی کی اجازت یادگار ہے۔

حضرت سید معین قادری مرحوم: آپ ولی صفت اور تمکنت والے اور خلق ومتین تھے آپ کے والد سید محی الدین جو سید میراں محی الدین

PUNJABI TAMATH SYED FAMILY (RAJU)

بغدادی کی اولاد سے تھے۔ میرے چچیرے بھائی بھی اور حضرت قادری صاحب کی بہن بھی اُن سے منسوب تھی۔ سید سعد الدین قادری آپ کے بھانجے اور داماد بھی تھے۔ آپ صاحبِ حال بھی تھے مجھ گناہ گار پر آپ کا فیض بے شمار تھا اور مجھے حضرت محبوب سبحانی کا دوگانہ قصیدہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو سقانی اور مسبعات عشر ان ہی بزرگ سے اجازت ملی ہے اور اپنے خدمت میں مجھے طلب کئے اور خلافت قادریہ اپنے ہاتھ سے معہ جُبہ و دستار و کلاہ جو سید محی الدین عرف شاہ میراں صاحب کے والد ہیں مجھ عاصی کو عطا ہوئی۔ میری اہلیہ جن کا نام شہزادی بی بی امۃ الخیر فاطمہ مرحوم ہے سید سعد الدین صاحب کی حقیقی بھانجی تھیں۔ آپ کے بڑے فرزند علی پیراں صاحب جن کی سکونت ستیا کول میں تھی اور شاہ بڈے صاحب وغیرہ اور چار لڑکے حیدر آباد میں رہتے تھے۔

سید عبدالوہاب صاحب مرحوم: آپ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں آپ صاحب باطن واہل تصرت تھے اور گجرات کے باشندے تھے آپ نے بلدہ حیدر آباد میں سکونت اختیار کی آپ کا مسکن وتکیہ متصل قلعہ محمد نگر جو گولکنڈہ سے مشہور ہے میں تھا۔ آپ کے ایک عزیز سید عبداللہ مدنی جو صاحب طالبِ حق اور صاحب ذوق تھے اور مجھ گناہ گار کے احوال پر شفقت رکھتے آپ کے فرزند بادشاہ صاحب اور سید احمد صاحب خصوصا بادشاہ صاحب بہترین اخلاق والے اور خلق عظیم کے مالک تھے اور بے ریا تھے۔ سید عبدالوہاب صاحب مرحوم کے دو فرزند تھے ایک سید انور عرف سید صاحب دوسرے سید عبدالقادر صاحب تھے ہر دو بزرگ اور سعادت مند اور ولی صفت تھے۔ سید انور کے فرزند سید پیراں صاحب باطن ونظر تھے۔

شاہ ابوالحسن صاحب: آپ صاحب کسب و مرد باکمال تھے۔ آپ کے اوقات شغل عبادت میں گذرتے۔ اکثر صاحب قبلہ دین و دنیا شاہ افضل صاحب اپنی مجلس میں آپ کے اوصاف و بزرگی بیان کرتے۔ آپ کے فرزند بادشاہ صاحب' صاحب کمال مجذوب تھے جن سے بہت سے کرامات ظاہر ہوئے اور دوسرے فرزند شاہ

عبدالقادر صاحب جملہ اوصاف سے متصف تھے آپ خلیفہ شاہ نظام الدین صاحبؒ چشتی کے مرید تھے۔ جن کا مقبرہ شہر اورنگ آباد میں دال کی منڈی میں مشہور و معروف ہے۔ آپ شاہ کلیم اللہ مدنی مصنف کتاب کشکول کے خلیفہ تھے آپ اہل نویت سے تھے آپ کا مسکن و تکیہ بیرون شہر دبیر پورہ میں مشہور ہے۔

سید قطب عالم صاحب مرحوم: آپ عالم متبحر اور بخارا کے سادات سے تھے۔ آپ کے والد سید میراں بخاری بیجاپور کے ساکن تھے اور مشائخ اعظم تھے آپ مفتی و مدرس صدر بلدہ تھے۔ آپ صبح کی نماز کے قریب دوپہر تک درس دیتے۔ آپ کے اوقات مقررہ تھے۔ درس کے درمیان میں کوئی بھی دنیوی معاملات کا ذکر نہ کرتا۔ اور بہت سارے علماء آپ سے تحصیل علم کی ابتداء کی آپ علم حقائق اور تصوف کے عالم تھے۔ اکثر مشائخ زادگان بلدہ حیدرآب نے فصوص والواتح ولمعات ومکتوبات یحیٰی منیری قدس سرہٗ کی سند آپ سے حاصل کی۔ آپ کی والدہ شاہ باجن صاحب قدس سرہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی عمر ایک سو پانچ (۱۰۵) سال تھی۔ آپ اپنی کثرت اولاد میں اپنی آنکھ سے پانچ پشت تک دیکھا۔ چنانچہ ایک خود دوسرے سید قطب عالم۔ تیسرے اپنے پوترے حافظ سید میراں، چوتھے شہزادی بی بی، پانچویں شہزادی بی بی کی اولاد، جن کا نام حافظہ بی بی اور سید حسین عرف صاحب پیراں جو مجھ عاصی کے فرزند ہیں اپنے گود میں بٹھاتے تھے۔ اور اُن سے ہمیشہ شفقت سے کھیلتے تھے اور اکثر نماز پڑھتے اور ہمیشہ تسبیح و درود پڑھا کرتے تھے۔

ایک روز نظام آصف جاہ نظام الملک چھاؤنی حیدرآباد میں گوشہ محل کے باغ میں تفریح کے لئے گئے آپ کے ہمراہ امراء اور علماء تھے اور آپ بھی تھے۔ جب باغ کی سیر سے فارغ ہوئے تو واپسی کا ارادہ فرمائے، اپنے ہاتھی کے عمادی (ہاتھی پر بیٹھنے کی کرسی) میں خواص کے لئے بیٹھنے کا سید قطب عالم صاحب کو حکم دیا تو جواب میں آپ نے کہا کہ فقیر خواص کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ پیر میں درد ہے قاضی نصر اللہ خاں اس حکم کی تعمیل کریں اس کے بعد قاضی صاحب حکم کے مطابق خواص میں بیٹھ گئے۔ جب سید صاحب اپنے گھر واپس آئے تو

فرمایا کہ اس علم وفضیلت کے ساتھ مگس رانی مناسب نہیں۔ آپ کو اپنی اہلیہ سے ایک فرزند سید میراں اور اُن کو ایک لڑکی امۃ الخیر عرف شہزادی بی بی مرحومہ تھیں۔ جو میری اہلیہ تھیں۔ حافظ میراں صاحب قرآن بہت خوش الحانی سے پڑھتے اہل درد اور صاحب دل تھے۔

سید سلیمان صاحب مرحوم: آپ میراں حسینی کے لڑکے اور شاہ خداوند نما شاہ کے خلیفہ تھے آپ عالم تھے خصوصا فرائض کے علم میں شہر کے اندر آپ یکتا تھے۔ اپنی وضع مشائخین سلف کی طرح بے تکلف رکھتے تھے۔ آپ کی عمر شریف تقریبا سو سال تھی۔ آپ میراں حسینی کے چھوٹے فرزند تھے۔ آپ کے بڑے بھائی سید برہان الدین جن کے دو لڑکے تھے۔ ایک سید محمد دوسرے سید محی الدین تعظیم ترک' میراں حسینی کے تیسرے فرزند سید امین الدین تھے۔ جو راجبندری کے قریب موضع مورم بوندی میں مدفون ہیں۔ اُن کو تین لڑکے تھے ایک سید محی الدین عرف مولا صاحب جو صاحب کمال تھے دوسرے سید عبدالرزاق تیسرے سید علی اللہ۔

شاہ ظہور اللہ مرحوم: آپ یوم الست کے حق پرست عالم ظاہر و باطن تھے آپ فصوص الحکم کے محقق تھے۔ آپ کے ہم عصروں میں آپ کی طرح کوئی نہیں بیان کرتا تھا آپ اہل مشرق سے تھے اور مشرق کے لوگوں کو دوست رکھتے تھے۔ غذا بہت کم بوزن تین چار تولہ کھاتے ایک دو گھڑی کے بعد اُس کھانے کو نکال دیتے اور اپنی جگہ سے دوسرے کے گھر بہت کم جاتے۔ حقیر لوگوں کی زیادہ عزت کرتے۔ بہت کمزور نحیف تھے اپنے اوقات شوق و ذوق الٰہی اور تجرید و تفرید میں گذارتے جب کبھی بھی مرشدی حضرت شاہ افضل صاحب حیدرآباد تشریف لاتے ایک دفعہ شاہ ظہور اللہ صاحب میرے مرشد جہاں مقیم تھے وہاں تشریف لائے اور میرے مرشد اُن کے پاس کئی دفعہ گئے۔ اور تمام شب شاہ ظہور اللہ صاحب کے پاس موجود رہے اور فصوص الحکم آپس میں ایک دوسرے سے سُنے اس وجہ سے مجھ فقیر عاصی پر نظر رکھتے تھے آپ کی قبر چار مینار سے متصل چوک کے میدان میں ہے آپ مرید و خلیفہ شاہ محمد صاحب کے تھے۔ جو شاہ ملتانی قدس سرہ کے خلفاء میں ہیں جو دہلی

FUNJGANJ CHAIRITY SYED FAYZ ELAHI

میں تھے آپ سلسلہ قادریہ رکھتے تھے۔

شاہ نوراللہ صاحب مرحوم: آپ مرد عارف و کامل تھے۔ شاہ غلام محمد دہلوی کے فقیر اور خلیفہ تھے اور شاہ عنایت تہتوی کے خلیفہ تھے۔ مثنوی شریف کے بیان کرنے میں حیدرآباد میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ شاہ برہان اللہ اور شاہ میراں صاحب نے مثنوی میں آپ سے سند حاصل کی۔ آپ کا مزاج تصنع و بناوٹ سے خالی تھا اور آپ کا قیام مسجد چوک کے کمرہ تھا۔

ایک روز آصف الدولہ صلابت جنگ ریاست دکن میں شاہ کی ملاقات کے لئے آئے اور ایک ہزار روپے اشرفیوں کی نذر پیش کی۔ آپ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ جب بہت کوشش کی تو ایک روپیہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا اور کہا کہ اس کو میں لیتا ہوں محتاجوں اور بھوکوں کو تلاش کرو اور ان کو دے دو تا کہ اُس سے آپ کو بڑا ثواب ملے گا اس کے بعد صلابت جنگ نے پوچھا کہ صاحب سرکار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں داخل ہوں تو فرمایا۔ اس کے بعد کہا وہ کون ہے کہا کہ ہر وقت قال علیہ السلام کل شیء من نوری و انا من نور اللہ ہر وقت مجلس محمد ہے۔

ایک روز یہ عاصی اور مولوی عزت اللہ صاحب جو اُس وقت صدر حیدرآباد تھے۔ مکہ مسجد میں نماز جمعہ پڑھے۔ شاہ مجد الدین صاحب کی خدمت میں گئے اور ملاقات کی۔ اُس مقام پر شاہ نوراللہ صاحب نے مجھ عاصی سے پوچھا آپ کے ساتھ جو بزرگوار ہیں وہ کون ہیں تو میں نے کہا مولوی عزت اللہ صدر صوبہ اس شہر کے ہیں اور میں مولوی سے یہ بھی کہا کہ شاہ سے ملاقات کریں۔ جب مولوی شاہ کی ملاقات کے لئے اُٹھا تو شاہ نوراللہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُسی قسم کا ایک ہاتھ مصافحہ کے لئے ظاہر ہوا بس مولوی بہت خوش ہوئے اُن کے اعتقاد میں اضافہ ہوا۔

شاہ رضا صاحب مرحوم: آپ صوفی باصفا تھے یہ بزرگوار ایک عظیم شان رکھتے تھے آپ صاحب تصرف تھے۔ اہل دل کا ہجوم آپ کی خدمت میں رہتا

تھا غریبوں کے آشنا اور سیاحوں کے دوست تھے جو کوئی سلوک کرنا چاہتا اُس پر آپ آخر تک نظر رکھتے۔

ایک روز رکن الدولہ بہادر اور میر موسیٰ خاں آپ کے گھر آئے تھے اُن کے چوب دار ہر روز آپکی خدمت میں آیا کرتے' شاہ مذکور نے اس بڑے ہجوم کو دیکھ کر خفا ہوئے اور کہا کہ غرباء میرے چاہنے والے ہیں ان کے آنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اگر تجھے آنا ہے تو دوسرے لوگوں کی طرح آئے ورنہ نہ آئے۔ آپ شہر کے قوالوں کو دوست رکھتے تھے بعض وقت مجلس بھی کرتے اور سماع کی حالت میں وجد بھی کرتے۔ آپ پر رقص و حال طاری ہو جاتا عین حالت وجد میں شاہ کپڑے شملہ وشال اور مجلس میں کا ہر شخص اپنے کپڑے نکال کر قوالوں کے حوالے کرتا۔ دوسری بار جو کوئی کپڑے دیتا نئے شاہ اُسے کپڑے خرید کر دیتے۔ جو کوئی آپ کی مجلس میں کبھی بھی آتا اُس کو جو بھی میسر آتا خرچ کر دیتا اور شاہ فقراء میں صرف کر دیتے۔

ایک دن آپ کوہ مولا شاہ ولایت علیہ تحیۃ وتسلیم کی فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے آپ کی روح اس سرائے فانی سے پرواز کر گئی آپ کا سلسلہ شطاریہ تھا۔ آپ کے مرشد کا نام اسرار اللہ ہے۔ جو آزاد درویش اور صاحب کمال تھے۔ شہر اورنگ آباد میں جب کہ نظام الملک دہلی گئے ہوئے تھے اور ناصر جنگ شہید جو رئیس دکن تھے اُس زمانہ میں شاہ اسرار اللہ ہندوستان سے اورنگ آباد آئے آپکے ہمراہ شاہ رضا صاحب تھے اور چند مدت کے بعد اُس شہر مذکور میں رہ کر دہلی چلے گئے اور شاہ رضا صاحب کو شہر مذکور میں چھوڑ گئے۔ اُن کی توجہ سے شیخ وقت بن گئے۔

سید عسکر اللہ صاحب حسینی: آپ شاہ علی حسینی کے فرزند اور شاہ راجو حسینی کے پوترے تھے جو سلطان ابوالحسن کے مرشد تھے۔ سید عسکر اللہ قلندر وضع اور پاک روشن دل صاحب باطن تھے کسی کے گھر نہ جاتے اور علم میں کامل عبور رکھتے تھے ہر جڑی بوٹی کے خواص آپ پر ظاہر تھے۔ فارسی اور دکھنی زبان میں بہتر اشعار کہتے۔ نسخۂ نان

پالودہ کے جواب میں آپ نے نان حلوہ لکھا ہے آپ کی لکھی ہوئی رباعی مجھے یاد آئی۔

تو دہ اقلام تراشیدہ ام　　حرف غلط را بخراشیدہ ام

حاصل دنیا کہ بجز روزیست　　برسر این روز بشاشیدہ ام

قلموں کا انبار چھیلا ہوں غلط حرفوں کو مٹایا ہوں۔ دنیا کا حاصل ایک روز سے بڑھ کر نہیں اُس روز خوش رہا ہوں۔ اور یہ عاصی ایک روز دیوان حافظ اور کتاب سلوک السالکین جو شاہ راجو حسینی کی تصنیف ہے آپ کے پاس دیکھا۔

شاہ اکبر حسینی عمر راجو حسینی و شاہ جھاڑو جن کا حیدرآباد میں تکیہ مشہور ہے جو سید اکبر حسینی کے مرید اور فقیر تھے سالک مجذوب تھے۔ سلطان عبداللہ کے عہد میں حالتِ جذب میں اُس کے محل کے نیچے آئے بادشاہ مذکور کو گالی دینے لگے۔ بادشاہ مجبور ہو کر بندوق اپنے ہاتھ میں لے کر اُن پر گولی چلائی۔ اُن پر گولی کا کوئی اثر نہ ہوا اس کے بعد بارہا اُن کو ہدایت دی گئی اور تعلقہ ملنگور کو بھیج دیا اُس وقت اکبر حسینی فوت ہو چکے تھے۔ شاہ راجو حسینی موجود تھے۔ سلطان عبداللہ نے راجو حسینی کے پاس ایک آدمی کو بھیجا کہ اُن کو نصیحت کریں کہ وہ تمہارے چچا کا مرید ہے۔ شاہ راجو اپنے ہاتھ میں بید کی چھڑی لے کر دو ضرب لگائے اُس وقت اُن کا جذب کم ہو گیا اور پالکی میں بیٹھ کر سڑکوں اور کوچوں کو جھاڑو دینے لگے۔ اسی وجہ سے آپ کا نام شاہ جھاڑو ہو گیا۔ آپ صاحب کمال تھے۔ ایک روز شاہ راجو حسینی کی سواری ابوالحسن کے گھر سے واپس ہو رہی تھی ایک مجذوب راستے میں تھا اچھل کر شاہ راجو کی پالکی میں بیٹھ گیا۔ شاہ نے پوچھا کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا کہ آپ کی داڑھی کا ایک بال اس کے بعد شاہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے داڑھی کو پکڑ کر اُس کے سامنے کر دیا اور کہا جتنا چاہتے ہو لے لو۔ درویش کو چاہئے کہ اپنے مئے پن کو دور کر دے اور بے نفسی کو کام میں لائے۔

شاہ عبدالنبی صاحب مرحوم: آپ سالک و عارف شاغل و کاسب سلسلہ قادریہ سے تھے شاہ رحیم اللہ و شاہ فتح اللہ شہر ناندیڑ میں جو جامع مسجد قدیم کی از سرِ نو تعمیر اور نعمت خانہ و خانقاہ و حجرہ کو نیا تعمیر کیا شاہ رحیم اللہ شاہ مصطفیٰ و شاہ شمس

الدین وآپ کے فرزند آپ کے خلفاء تھے۔ شاہ فتح اللہ صاحب آپ کے نامور خلیفہ تھے۔ اخراجات ومصارف آپ کے پاک تھے۔ شاہ فتح اللہ صاحب کی قبر جامع مسجد ناندیڑ کے کونے میں ہے اور شاہ عبدالنبی صاحب مرحوم بحکم الحق مظہر کلمہ حق کے میر تھے۔ آپ کے پاس امراء گدا غریب تونگر سب برابر تھے مجھ عاصی کو یاد ہے کہ غوث خاں حیدرآباد کے صوبہ داری کے زمانہ میں شاہ عبدالنبی صاحب کی خدمت میں گیا تھا۔ رمضان المبارک کی وجہ سے شاہ کے فقراء اُگالدان شاہ کے سامنے نہ لائے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ناصر جنگ اپنی ریاست میں آئے ہوئے تھے اُن سے بھی شاہ اور اُن کے فقراء نے ایسا ہی سلوک کیا۔

شاہ عطاء اللہ صاحب مرحوم آپ حضرت شیخن احمد شطاری صاحب کے فقیر تھے۔ آپ صاحب دعوت تھے چہل اسم کے عامل تھے۔ اور شیخن احمد صاحب کے حضوری میں سفر کرتے تھے اور خدمت خاص کرتے۔ اکثر چلہ کشی ونماز تہجد پڑھتے۔ مسکراہٹ سے جہاں تک ہوسکے اجتناب کرتے۔ جب فقراء کی جماعت میں بھنگ افیم استعمال ہوتا تو آپ اپنے گھر میں رہتے اور آپ اُس سے احتراز کرتے آپ مرشدی شاہ افضل کی خدمت میں حاضر ہوکر وصیت نامہ وشرح آمنت باللہ جو شاہ برہان الدین راز الٰہی کی تصنیف ہے پڑھتے اور سند کی تختیوں پر لکھتے اور یہ عاصی بھی اُس کو سُنتا تھا آپ اُن کی طرف متوجہ ہوکر ظاہری سکون کے لئے دعا پڑھتے۔ ایک دفعہ آپ تمام مشائخین کے امیر بن کر حیدرنائک کے پاس جو آپ کا معتقد تھا ایک جمعیت لے کر آئے جو فقراء کی جماعت مشائخین وبے کار منصب داراں وپالکی نشیناں وبے روزگاروں پر مشتمل تھی کسی کو چار روپے کسی کو پانچ روپے روزمرہ مودی خانہ سے ملتے دیوڑھی پر نقار خانہ تھا اور دوز بخیر ہاتھی اور پچاس گھوڑے طویلہ میں تھے اور باورچی خانہ کا خرچ روزآن تین پلہ پخت تھا آپ نے بنگلور میں اپنا ٹھکانہ بنایا اور وہیں فوت ہوئے۔

شاہ کلیم اللہ صاحب: آپ صاحب تقویٰ واہل باطن وصاحب نصیبہ تھے اور آپ گرماجی پیٹھ موضع کے باشندے تھے جو قلعہ ورنگل سے متصل ہے آپ کے

کے جد سید جمال البحرؒ کی اولاد سے ہیں۔قبیلہ پروری اور اقرباء نوازی کی صفت میں آپ یکتا تھے۔شناسائی کی قدر میں آپ بے نظیر تھے صاحب ذوق وشوق تھے اور شاہ اسمٰعیلؒ کے مرید تھے اور اُن ہی سے خرقہ پہنا۔شاہ اسمٰعیلؒ نے شاہ محمد شریف صاحب کشمیری سے اور وہ نظام الدین صاحب سے سلسلہ چشتیہ رکھتے تھے اور بہت جگہ آپ کے طالب علم ہیں۔اکثر سماع میں حالت وجد میں رقص کرتے۔آپ نے فقیری کا کافی حصہ حاصل کرلیا تھا اور ہزاروں لوگوں کو آپ نے فیض پہنچایا اور مرید کیا۔زبانِ ہندی میں مراقبہ احمدی کے نام سے لکھی۔علم تصوف وسلوک میں وحقائق میں حضرت شاہ افضل مرشدی کے شاگرد ہیں آپ کے اخلاق و مروت بیان کرنے سے زبان وقلم قاصر ہے۔شاہ افضل صاحب وشاہ کلیم اللہ صاحب کا تکیہ راجبندری میں قلعہ کے پیچھے مشہور ہے۔دریا گنگ کے کنارے آپ دونوں کے درمیان اتفاق ومحبت بے حد تھی۔ہر شخص شاہ کلیم اللہ صاحب کو شاہ افضل کا بھائی سمجھتے اور کہتے تھے۔ اپنی طلب کے مطابق اپنے پیر پادشاہ کے پاس جو ورنگل کے ساکن تھے سلسلہ قادریہ کو خود رواج دیا۔الحاصل آپ کی ذات جملہ صفات کا مجموعہ تھی مشاغل وکسب میں یکتا تھے۔

بادشاہ صاحب مرحوم: آپ ساکن راجبندری ہیں آپ ایک درویش سالک ومجذوب تھے۔آپ کی رہائش وسکونت راجبندری میں تھی اکثر پہاڑ پر پکوان کرکے مجلس کرتے اور درویشوں کو کھلاتے ایک روز ایک فرنگی موسیٰ ہونسی جو قوم نصاری سے تھا راجبندری کا عامل ہوکر داخل ہوا ایک روز بادشاہ صاحب اپنے گلے کو شمشیر سے خود ذبح کرلئے اور اپنے ہاتھوں سے سر کو علیحدہ کردیئے۔اُن کو اُسی پہاڑ پر دفن کیا گیا انہوں نے ہرگز اُس فرنگی کی صورت نہ دیکھی۔

پیر پادشاہ صاحب مرحوم: یہ بزرگ صاحب باطن واہل دل تھے اور آپ حضرت سید جمال البحر معشوق ربانی ثانیؒ کی اولاد سے ہیں اور مجھ عاصی پر محبت وشفقت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خود اور معشوق ربانی ثانی میں پانچ پشتوں کا واسطہ ہے آپ میں مکر، فریب دوستوں کے ساتھ مطلق نہ تھا۔

PUNJABI KHANQAH SYED FAZLU BAGHDADI

ایک روز جب شیخ شکر اللہ صاحب عامل ورنگل تھے اتفاقاً اس مجلس میں حاضر تھا کہ پیر پادشاہ صاحب برائے ملاقات عامل مذکورہ کی آئے۔ وہ پیادے اور سواروں کو دیکھنے میں مصروف تھے جیسا کہ چاہتے کہ تعظیم کے آداب بجا نہیں لائے اُس وقت عامل مذکور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شیخ جی دیکھو مجھے یاد آیا سنو

تکبر عزازیل را خوار کرد　　بزندان لعنت گرفتار کرد

تکبر عزازیل کو ذلیل کیا اور لعنت کے زندان میں قید کیا۔

عامل مذکور آگاہ ہو کر عذر خواہی کیا۔ ایک روز احقر عاصی شاہ کی ملاقات کو گیا دیکھا کہ سر پر سے دستار اُتار کر عامل کے حق میں بددعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ تو اس کو معزول و علیحدہ کر دے میں آپ کی اتباع میں آمین کہا۔ حقیقت میں تین ماہ کے بعد تبدیلی آئی اور تباہ ہو گیا۔

شاہ خواجہ صاحب مرحوم: آپ صوفی اور مظہر کلمات حنفی اور سادہ لوح بزرگ خواجہ ابن شاہ محمد درویشؒ آپ کا مقبرہ شامی پیٹھ کے متصل ورنگل میں پانی کے مقام پر ہے شاہ مذکور کو مہارت و یقین تھا وہ گو ہر ملت و دین شاہ معز الدین جو ولی صفت اور زمانہ سے بے تعلق تھے بلوغ سے آخر عمر تک سیندی اور تاڑی نہیں پی حتیٰ کہ معجون اور دوا میں بھی استعمال نہ کئے۔ اور کبھی رمضان کا روزہ بھی نہیں توڑا اگرچیکہ مریض بھی ہو جاتے۔ بھائیوں پر باپ سے زیادہ شفقت رکھتے تھے ماں کی رضامندی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا اور اپنے بچوں کو عام لوگوں کے اقرباء کی طرح جانتے تھے۔ اپنے اوقات معمورہ میں یاد حق و ذکر و شوق میں مصروف رہتے آپ رفیق و شفیق اور محسن علی التحقیق تھے۔

ایک وقت میں آپ کے اقرباء و دوستاں بیگانوں کی طرح ہو گئے تھے اور وہ اللہ کے واسطے شفقت کرنے والے اللہ کے واسطے مدد و یاوری کئے اور باطنی و ظاہری حالات سے بھی ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کی دُعا کی وجہ سے ہم کامیاب ہوئے اور شاہ عبدالکریم صاحب کے فرزند اور بھتیجے خواجہ صاحب اپنے دادا کی طرف سے سلسلہ چشتیہ میں شاہ امین الدین کے فقراء کے سلسلے سے تھے اور اُن کو دوسری جگہ سے بھی فیض تھا اُس کے منجملہ اور تین

PUNJGANJ HAZRAT SYED FAZIL BAGHDAD

بھائی تھے ایک شاہ جنید نام کے فرشتہ خو عالم حدیث تھے۔

متشرع چنانچہ می باید　　متورع چنانچہ می شاید

ایسا چاہئے ویسے بلند شریعت اور متورع تھے اور اکثر ایسا ہی گذر کرتے اور آپ کے مزاج میں شریعت پسندی بہت تھی۔

شاہ تمیم مرحوم: آپ حق داں وحق پرست یوم الست تھے آپ سالک مستقیم شاہ یتیم تھے اور راجبندری کو باشندے اور متوطن تھے اور سید درویش صاحب چشتی کے مرید تھے اور آپ ایک عرصہ تک حالت جذب میں تھے کہ پہاڑ پر رات گذارتے اور جھاڑوں کے پتے کھاتے اور اُس کے بعد سلوک کی طرف آئے اور شاغل وکاسب ہوئے۔ ایک دفعہ میرے پاس نزہۃ الارواح پڑھے۔

ایک روز بلوارم کے قصبہ تعلقہ ریڈی کا زمین دار جو خلیل خاں مرحوم کے صوبہ داری میں تھا اور مجھے حکومت ضامنی بلوارم کی تھی۔ راستہ پر بنگلہ کی عمارت بنایا تھا وہاں شاہ تمیم نے سبق نزہۃ مجھ سے پڑھا۔ ایک شخص جو قوم کمہ سے تھا دہی کا مٹکہ سر پر لئے فروخت کررہا تھا شاہ مذکور نے دور سے دیکھ کو فرمایا کہ اُس کا دہی زمین پر گرتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو میرے روبروز مین پر گرے۔ اُسی وقت وہ مرد کمہ' شاہ کے سامنے آیا اور وہ مٹکہ زمین پر گرا اور ٹوٹ گیا۔

فصل پنجم

دراحوال مجذوبان

شاہ حنیف صاحب مجذوب: آپ قصبۂ پاہتری کے ساکن ہیں۔ حضرت شاہ اسمٰعیل قادری قدس سرہ کی اولاد کے بزرگ زادہ ہیں۔ آپ طالب علم وخوشنویس تھے اور شوقِ الٰہی کے غلبہ سے مست ہوئے اور زبان سے جو کہتے وہ ہو جاتا۔ لوگ آپ کا ادب کرتے تیس (۳۰) سال تک حالت جذب میں رہے اس کے بعد سلوک کی طرف آئے اور متشرع ہو گئے اور نماز پڑھنے لگے۔

ایک روز قصبۂ انبڑ متصل چاہ کانودی تکیہ آئے اور مجذوبوں میں شامل ہو گئے اُس جگہ سے مسکن مرشدی حضرت سید افضل شاہ تھا۔ آپ آواز دیتے کہ شاہ حنیف صاحب فقیر آپ کا مشتاق ہے اُس وقت وہ برہنہ تھے کہنے کے ساتھ ہی فقیر سے لنگی طلب کرتے اور باندھ لیتے اور شاہ افضل صاحب کے پاس آتے اور سلوک کے کلمات کی گفتگو کرتے اس کے بعد کچھ کھاتے اور چلے جاتے اور پھر فقیر کو لنگی دیتے اور برہنہ ہو جاتے۔ آپ کے فرزند شاہ عبدالروف عرف ملکہ صاحب مرحوم صاحب کمال تھے آپ سے بہت کرامات ظاہر ہوئے ہیں جس سے عالم متعجب ہوتا تھا آپ شاہ عاقبت محمود کے مرید تھے۔ شہر اورنگ آباد میں عیدگاہ سے متصل ہیں۔

شاہ ہول صاحب: شاہ ہول خادم مقبولان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ طبقاتی مجذوب تھے آپ کی طویل عمر تھی۔ آپ کا مسکن قصبۂ انبڑ میں ہے۔ جب عمر شریف حضرت قبلہؒ کی (۹۳) یا (۹۴) سال ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں بچپن سے شاہ ہول کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں آپ کے کرامات بے حد ہیں بعض لوگوں نے دیکھا کہ رات کو آپ کے پاؤں اور سر جدا جدا ہو جاتے بس اس وجہ سے معلوم ہوا کہ آپ کی عمر تخمینا (۱۵۷) سال ہے آپ کو بدیع الدین شاہ مدار ثانی کہتے ہیں۔ یہ کمتر عاصی نے اپنی بیس سال کی عمر میں قصبۂ انبڑ میں شاہ ہول صاحب کو دیکھا۔

PIR SAYYID HAZRAT HASAN SAYYID HAZRAT IBRAHIM

مجذوب صاحب: آپ کا نام معلوم نہیں آپ کا نام اور سلسلہ کسی کو نہیں معلوم ہوسکا۔ قلعہ ورنگل آئے ایک عرصہ تک رہے قریب ایک سال تک کچھ بھی نہیں کھایا۔ مگر تمبا کو اور گانجہ اکثر پیتے۔ آپ کے انتقال کے وقت جملہ حاضر لوگوں کو وصیت کی اور قسم دی کہ مرنے کے بعد غسل وکفن نہ دیں اور نہ دفن کریں پاؤں میں رسی باندھ کر چہرہ کالا کر کے کھینچیں اسی طرح کیا گیا۔ چھ ماہ تک آپ کی نعش خراب نہ ہوئی اور کسی حیوان اور کتوں نے جسم کو نہ پھاڑا چھ ماہ کے بعد وہ لاش غائب ہوگئی۔

شاہ کڑک میاں صاحب مرحوم: آپ مجذوب تھے شہر حیدرآباد میں غوث خاں صوبہ دار کے زمانہ میں رہتے تھے۔ میرے مرشد حضرت شاہ افضل صاحب بھی شہر میں رہتے تھے اور میاں صاحب آتے اور ایک مدت تک قبرستان میں عمر گذارے اور درختوں کے پتے کھاتے اور لوگوں کی صحبت سے علیحدہ رہتے۔ انہوں نے حضرت مرشد صاحب کو پہچان کر آپ سے خلوص رکھتے تھے اکثر آتے۔ ذوق وشوق الٰہی کی وجہ سے دو روز تین روز کے بعد آکر رات گذارتے۔ جسم پر ایک کھادی کا پاجامہ اور سر پر ایک ٹوپی ہوتی۔

ایک روز میرے مرشد نے کہا کہ جبہ حاضر ہے جو دھوبی کے پاس سے دھل کر پاک ہوکر آیا ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ آپ اس کو پہن لیں۔ اِصرار پر آپ نے قبول کرلیا۔ اس لئے آپ نے آدم کے ذریعہ بقچہ (پوٹلی) سے جُبہ منگوایا۔ باوجود اس کے کہ ایک ہی جُبہ تھا آدم نے ہر چند تلاش کیا پر نہ ملا آخر مجبور ہوگیا تیسرے دفعہ آدم پھر گئے پر نہ ملا۔ اِس کے بعد حضرت مرشدی خود تشریف لے گئے دیکھا کہ جُبہ موجود ہے لائے اور اُن کے آگے رکھ دیئے انہوں نے کہا غریب نواز اُٹھ کر گئے اور جوتھا لے آئے۔

ایک روز بنگلہ میں سید سفیر اللہ پیر صاحب مرحوم اور ہم حضرت کے ساتھ تھے کہ کویلو کا بوجھ گدھوں کی پشت پر لاد کر گھروں کو چھانے کے لئے ایک قطار میں لئے جارہے تھے اور قطار جارہی تھی اور میاں صاحب وہاں موجود تھے۔ اور آپ اسلامی طریقہ پر گدھوں کی قطار کو سلام کررہے تھے اور ہم لوگ مسکرارہے تھے اس عرصہ میں پیچھے سے کوئی آکر ایک گدھے کو

لکڑی سے مارا اور شاہ میاں صاحب نے آہ کی اور کانپنے لگے اور دیکھا کہ اُس مار سے اُن کے پٹھے پر زخم آیا اور خون اُس مقام سے بہنے لگا۔

ایک روز کہا کہ شاہ افضل میں غوث خاں کو نہیں دیکھا ہوں چاہتا ہوں کہ اُن کو دیکھوں حضرت مرشدی اپنے ساتھ مجھے لے گئے غوث خاں نے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو کہا شہر کے کوچہ و بازار میں تمام بچے مجھ کو میاں صاحب موی کہتے ہیں کوتوال کے ذریعہ انہیں منع کروائیں کہ وہ ایسا نہ کہیں انہوں نے منظور کرلیا۔ کوتوال کو تاکید کر کے منادی کے ذریعہ منع کیا گیا۔ جب شہر کے بچے میاں صاحب کو دیکھے تو پیچھے سے اور زیادہ کہنے لگے۔ پھر میاں صاحب نے کہا کہ کوتوال اور غوث کا حکم تین ماہ سے زیادہ نہ رہیگا اور ایسا ہی ہوا۔

شاہ محمد شاکر صاحب: آپ مجذوب کامل و عالم ظاہر و باطن تھے اور علوم معقولات میں کمال رکھتے تھے اور خوش نویس تھے۔ اور مشرق کے رہنے والے تھے اور شاہ نظام الدین صاحب چشتی کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ ہمیشہ اپنے ساتھ چھری رکھتے تھے ہر ایک سے کہتے کہ مجھے اس چھری سے مار ڈالو۔ اتفاقاً سلطان پور میں بازار میں گئے اور حجام سے حجامت کروانے لگے اور اُس سے کہا کہ تو مجھے اس چھری سے مار تو اُس نے کہا آپ خود اپنے ہاتھ سے کیوں نہیں مارتے یہ بات اُن کے دل میں بیٹھ گئی تو انہوں نے کہا کہ اے حجام آج تک کسی نے ایسی بات نہں کہی اور ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں ہے اب ہم ایسا ہی کریں گے۔ پانی کے کنارے گئے اور غسل کئے اپنی چھری سے پیٹ کو چاک کیا اور اُس سے نفس امارہ کو باہر کیا۔ لوگوں کے بُرے بھلے باتیں سُنے اور جان حق کے سُپرد کردی۔ حضرت مرشدی شاہ افضل سے محبت رکھتے تھے اور اکثر قطعہ اشعار عربی خط ثلث میں آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے موجود ہیں۔

مجذوب صاحب: آپ کا نام معلوم نہیں ایک روز یہ فقیر عاصی گھوڑے پر سوار جارہا تھا اور راستے میں مجذوب سے ہماری ملاقات ہوگئی اور ہم سے کہا کہ کچھ ہم کو دو تو میں نے کہا کہ تم میرے ساتھ آؤ تا کہ فقیر اپنے گھر میں تمہاری خدمت کر سکے۔

تو کہا پانچ عدد بال اور پانچ عدد جام اپنی ملکیت سے جو آپ کے خدمت گار کے پاس ہیں وہ مجھے دو اور مجھے یاد نہ رہا۔ جب میں خدمت گار سے دریافت کیا تو کہا کہ سچ ہے اور میں اُس کو اپنے ہاتھ سے دیا۔ مجھ سے لئے اور چلے گئے اور دوسرے دس لوگوں کے ہمراہ اُن کی تلاش تمام شہروں اور محلوں میں کیا لیکن نہ ملے

یعقوب صفت گریہ کناں مکینم افغان　　کا باخبر یوسف گم گشتہ کہ دارد

میں حضرت یعقوبؑ کی طرح روتے ہوئے آہ وزاری کروں گا کہ گم شدہ یوسف کی خبر مل جائے

شاہ کامل دادا صاحب: آپ ماں پیٹ سے ولی تھے شاہ کامل دادا نام تھا۔ آپ افغانی تھے شہر ناندیڑ میں سکونت پذیر تھے آپ مجذوب باکمال تھے۔ اکثر آپ سے کرامات ظاہر ہوتے۔ ایک دفعہ چکنہا نامی دشمن چالیس ہزار سواروں کے ہمراہ ناندیڑ آکر محاصرہ کیا اس وقت شاہ کامل نے شہر کے بچوں کو جمع کیا اور بیلوں پر جھنڈے بلند کر کے شہر کے بارہر دشمن کے مقابلہ کو نکلے خود آپ اور بچے پتھروں سے دشمن کا مقابلہ شروع کئے دشمن کی فوج کی نظروں میں آپ کی طرف سے ہنر پوش ایک بڑی فوج ظاہر ہوئی دشمن کو اُن کی ہیبت سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور اُسی وقت اپنے ڈیرے اکھاڑ کر واپس ہو گئے اور دشمن کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور زخمی ہوئے اور شاہ کے بچوں میں سے جس کسی کو بندوق کی گولی کا زخم آتا تو کچھ اثر نہ ہوتا اور جو بچہ اس حال میں آپکے سامنے آتا اُس زخم پر خود اپنا لعاب لگا دیتے۔ چنانچہ سب اچھے ہوئے اور لوگ شہر میں آ گئے۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لوٹاتے ہیں اللہ نے اولیاء کو یہ قدرت دی ہے اور ہمیشہ قندھار میں روضہ حاجی سیاح سرور قدس سرہ پر تشریف لے جاتے۔ سید ابراہیم صاحب سجادہ نشین جو اُس مقام پر تھے اور اُن کے نانا برہان اللہ شاہ تھے آپ اُن سے محبت رکھتے تھے۔ آپ کا مقبرہ ناندیڑ کے شہر میں مشہور ہے۔

امان اللہ صاحب مجذوب: آپ ہندوستان کے باشندے ہیں اور حضرت شاہ افضل صاحب کے مرید و فقیر تھے۔ ایک دفعہ جذب کی حالت غالب آئی۔ تقریباً دو ماہ تک دریائے گنگ کے ریت میں پڑے رہے اس کے بعد راجبند ری سے حیدرآباد تشریف لائے۔ گوردھن کے باغ کے بازو قبرستان میں (۱۲) سال تک سکونت پذیر رہے۔ اتفاق سے رئیس دکن نواب نظام علی خاں اُن کی ملاقات کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد امان اللہ شاہ وہاں سے چلے گئے اور چار محل کے قریب سکونت اختیار کی اور انتقال کر گئے اور مجذوبوں کے زمرہ میں شہرت پائی۔

چمن شاہ صاحب: آپ مجذوب تھے ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ اکثر مجذوبانہ الفاظ اپنی زبان سے نکالتے تھے۔ راجبند ری میں رہتے تھے اور حسن علی خاں کا بنگلہ' جو بازار میں پنجہ شریف سے قریب بنائے تھے وہاں رہتے تھے۔ ایک روز کہا کہ یہ مکانوں کے ملکیات گر پڑیں گے اتفاق سے اُسی روز دیوار کے پتھر گر پڑے اور چمن شاہ اُس کے نیچے سلامت رہے۔ بہت سارے لوگ آپ کے معتقد تھے بادشاہ غلام حسین جو میرے مرشد زادے ہیں اُن سے محبت رکھتے تھے اور وہیں انتقال کر گئے۔

سید محمود شاہ: وہ سید صحیح نسب کے تھے۔ آپ سید عبداللہ کے پوترے تھے۔ ایک روز سید عبداللہ ساکن بیڑ مجلس میں بیٹھے ہوئے یادِ حق میں مصروف تھے کہ آسمان سے پانچ پھول تازہ چمیلی کے آپ کے زانو پر گر گے آپ کے پانچ بھائی حقیقی تھے۔ ہر ایک نے کہا کہ یہ پھول تقسیم کر کے لینا چاہئے۔ سید عبداللہ نے کہا کہ یہ ہماری قسمت کے ہیں میں پانچ سال تک زندہ رہوں گا اور یہ تازہ رہیں گے۔ اسی طرح ہوا پانچ سال کے بعد فوت ہوئے اور پھول تازہ رہے آخر وہ پھول آپ کی قبر میں آپ کے سینہ پر رکھ کر دفن کر دئے گئے۔

سید محمود شاہ صاحب سالک و مجذوب: آپ مجذوب سالک تھے۔ ہماری بہن جو شاہ یٰسین صاحب کی لڑکی اُن سے منسوب تھی ایک روز شہر اورنگ آباد میں میرے مرشد شاہ افضل صاحب کے پاس آئے اور کہا۔ کب

تک فقر و فاقہ کرتا رہوں میں چاہتا ہوں کہ آج نظام الملک آصف جاہ سے ملوں اور اُن کو توجہ دلا کر کچھ اُن سے حاصل کروں۔ حاضرین نے کہا کہ وہ اہتمام کے ساتھ اُن کے سامنے گئے کہ اُن سے گفتگو کریں پس اُٹھے اور ہتھیار کمر میں لگائے ایک ٹٹو پر سوار ہو کر اتفاق سے نواب صاحب بھی اُسی وقت شکار کے لئے سوار ہو کر نکلے تھے کہ سواری محلے باجی پورہ کے باہر نکلی۔ مجذوب اپنے ٹٹو سے اُتر پڑے اور ہاتھی کے سامنے گئے۔ سب سے پہلے یہ کہا کہ میں سید لطیف صاحب کا بھانجہ ہوں نواب ہاتھی پر سوار تھے ہاتھ سے اشارہ کیا اور دوسری دفعہ یہ کہا کہ میرا ٹٹو ایک آثار باجرہ کھاتا ہے تو نواب صاحب نے مسکرایا اور سواری پر سے ایک سو روپے آپ کو دیئے۔ سید مجذوب مرشدی سید شاہ افضل کے پاس آئے اور کہا کہ بہت سارے شاہ صاحبان سپہ گری کے حالت میں نظام الملک سے بے قاعدہ کچھ خیرات حاصل نہیں کئے اور میں بغیر طلب کے اُن سے حاصل کیا۔ شاہ مذکور نے مجذوب سے کچھ نہ کہا۔ وہ طبقاتی مجذوب اور صاحب تصرف تھے شہر اورنگ آباد میں بمقام چوک شائستہ خاں کی مسجد میں مقیم تھے۔ آپ کے بہت سارے امراء معتقد تھے۔ نظام الملک آصف جاہ دہلی سے واپسی کے بعد دو دفعہ اُس سے ملنے گئے۔ آپ نے اواخر سہرہ دو ہاتھ بھر کر دیا تو نواب نے اُس کو اپنے دامن میں تبرکاً لے لیا۔ آپ سے بے شمار کرامتیں ظہور ہوئی ہیں اور وہیں آپ نے وفات پائی۔

شاہ بوریا صاحب: آپ مجذوب صاحب حال و صاحب باطن تھے اور دلوں کے مالک تھے ہر شخص کے دل کے خطرات بیان فرماتے وہ بھی مسجد چوک اورنگ آباد میں متصل مسجد شائستہ خاں میں سکونت رکھتے تھے اُن کے پاس ایک کتا تھا اُس کا نام پردل خاں رکھا تھا۔ ایک ہفتہ تک کوئی شخص کوئی چیز نہ دیتا تھا اور وہ اپنی جگہ سے نہ اُٹھتا جب وہ کتا مر گیا بوریا شاہ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی اور اُس کو دفن کیا علماء نے شور مچایا اور انہیں پکڑ لیا۔ آخر شاہ بوریا نے کہا اگر اُس قبر میں کتا نہ رہے بلکہ آدمی رہے تو تم پر سزا جاری کی جائے گی پہلے اس وعدہ کو لکھ دیں آخر لوگ اس واقعہ سے دستبردار ہو گئے اور شاہ بوریا نے بھی وہیں وفات پائی۔

باب پنجم

در بیان توحید و اشغال ذکر و لطائف و خاتمہ پنج گنج

فصل اول

(توحید کے بارے میں)

حق جان جہاں است و جہاں جملہ بدن ارواح و ملک جن و حواس این تن
افلاک و عناصر و موالید اعضاء توحید ہمیں است و دگر شیوہ و فن

اللہ تعالیٰ مثل جان کے ہیں اور سارا جہاں جسم کے مانند ہے اور ارواح، ملائکہ، جن اس کے حواس ہیں۔ آسمان اور عناصر دیگر اعضاء کے مماثل ہیں اور یہی توحید ہے اور دوسرے فن کے اقسام ہیں۔

دیگر

واجب چو تنزل کند از حضرت ذات پنج است تنزلات او را درجات
غیب است و شہادت بوسط روح و مثال والخامس جمعیت ملک الحضرات

جب واجب اپنی ذات سے تنزل کرتا ہے تو اُس کے پانچ درجے ہیں۔ غیب و شہادت کے درمیان روح و مثال ہیں اور پانچواں فرشتوں کی جماعت ہے۔ وحدت تعینات کا پہلا درجہ ہے اور اُس کو علم مطلق بھی کہتے ہیں اور یہی حقیقتِ محمدی ہے اور سارے قابلیات کو ملانے والا ہے اور حد فاصل برزخ جامع وغیرہ تعینات کے نام ہیں اور وہ اجمال اور مطلق ہیں۔

دوسرا تعین واحدیت ہے جس میں تفصیل، قابلیت کثرت اور اسمائے الٰہی (اللہ تعالیٰ کے

PUNJGANJ (HAZRAT SYED FAZIL BIABANI)

نام) وغیرہ ہیں جام جہاں نما کے مصنف وحدت کو مقدم کئے ہیں کہ وہ تمام اشیاء کی حقیقت ہے اور واحدیت اُسی سے نکلی ہے اور یہ برزخ ہے۔ ''مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لایبغیان'' وازفی الازال ''دونوں سمندروں کو ملا کر چلایا اور اُن کے درمیان حد ہے جو ایک دوسرے پر تجاوز نہیں کرتے اور وہ سارے ابتداؤں کی ابتداء ہے۔

اور لایزال یعنی ابدیت یعنی ہمیشگی جو سارے صفات وافعال کا مرکز ہے۔

صفات الذات والافعال طر قدیمات مصنوعات الزوال

احد بہ اعتبار ذات یکتا ہے اور واحد بہ اعتبار صفات یکتا ہے۔ احد اور واحد کے درمیان وحدت ہے اور وہ برزخ کتاب جام جہاں نما میں ایک چھوٹے سے دائرے میں ۱) وجود ۲) علم ۳) نور ۴) شہود کا اظہار اُسی درجہ سے ظہور پایا۔

الوجود وجدان الحق۔ لذاته العلم۔ وهو اطالع علی معرفة النور
هو الظاهر لنفسه و المظهر بعزة الشهود
روية الحق للحق

وجودِ حق کے (وجدان) کا نام ہے اور اُس کی ذات کا علم ہے اور وہ نور کے پہچانے جانے کی اطلاع ہے اور وہ اپنی ذات سے ظاہر ہے اور عزت وشہود کا مظہر ہے۔ حق کی رویت حق کے لئے مقید کا متوجہ ہونا مطلق کی طرف یہ ہے کہ اطلاق کا اپنے تقید پر غالب کرنا ہے اور وہ ہمیشہ بوجہ اطلاق مراقب رہتا ہے اور وہ کسی طرح دیکھنے میں بھی اپنے آپ کو مقید نہیں کرتا اور وہ کام جو راستہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والا ہے اُس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ابتداء اور انتہاء کا معاملہ بھی اسی نوعیت کا ہے کہ مٹی پانی سے ہے اور پانی ہوا سے اور ہوا آگ سے اور آگ نور سے ہے اور نور ایک سر یعنی بھید ہے اور وہ حق سے ہے اور یہی آخرت کی قسم ہے۔

فصل دوم

(وحدت الوجود کے بارے میں)

اے عزیز جو صوفیہ وحدت الوجود کے قایل ہیں وہ اپنے ذوق و وجدان سے اس کے قائل ہوئے ہیں اور اس ہی پر اُن کا عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ہی وجود ہے حقیقتاً وہ مقید اور متعین نہیں ہے بلکہ اُس کا وجود مطلق ہے اس معنیٰ سے کہ وجود باعتبار حقیقت وجود ہے نہ اُسکے لئے عام قید ہے نہ خاص قید ہے اور نہ اُس کو قیدِ اطلاق ہے اور نہ قید تقید۔ پس وہی وجود مطلق واجب ہے اور اُس ہی وجود کے لئے جملہ صفات الٰہی ثابت ہیں اور وہ وجود بے چوں و چرا لانہایت اور غیر محدود ہے اور کسی پر منحصر نہیں ہے اور یہ صفات واجب کے لئے ضروری ہیں پس اُس کے سوا کوئی غیر موجود نہیں ہے اور وہی تمام موجودات کا اصل ہے اور اُسی سے ساری کائنات وجود میں آئی ہے اور وہ اپنی ذات سے ساری کائنات کو متعین اور ظاہر کرنے والا ہے اور وہ مخلوقات کے لباس میں ظاہر ہوا اور جب تمام صفات کے ساتھ ذاتِ مقید ہوی تو خود خلق نما بن کر بغیر کسی حقیقت وصفات کی تبدیلی کے ظاہر ہوا کہ بظاہر اس قید کیساتھ اور ان تقیدات کے لوازمات کے ساتھ اور باطن میں ان تمام لوازمات کے اطلاق کے باوجود مطلق ہے۔ پس تقیدات کے ساتھ بظاہر جمع (اصطلاح تصوف) ہوا اور باطن میں تمام اطلاقات جمع ہوئے۔ پس حقیقت میں بندہ نہ ہوگا۔ چنانچہ اُس کی حقیقت اور صفاتِ الٰہیہ کی حقیقت بدلتی نہیں اس لئے کہ حقیقت کا بدلنا محال ہے اور صفات کا حقیقت سے علیحدہ ہونا بھی ناممکن ہے پس بندہ نما ہوا۔ جب بندہ تمام توجہات کے ساتھ اپنے باطن میں اپنے اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے اور یہ تمام تقیدات کو اٹھا دیتا ہے اور باطن میں اُس کی ذات وصفات جو مقید ہیں اور پھیل جاتی ہیں اور ذات وصفات کے ساتھ بندہ اُس وقت گویا کہ وہ حق ہو جاتا ہے اور عبد الٰہ نما بن جاتا ہے اور یہی بندہ کا کمال ہے۔ حقیقت میں وہ کبھی الٰہ نہیں ہوسکتا۔ اس وجہ سے کہ بندے کے وہ صفات اور وہ قیود بالکلیہ آزاد ہو جاتے ہیں اور وہ خود بالکلیہ

باقی نہیں رہتا۔ جب وہ بالکلیہ باقی نہیں رہتا تو کون پھیل جاتا ہے جو حق کے ساتھ متحد ہو پس یہی بندہ کا کمال ہے اور حق اُس کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے اور جب بندہ حق کے ساتھ اتحاد و انبساط حاصل کرتا ہے تو گویا کہ وہ وہ ہو جاتا ہے اور عبد الہ نما ہو جاتا ہے یہی محققین کی تحقیق اور صوفیہ کا عقیدہ و عارفوں کا ذوق وجدان ہے اور اگر عارف اپنی حقیقت کو گم کر دیتا ہے تو اپنے کو وہی دیکھتا ہے اور ھو ھو کہنے لگتا ہے اس معاملہ میں وہ معذور ہے اور اپنے حقیقتِ حال سے واقف نہیں اور جب ہوشیار ہوتا ہے تو اپنے حقیقت حال سے واقف ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ بندہ ہوں میرے کمال کی انتہاء یہی ہے کہ بندہ الہ نما ہوتا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے کہا کہ میں سبحان ہوں میری بڑی شان ہے اُس وقت میں مجوس (کافر) بن گیا اور میں توڑ دیا زُنار کو اور کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ جب سلطان العارفین اپنی حقیقتِ حال کو دریافت کر لئے تو کہا کہ اب میں مسلمان ہوا اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ مطلق کی حقیقت کو پالئے۔ بے اتحاد اور تباین سمجھے تا کہ حقیقی مسلمان بن جائے اور کلمۂ طیبہ کے کمال کو جان لے ورنہ صرف لا الہ الا اللہ حاصل ہوگا اور محمد رسول اللہ حاصل نہیں ہوگا میرے سمجھانے کو سمجھ۔

فصل سوم

(ذکر و اشغال کے بارے میں)

شغل سہ پایہ: جب کسی کی آواز بھی سنوت تو یہ تصور کرو کہ حق سنتا ہے۔ جب کسی چیز کو دیکھے تو یہ تصور کرو کہ حق دیکھتا ہے اور جب کوئی خیال دل میں گذرے تصور کرے کہ حق جانتا ہے اور اُس میں محو ہو جائے کہ وہ سمیع، بصیر اور علیم ہے۔ علیم وہ ہے جو

سنتا ہے۔ سنتا ہے وہ جو دیکھتا ہے دیکھتا ہے وہ جو جانتا ہے جانتا وہ ہے جو دائم ہے۔ دائم وہ ہے جو ہمیشہ قائم ہے۔ قائم وہ ہے جو حاضر ہے۔ حاضر وہ ہے جو دیکھتا ہے دیکھتا وہ ہے جو موجود ہے اور مشاہدہ کا مرتبہ یہ ہے کہ خود کو عین سمجھے۔ آنکھ بند رکھے اور خود کو گم کر دے اور ہوش میں آئے تو اپنے کو موجود کرے اس طریقے پر کہ دیکھنے والا حاضر ہے۔ دیکھنے والا دیکھ رہا ہے' دیکھنے والا قائم ہے دیکھنے والا ہمیشہ ہے' دیکھنے والا جاننے والا ہے۔ دیکھنے والا بینا ہے۔ دیکھنے والا سننے والا ہے۔ دیکھنے والا علیم ہے دیکھنے والا بصارت والا ہے۔ دیکھنے والا اللہ ہے۔ اس کے بعد پھر ان صفت کو مرتبہ صفات میں پہنچا دے۔ یہاں تک کہ ان تمام چیزوں کو اپنے مرشد کی طرف سے وضاحت نہ کی جائے اور کتنا ہی قابل ہو جب تک کہ اجازت نہ دی جائے اپنے پیر کی جانب سے بغیر تعلیم و فہیم کہ کچھ نہ کرے۔

بے پیر مرد درینِ خرابات　　ہر چند کہ سکندر زمانے

اس دنیا میں بے پیر کے مت چلو اگر چیکہ تم زمانہ کے سکندر ہو۔ قبلہ دین و دنیا حضرت شاہ افضل صاحب شغل سہ پایہ کو اور اُن کے جد کے شغل سلطان الاذکار کا ذکر دیتے تھے ان کے اکثر اوقات بہترین اشغال میں دیکھا اور ذکر کیے ہوئے اشغال علیحدہ رسالہ میں بتلائے گئے ہیں جن کا نام وجود یہ بہ راز عشق رکھا گیا ہے۔ اُس سے معلومات ہوں گے اور یہ ایک راز ہے۔

خوشتر ان باشد کہ سر دلبراں　　گفتہ آید در حدیث دیگراں

دل بر کار راز بہتر وہ ہے جو دوسروں کی زبان سے بیان کیا جائے۔

اس شعر سے اذکار کی تشریح کی جاتی ہے: برزخ و ذات و صفات و حدود شد و تحت و فوق
می نماید طالبانِ را کل نفس ذوق و شوق

ذات و صفات و برزخ اور شد و مد و تحت و فوق۔ یہ چیزیں بتلاتی ہیں کہ ہر نفس کے لئے ذوق و شوق ضروری ہے اب یہاں برزخ کا منفی مقصد یہ ہے کہ وہ صورت شیخ ہے اور ذات سے مُراد جود مطلق ہے اور صفات سے مراد صفات کی اصل ہے یعنی۔ حیات' علم' قدرت' ارادت' سمع' بصر' کلام اور تحت سے یہ مراد ہیکہ کلمہ لا کو سر کے سیدھے جانب سیدھے گھٹنے سے لے

جانا اور فوق سے مراد کلمہ الٰہ کو سر تک پہنچا کر کلمہ الا اللہ کی ضرب دل کی فضاء پر لگانا اور یہ ذکر اثبات و نفی اپنے مرشد کے تعلیم و تربیت کے بعد کرے۔

ذکر خفی پاس انفاس: سانس کو ناف سے کھینچ کر سینہ تک پہنچا دے اور سینہ سے بند آنکھ تک اور آنکھ سے سر کی تالو کے اوپر تک پہنچائے اور ذِکر جہر اور ذِکر خفی و پاس و انفاس میں مرشد سے ہدایت حاصل کرے بلکہ سارے ذکر و اشغال میں مرشد کی تعلیم و تفہیم و تربیت حاصل کرے اس ذکر میں کچھ مدت کے لئے ہمیشگی کرے اور اُس کے بعد قلب کے ذکر کی تلقین ہوگی۔ اُس پر چند روز تک مداومت کرے اُس کے بعد دل کے ذکر میں اللہ کو اپنے اندر تصور کرے اور اُس کے بعد مرشد سے توحید کی تعلیم حاصل کرے۔ اگر وہ توحید کی تربیت کے قابل نہ رہے تو ذکر و اشغال میں مشغول رہے۔ اگر کسی کو اس مقام پر تفرقہ اور تلوین پیدا ہو جائے تو چاہئے کہ ریاضت کرے اور جس قدر ہو سکے کھانا ترک کرے اور ہر ماہ ریاضت کرتا رہے۔

نگویمت کہ ہمہ سال مئے پرستی کُن　　سہ ماہ بخور و نہ ماہ پارسا می باش

میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ تمام سال مئے پرستی کر۔ تین ماہ کھا اور نو ماہ پارسا بن اور ہمیشہ مبداء و معاد کے شغل میں رہے اور ذکر جہر کرے تا کہ باطن کا ہوش بڑھے۔

ذکر مسبعات عشر: سات بار سورۂ فاتحہ اور سات بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ' سات بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سات بار سورۂ اخلاص اور سات بار قل یاایھاالکفافرون' سات بار آیت الکرسی

سات بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ایک بار عَدَدَ مَا عِلْمِ اللّٰهِ وَزِيْنَةَ مَا عِلْمِ اللّٰهِ وَمِلَا مَا عِلْمِ اللّٰهِ سات بار درود شریف سات بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ سات بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا

كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اَللّٰهُمَّ يَارَبِّ اِ فعَل بِي و بِهِم عَاجِلاً وَاَجِلاً فِي الدِّينِ وَالدُّنيَاوَالاٰخِرَةِ مَا اَنتَ لَهُ اَهلٌ وَلَا تفعَل بِنَا يَا مَولَانَا مَا نَحنُ لَهُ اَهلٌ اِنَّكَ غَفُورٌ حَلِيمٌ جَوَّادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ اس دعا کو پڑھیں اور تین بار سُبحَانَ اللّٰهِ العَلِيِّ الاَيَانُ -سُبحَانَ اللّٰهِ الحَنَّانِ المَنَّانِ-سُبحَانَ اللّٰهِ شَدِيدِ الاَركَانُ سُبحَانَ اللّٰهِ كُلِّ مَكَانٍ وَّزَمَانٍ-سُبحَانَ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَشغَلُه شَانٌ عَنْ شَانٍ-سُبحَانَ اللّٰهِ مَنْ يُّذهِبَ بِاللَّيلِ وَيَاتِي بِالنَّهَارِ شام کے وقت یہ پڑھیں سُبحَانَ اللّٰهِ من يذهب بِالنَّهَارِ وَيَاتِي بِاللَّيلِ اور بعد نماز اشراق دو رکعت نماز ہدیہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے جو ورد کرنا چاہے وہ حسبِ تعلیم و تفہیم و تربیت شیخ کرے۔

حضرت سلمان فارسیؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے گئے اس کے بعد اس کو پکڑا اور ہلایا اس کے پتے جھڑے اُس وقت فرمائے کہ اے میرے صحابی میں اس درخت کے پتے کیوں جھڑایا ہوں تو عرض کیا کہ یارسول اللہ ارشاد فرمایئے۔ فرمایا کہ جب کوئی مسلمان وضو کر کے پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے تو اُ کے گناہ اسی طرح جھڑتے ہیں جیسے کہ اس درخت کے پتے جھڑے ہیں۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو شخص نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اُس کے گناہ سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں جب وہ سجدہ میں جاتا ہے تو اس کے گناہ بھی جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں گر جاتے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے اُس کے جملہ گناہ گر جاتے ہیں اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی وضو کرتا ہے اور گھر سے مسجد کو جاتا ہے اور جو قدم بھی رکھتا ہے اُس پر گناہ مٹ جاتے ہیں اور اُس کے گناہوں کے بدلے نیکیاں' اُس کے اعمال نامہ میں لکھ دی جاتی ہیں اور جو کوئی چاشت کی نماز پر ہمیشگی کرے تو اس کے بے حساب نیکیاں ہوں گی۔ اُس کے بعد اگر روزہ دار نہیں ہے تو کچھ کھالے اور اُس کے بعد کچھ دیر قیلولہ کرے کہ حدیث شریف میں آیا ہے القيلولة تزيد العقل کہ قیلولہ کرنے سے عقل بڑھتی ہے اور اُس سے سالک کے باطن کا نور بڑھتا ہے۔

روزہ سالک کے لئے بہتر ہے اور کم بولنا اور لوگوں کے ساتھ کم رہنا اختیار کرے

دل زیر گفتن بمردوزیدن　　گرچہ گفتارش بود در عیان

دل سے گفتگو کرنا یعنی کم گو ہونا اور لوگوں سے کم ملنا اگرچہ کہ اُن کی گفتگو صاف ہو

من سکت سلم ومن سلم نجاہ۔ وہ جو خاموش رہا سلامت رہا جو سلامت رہا وہ نجات پایا اُس کے بعد ظہر ادا کرے اور اُس کے بعد کے وظائف پڑھے اور قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ اُس کے بعد دینی کتابوں کا مطالعہ کرے اور دنیا کے ضروری کاموں میں مشغول ہو اور ضرورت ہو تو بات کرے۔ جب وقت عصر آئے تو چار رکعت نماز ادا کرے اور نماز عصر پڑھ کر وظائف کی طرف متوجہ ہو۔ اس کے بعد نماز مغرب ادا کر کے نماز قلاقل ادا کرے وہ چار رکعت ہیں حضرت شاہ کلیم اللہؒ اپنے کشکول میں لکھتے کہ قلاقل کا پابند اگر چاہے تو پہاڑ کو تراش دے اور اُس کے بعد دوگانہ نماز غوثیہ محبوب سبحانیؒ پڑھے۔ جو حاجت ہوگی مانگے پوری ہوگی اور اُس کے بعد وظائف پڑھے اور ذکر خفی وجلی میں مشغول ہو جائے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد جو کچھ وظائف ہادی وقت کی طرف سے دیئے گئے ہیں وہ ادا کرے۔ اگر نیند آجائے تو جائے نماز پر ہی اونگ لے۔ دو رکعت نماز با حالت مراقبہ نیند اور بیداری کے درمیان ادا کرے۔ اُس سے تجلی الٰہی کی لذت حاصل ہوگی۔ پس میری ہدایت کو سمجھو۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آرام کرے۔ اس کے بعد پھر مکرر وضو کرے اور دعا مانگے اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار پڑھے یہاں تک کہ صبح صادق ظاہر ہو جائے اور صبح کے وقت اُٹھے۔

صبح صادق مرہم کافور دارد در بغل　　گر علاج زخم عصیاں مکینی بیدار باش

صبح صادق اپنے بغل میں کافور رکھتا ہے اگر تم اپنے گناہوں کے مرض کا علاج کرنا چاہتے ہو تو بیدار ہو

دعاءعاشورہ: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ دَعَا کَسَانَاجتہ وامن فھدیتہ وَارْغَبُ اِلَیْکَ فَاَعْطَیْتَہ وَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ کلفیتہ وَاقرب ما ذیتہ اَللّٰھُمَّ اَمْدُدْ نَفْسِیْ مدیَ واجعلنیَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْاِیْمَانَ بِکَ وَاَسْئَلُکَ الْفَضْلَ مِنَ الرِّزْقِ وَاَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ مِنَ الْبَلَاءِ وَاَسْئَلُکَ حُسْنَ الْعَاقِبَۃِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ..

دیگر

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّارِدٍ وَّعَدَدَحَاسِدٍ وَبُغْضِ قَاھِرٍ وَسُلْطَانٍ جَابِرٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مَفَاسَاتِ الْھَوَسِ وَمَعَادَاتِ النُّفُوْسِ وَحِدَّۃَ السُّقْمِ وَشِدَّۃِ الْاَلَمِ وَمَوْتِ الْاَحْیَاءِ وَقفدالمجاب وکرالتوائب وسوالعواقب وصروف الضمن وصوف المحن و کفایک کافیا لِمَنْ اِسْتَکْفَاکَ وَھَادِیًا لِّمَنِ اسْتَھْدَاکَ وَوَافِیًا لِّمَنِ اسْتَوْفَاکَ وَمُجْھِرًا لِمَنِ الْتَجَاءَ اِلَیْکَ وَمَنًّا لِمَنْ تَوَکَّلَ اِلَیْکَ یَااِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ..

اور عاشورہ کے روز تین بار یہ عا پڑھیں..اللہ چاہے تو اس سال نہیں مرے گا اور مرنے کا حکم ہو گا تو اُس کو یہ عا پڑھنے کی توفیق نہیں ہوگی..دعا یہ ہے.بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. سُبْحَانَ اللّٰہِ الْمَلَاءِ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَمَنْبَعِ الرِّضٰی وَزِیْنَۃَ الْعَرْشِ لَامَنْجَاءَ وَلَامَنْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّااِلَیْہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ کَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا وَ اَسْئَلُہُ السَّلَامَۃَ بِرَحْمَۃٍ وَّلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ..

اگر کوئی روزانہ ستر (۷۰) بار حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھے گا تو بخش دیا جائے گا۔

دیگر

اگر کوئی اُس دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ

فصل چہارم

(نمازوں کے بارے میں)

(صلوٰۃ عاشورہ)

چاہیئے کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من صام یوم عاشورہ احتسب اللہ ان یکفوا الذنوب السنہ جو کوئی یوم عاشورہ روزہ رکھے گا تو اس کے ایک سال کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں

اس کو روایت کیا مسلم نے. اور اسی طرح مشکوۃ میں ہے. جب آفتاب بلند ہو جائے تو دو رکعت نماز ادا کرے پہلی رکعت میں آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورہ حشر کی آخری آیتیں یا جو چاہے پڑھیں اس کے بعد یہ دعا مانگے.. یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ یَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَ فِیْ ھٰذِہِ الْیَوْمِ وَتَخْلُقُ اٰخَرَ مَا تَخْلُقُ ھٰذَ الْیَوْمِ اَعْطِنِیْ فِیْہِ خَیْرَ مَا اَوْلَیْتَ فِیْہِ اَنْبِیَائَکَ وَاَصْفِیَائَکَ وَاِسْمُھُمْ مَا اَعْطَیْتَھُمْ فِیْہِ مِنَ الْکَرَامَۃِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

دوہ چیز سنت است ز عاشورہ یاد گیر بشنو تو اے عزیز تر زادہ مناصحہ
صوم وصلوۃ وغسل ودعا وعیادتست اطعام وصلح وسرمہ مسح مصافحہ

۱.روزہ ۲.نماز ۳.غسل ۴.دعا ۵.عیادت ۶.کھانا کھلانا اور ۷.صلح کرنا ۸.سرمہ لگانا ۹.مسح (یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرنا) اور ۱۰ مصافحہ کرنا.

PUNJGANJ (HAZRAT SYED HAZIM) LIBRARY

وَمَا بَيْنَ هُمَا وَتَحْتَ الثَّرٰى پڑھے تو خداوند تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھے گا۔

دعا آخری چہار شنبہ: آخری چہار شنبہ کو بعد نماز صبح غسل کرے اور نماز چاشت کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اصْرِفْ عَنِّيْ شَرَّ هٰذَا الْيَوْمِ وَاعْتَصِمْنِيْ مِنْ شُؤْمَةِ وَجَنِّبْنِيْ عَمَّا اَخَافُ مِنْ نُحُوْسَاتِهٖ وَكُرُبَاتِهٖ بِفَضْلِكَ يَادَافِعَ الْقَهْرِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ..

اور

سات سلام لکھ کر پی لے ۱. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ۱. سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ. ۲. سَلَامٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۳. سَلَامٌ عَلٰى اِلْيَاسِيْنَ ۴. سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۵. سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ۶. سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ ۷. سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

نماز رجب لیلۃ الرغایب: اس ماہ پہلے پنجشنبہ کو روزہ رکھے. جب جمعہ کی رات آئے تو بعد نماز مغرب بارہ رکعت دوگانہ ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ انا انزلنا تین بار اور سورہ اخلاص بارہ مرتبہ اور نماز سے فارغ ہو کر ۷۰ دفعہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ اور سجدہ میں ۷۰ دفعہ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھیں اور ستر ۷۰ بار پڑھیں رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ. پھر دوسری دفعہ سجدہ کرے اور ۷۰ بار سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھیں

نماز شب معراج: رجب کی ستائیسویں (۲۷) شب کو بارہ رکعت نماز چھ دوگانہ سے ادا کرے اور ہر رکعت میں جو چاہے وہ سورت پڑھیں. بعد سلام سو ۱۰۰ بار استغفار وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ اور ۱۰۰ بار درود شریف پڑھے اور اس کے بعد سجدہ کرے اور اپنی حاجت طلب کرے اور صبح کو روزہ رکھے.

PIR NIAZI HAZRAT SYED FAZIL SHAH

ذکر نماز شعبان: چودھویں شعبان کو دو رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور سورہ اخلاص ۱۵ بار پڑھے نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے اور بیٹھ کر یَا جَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ وَیَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَیَا مَاْمَنَ الْخَائِفِیْنَ وَیَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ وَیَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَیَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. پھر دوبارہ سجدہ کرے اور حاجت طلب کرے اور اس شب میں سورہ یاسین کی تلاوت تین بار کرے پہلی مرتبہ درازی عمر کے لئے دوسری مرتبہ غنی کے لئے اور تیسری مرتبہ بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے..

نماز لیلۃ القدر: رمضان المبارک کی ستائیسویں ۲۷ شب میں بارہ رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ انا انزلنا تین بار اور سورۂ اخلاص (۱۰) بار اور نماز کے بعد (۱۰۰) بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھیں اور اس رات میں دعا مانگے. ہر روز چاہئے کہ یہ دعا مانگے. اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاتِ الدَّائِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یَاغَفُوْرُ یَاغَفُوْرُ. اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَلٰی تُقَرِّبُنَا اِلَیْکَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام..

نماز شوال بروز عید الفطر: خطبہ اور نماز کے بعد چار رکعت نماز ایک سلام سے پڑھیں پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی کی سورت اور دوسری میں والشمس اور تیسری میں والضحیٰ اور چوتھی میں سورہ اخلاص اور عید کے دوسرے دن یعنی دوسری شوال سے چھ روزہ رکھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے روزوں کے بعد اگر کوئی چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا اُس نے سال بھر کے روزہ رکھا..

نماز ذی الحجہ: ۸ ذی الحجہ اور ۹ ذی الحجہ کو روزہ رکھے اور بعد نماز ظہر دو رکعت اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ انبیاء اور دوسری

PUNGANJ (NAZRAMISYAH) BIBI BAZI BIBAND

رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ حج اور اگر یہ سورتیں یاد نہ ہو تو جو چاہے پڑھیں اور سجدہ میں جا کر جو حاجت چاہے طلب کرے اور بوقتِ قربانی یہ دعا پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ اَضْحِیَۃٌ لَحْمُھَا بِلَحْمِیْ وَدَمُھَا بِدَمِیْ وَعَظْمُھَا بِالْعَظْمِیْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَام ..اور اگر وہ مسکین ہو اور قربانی نہ دے سکے تو جب عیدگاہ سے گھر لوٹے تو دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ انا اعطینا تین ۳ بار پڑھیں قربانی کا ثواب پائے گا..

نماز ھول: حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرنے والے کیلئے پہلی رات بہت سخت ہوتی ہے چاہئے کہ ان کے لئے ایصالِ رحمت کرے اور دعا میں یاد رکھے..چاہئے کہ دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین ۳ بار اور دوسری رکعت میں الھاکم التکاثر دس بار پڑھیں اور اس کا ثواب مردے کو بخش دے، حق تعالیٰ ہزار فرشتوں کو نور کے ہدیہ کے ساتھ اس قبر پر بھیجے گا اور قبر کو تا قیامت روشن رکھے گا. اس نماز کو ادا کرنے والا بخشا جائے گا. اور چالیس دوزخیوں کو اس کی نماز کے طفیل میں بخش دے گا اور اس کو ہزار شہداء کا ثواب ملے گا.

نماز استخارہ: اول دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یاایھا الکافرون اور دسری رکعت میں سورہ قل ھو اللہ احد اور نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں دعا کے اول و آخر گیارہ بار درودِ شریف پڑھے اور جہاں ھذا الامر لکھا ہو وہاں اپنے مقصد کا تصور دل میں کرے.

دعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ

فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ لَا اَقْدِرُ اَنْتَ تَعْلَمُ وَاَنَا لَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ ھٰذَا الْاَمْرَ (اس مقام پر اپنے کام کو دل میں تصور کریں) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ حیث کان ارضنی به اوراس کے بعد تازہ وضو کریں اوران اسماء کو پڑھیں یا خبیر اخبرنی یابشیر ابشرنی یا علیم علمنی یا مبین بنینی

نمازِ تہجد: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص دو رکعت نمازِ تہجد ادا کرتا اس کا نام تہجد گذاروں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جس نے چار رکعت پڑھے اس کا نام نمازوں میں لکھا جاتا ہے اور جو کوئی چھ رکعت پڑھتا ہے اس کا نام روزداروں میں لکھا جاتا ہے اور جو آٹھ رکعت پڑھے اس کا نام ان لوگوں میں لکھا جاتا جن کو نہ خوف ہے نہ غم۔ چاہیئے کہ آدھی رات کو بیدار ہو تازہ طہارت کرے اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھے اور اس کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے اس کے بعد تہجد کے دوگانہ کی نیت کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں امن الرسول تا کافرین پڑھے اس طریقہ سے چھ دوگانہ یعنی بارہ رکعت پڑھیں اور ہر دوگانہ کے بعد پانچ بار اللہ حاضری 'اللہ ناضری' اللہ شاھدی' اللہ معی' پڑھیں اور پہلے دوگانہ کے بعد سو بار یاغفار پڑھیں دوسرے دوگانہ کے بعد سو بار یاوھاب پڑھیں تیسرے دوگانہ کے بعد سو بار یا کریم چہارم دوگانہ کے بعد سو بار یافتاح پڑھیں اور پنج دوگانہ کے بعد سو بار یا عزیز اور ششم دوگانہ کے بعد سو بار یامعز پڑھیں اور دس بار اس دعا کو پڑھیں۔۔

اللھم انی اعوذبک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامة۔۔۔

بعد فراغت سجدہ میں جائے اور اپنی مراد طلب کرے تو مقبول ہوگی۔۔۔۔۔

نمازِ تہجد کا دوسرا طریقہ: چاند کی پہلی سے پندرہ تاریخ تک تہجد کی چھ دوگانوں کی ہر رکعت میں قل ھو اللہ احد کو ایک ایک اضافہ کیا جائے یہاں تک کہ آخری رکعت میں بارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھیں جو پندرہویں شب کے بعد

سولہویں شب سے پہلی رکعت میں بارہ بار قل ھو اللہ احد اور اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک کم کرتے جائے بارہویں رکعت میں ایک دفعہ پڑھیں.....

نمازِ قلاقل: بعد فراغت نماز مغرب چار رکعت ایک سلام سے پڑھے. پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکافرون چار بار اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد چار بار اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الفلق چار بار اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد میں قل اعوذ برب الناس چار بار پڑھیں اس کے بعد سجدے میں اپنی حاجت طلب کرے. حضرت کلیم اللہ مدنی اپنی کتاب کشکول میں لکھتے ہیں کہ قلاقل کی نماز کا اس قدر اثر ہے کہ اُسکا عامل چاہے کہ پہاڑ کو ناخن سے تراشے تو تراش سکتا ہے....

نمازِ چاشت: یہ نماز آفتاب کے بلند ہونے کے بعد ہے اور یہ بارہ رکعت ہے. ہر چار رکعت کے بعد سلام پھیر دے. اس کے سوا جیسا چاہے پڑھے لیکن روایت میں چار رکعت بھی آئے ہیں. پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد والشمس اور دوسری رکعت میں واللیل اور تیسری رکعت میں والضحی اور چوتھی رکعت میں الم نشرح چاشت کے کم از کم رکعت چار ہی ہیں اور بعض آٹھ رکعت بھی کہتے ہیں. ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بارہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھیں تو ہر رکعت کے بدلے حج وعمرہ کا اور غلام آزاد کرنے کا ثواب پائیگا. یہ نماز چھ پہروں کے پہلے پہر میں پڑھیں جبکہ آفتاب ایک نیزہ پر بلند ہو جائے..

نماز دوگانہ غوثیہ: پہلے تنہائی کے کھلے مقام پر جائے. اس کے بعد طہارت کبری یعنی غسل کرے اور صاف دھلے ہوئے کپڑے پہنے اور گیارہ قسم کی شیرینی پر روح مبارک کی نیاز کرے اور چالیس دن دوگانہ مغرب اور عشاء کے درمیان اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ آیت الکرسی تا خالدون ایک بار اور سورہ قل

یاایھاالکافرون گیارہ بار اور دوسری رکعت میں بعد سورہ فاتحہ قل ھواللہ احد گیارہ بار پڑھیں اور التحیات میں عبدہ ورسولہ پڑھکر سیدھے جانب یہ کہتے ہوئے سلام پھیرے کہ السلام علیکم یا ولی اللہ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ پھر اس کے بعد کھڑا ہوکر قطب کی جانب یعنی شمال کی جانب گیارہ قدم پاؤں کے انگھوٹھے سے گنتی کر کے چلے کہ وہ روضہ مبارک کا فاصلہ ہے ہر قدم پر گیارہ نام پڑھیں گیارہ نام اس عبارت کے ساتھ لے..

۱. الٰہی بحرمت قطب الاقطاب الارض والسماء سید عبدالقادر جیلانیؒ
۲. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین خواجہ عبدالقادر جیلانیؒ
۳. الٰہی بحرمت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانیؒ
۴. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الملائکہ سید عبدالقادر جیلانیؒ
۵. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الجن والانس سید عبدالقادر جیلانیؒ
۶. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین قطب المشرقین والمغربین سید عبدالقادر جیلانیؒ
۷. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الشجر والحجر سید عبدالقادر جیلانیؒ
۸. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین قطب البر والبحر باز اشہب مجیب سید عبدالقادر جیلانیؒ
۹. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الکواکب سید عبدالقادر جیلانیؒ
۱۰. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین قطب لکل شئی ابومحمد سید عبدالقادر جیلانیؒ
۱۱. الٰہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الجنوب والشمال سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ

اس کے بعد فاتحہ اس طرح پڑھیں

بروح سلطان الاولیاء حجۃ الاسلام والمسلمین قطب الآفاق باالانفاق وارث النبی شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

اور اس کے بعد سورہ فاتحہ اور پندرہ بار سورہ اخلاص، تین بار درودِ شریف پڑھیں اور بارہ قدم پر سجدہ کرے اور اپنی حاجت طلب کرے یہ سمجھے کہ حضرت کی روح مبارک اپنے قریب موجود

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابوالبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

PUNJGANJ (HAZRAT SYED BANZIR BIABANI)

ہے حاجت پوری ہوگی کوئی شک نہیں بشرطیکہ اس نماز کی اجازت کسی بزرگ سے حاصل ہو.

اس عاصی کو سید معین الدین صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت ہے اور اُن کو درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ عاصی دوگانہ کو چوبیس سال تک مسلسل بلا ناغہ ادا کیا ہے. میری بندگی اور میری غلامی. بارگاہِ شہنشاہِ اعظم میں قبول ہوئی میری اس مقبولیت کا اظہار میں اپنے تذکرہ میں کیا ہوں.

ختمِ غوثیہ: پہلے درود شریف ایک سو گیارہ بار قل یاایھا الکافرون ایک سو گیارہ بار .یاغوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی شی للہ. ایک سو گیارہ بار قل یاایھا الکافرون .ایک سو گیارہ بار یا قاضی الحاجات ایک سو گیارہ بار. یا کافی المہمات ایک سو گیارہ بار. پھر آخر میں درود ایک سو گیارہ بار اور شیرنی پر فاتحہ حضور غوث اعظم کی دے.

ختمِ خواجگان: پہلے فاتحہ خواجگان کی ارواح پر پڑھی جائے یا شافی کے بعد جو بھی نام یاد ہو پڑھیں اس کے بعد ایک سو بار درود شریف پڑھے جو یہ ہے.

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ بعدد کل ذرّۃ ماتہ الف الف مرۃ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سورہ فاتحہ	سات بار ۷
سورہ الم نشرح	نود بار ۹۰
قل ھو اللہ احد	ہزار بار ۱۰۰۰
الحمد	سات بار ۷
یاقاضی الحاجات	ایک سو بار ۱۰۰
یاکافی المھمات	ایک سو بار ۱۰۰

یا خفی الطیف ادرکنی بلطف الحق ایک سو بار ۱۰۰

اس کے بعد موجود شیرنی پر خواجگان کے نام کی فاتحہ پڑھیں حاجت پوری ہوگی..

PUNJGINI GAZRAT SYED FAZLE RABANI

نماز کفارہ عمری: امام محمد غزالیؒ کتاب زاد المعرب میں لکھتے ہیں کہ اگر کسی کی بہت ساری نمازیں قضاء ہوئی ہوں تو اس کو چاہیئے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ سے قبل چار رکعت بیک سلام پڑھیں. ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور انا اعطینا پندرہ بار پڑھیں تو دوسو سالہ دورِ گزشتہ کے نمازوں کا کفارہ ہوگا. صحابیؓ نے عرض کیا ہماری عمر 70 اور 80 سال کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ماں باپ اور اجداد کی قضاؤں کا کفارہ ہوگا.

دعائے رجعت: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. علیقا .. یلقا .. خالقا .. مخلوقا .. کافیاارتضی ارتحی مرتضی امرتحی مرتضی میرنجی بحق یا بدوح وتنزل من القران ماھو شفاء رحمة اللمومنین ولایزید الظالمین الا خسارا اناجعلنا فی اعنا قھم اغلالافھی الی الذقان فھم مقمحون وجعلنا بین ایدیھم سدا وومن خلفھم سدا فاغشینافھم لا یبسرون یا حمید الفعل ذالمن علی جمیع خلقه بلطفه یا حیدرحقه ورد کل بیة وردرجال الغیب بحق. ک .ہ.ی. ع. ص. وبحق ح.م ع.س.ق.و بحق ایاک نعبد وایاک نستعین وصلی الله تعالی علی خیر خلقه وآله اجمعین.

پڑھنے کے وقت اول وآخر یہ دعا مذکور پڑھیں اپنے مقدمہ کی روداد وحالات خود لکھے.

فصلِ پنجم

جاننا چاہیئے کہ ایمان ایک درخت ہے جس کی کئی شاخیں ہیں ایک حیا ہے. فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ الحیاء من الایمان .حیا ایمان سے ہے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ فرمایا اور اس ہاتھ کو کبھی شرمگاہ سے مس نہیں کیا اور نہ تمام عمر شرمگاہ کی جانب نظر کی.

دوسری امانت: فرمایا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا ایمان لمن الامانته له جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں. آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت سے قبل امین کہتے تھے مخلوق پر شفقت بھی ایمان کی شاخ ہے.. تیل کو محبت سے کھانا بھی ایمان ہے. قال علیه السلام خذالدهن هن الرهن. تیل کو رہن رکھو. شیرینی سے محبت ایمان کی شاخ ہے. قال علیه السلام المؤمن حلو یحب الحلو. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن شیرین ہے اور شیرینی کو پسند کرتا ہے. بلی بھی ایمان کی علامت ہے کہ وہ سانپ بچھو وغیرہ سے پاک رکھتی ہے. قال علیه السلام حب الطهرة من الایمان . پاکی سے محبت ایمان ہے' وطن سے محبت ایمان ہے. سفید مرغ سے دوستی ایمان ہے یہ اللہ کے مقربوں کو آخری شب بیدار کرتا ہے.

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زبان سے کسی کو گالی نہ دو اور اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کر.

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ مومن نہیں جب تک کہ اپنے لئے جو چیز پسند کرتا ہو دوسروں کے لئے وہی پسند نہ کرے. پس ان کو جنت بھی ہے اور اللہ کا دیدار بھی ہوگا. کسی کو سال میں ایک دفعہ روز عید اور کسی کو ہفتہ میں ایک بار اور کسی کو صبح وشام.

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال' قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لله تسعة وتسعین اسمامن قراء ها واحصا ها دخل الجنة بلا حساب وعذاب. ابو

ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایان رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ بیشک اللہ کے نام نود گنے گئے ہیں جو کوئی ان کو پڑھے اور اس کا احاطہ کرے تو وہ بلا حساب وعذاب جنت میں جائے گا اور اس حدیث کے راوی ہیں جن کے متعلق مروی ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کے ابو ہریرہؓ ہم میں ایسے ہیں جیسے انبیاء میں عیسی علیہ السلام' چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام دنیا میں کوئی مکان نہیں رکھے نہ پیالہ نہ کنگھی اور اسی طرح ابو ہریرہؓ ہیں. جاننا چاہیئے کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالی کے ننانوے نام بتلائے گئے ہیں اور ایک نام پوشیدہ ہے اور وہی اسم اعظم ہے.

حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں کہ وہ آخری سورہ حشر میں ہے اور سہیل تستریؒ فرماتے ہیں کہ یاحیّ یاقیوم ہے اور بعض کے نزدیک یا اللہ اسم اعظم ہے اور بعض کے نزدیک یاھو ہے اس میں اختلاف ہے اور اسم اعظم کے دوسرے نام بھی ہیں. مثلا دھری. دیموی اور بعض ہزار نام بتلائے ہیں جب کافر اٹھتے بیٹھتے تو بتوں کے نام لیا تو مومنوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کس نام سے شروع کریں ارشاد ہوا' قل اودعوا اللہ اودعوا الرحمٰن' اللہ پکارو یا رحمٰن پکارو جس کو چاہے پکارو اُس کے سب نام اچھے ہیں..

سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایک نام کا ایک محل ہوتا ہے. یعنی ایمان کے اثبات کے لئے' یاہادی' برائے مغفرت' یاغفور یاغفار' برائے عطا یاشکور ویاباسط اور بطلبِ رزق یارزاق' بہر حال نام اللہ جس جگہ بھی کہیں بہتر ہے اس کے جملہ صفات اس میں شامل ہیں شمس الدین تبریزؒ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی تین ہزار بار اللہ اللہ اور یاہو ہو کہے تو اسکے دل کے آنکھ روشن ہوں گے اور صاحب یقین ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ اسم اللہ اسم اعظم ہے ہر اسم کی افتتاح اُسی سے ہے اور اس میں تین نام اللہ' رحمٰن' اور رحیم ہیں

حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سفید لباس کو پسند فرماتے تھے اور ہرا جبہ اور کالی کمبل اوڑھتے تھے اور موسم گرما میں ہاتھوں پر رکھتے اور تہہ بند آدھی پنڈلیوں تک اور جب کرتہ پہنتے تو پہلے گلے سے شروع کرتے اس کے بعد سیدھی آستین میں ڈالتے اور کبھی ننگے پاؤں چلتے اور کبھی نعلین اپنے ہاتوں سے سی لیتے کالے جوتے کو پسند فرماتے اور کبھی شملہ ٹوپی کے ساتھ پہنتے

اور کبھی بغیر ٹوپی کے. آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن مسلسل گوشت تناول نہ فرماتے. ایثار کی وجہ سے نہ کہ بخل کے باعث. آپ گوشت کو پسند فرماتے اور فرماتے کہ کھانوں کا سردار گوشت اور پرند ہے.

سید الطعام الحم و الطیر: اور دودھ کو بھی پسند فرماتے اور کہتے کہ خدا برکت عطا فرمائے دودھ اور شہد میں اور شہد کو پسند فرماتے اور میوہ میں خربوزہ پسند کرتے اکثر اس کا پوست نکال دیتے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دحیہ کلبی کو دعوت مرحمت فرمائی تو خربوزہ کو پاک کیا اور اس پر شکر چھڑکا اور عطا فرمائی اور روٹی تیل میں تر کی ہوئی کھلائی.

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میوہ کھا کر پانی نہ پئیں کہ پانی میوہ پر دیر ہضم اور خرابی پیدا کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھیرے اور ککڑی کو نمک سے تناول فرماتے. جو بھی ککڑی کو نمک سے کھائے تو جزام کو دور کرتا ہے اور کھجور روٹی کے ساتھ یا بغیر روٹی استعمال کرتے. سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد روٹی سے اور کبھی بے روٹی استعمال کرتے اور کبھی روٹی کو شہد میں چورتے اور چور کر کھانے کو پسند فرماتے.

الثرید بین الطعام کعائشة بین النساء. ثرید (گوشت کا شوربہ اور چوری ہوئی روٹی). کھانوں میں ایسا ہی ہے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ عورتوں میں اور چاول کے کھانے کو بھی پسند فرماتے اور سرکہ کو بھی پسند کرتے کہتے کہ وہ شہوت کو دور کرتا ہے اور شیطان کو بھگاتا ہے. لباس کو پیوند لگا پہنتے اور کبھی امہات المومنین کیلئے گوشت منگواتے جب کوئی شخص سرکار کو تحفہ اور ہدیہ کے طور پر بھیجتا تو قبول فرماتے اور اس کی عزت کرتے اچھا بدل فرماتے. ایک شخص ایک دن مالِ غنیمت لے آیا اور دوسرا شخص ایک پیالہ میں منقٰی بھر کر لایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنے دامن میں لے لیا اور اس کے پیالہ کو چاندی سے بھر دیا. مہمان کو پسند فرماتے اور اس کی عزت کرتے اور اپنے کھانے میں دیر فرماتے. بعض اوقات اپنے صحابہؓ کو اپنے ہاتھ مبارک سے خود لقمہ ان کے منہ میں ڈالتے اور مہمان کے لیے بوریہ بچھاتے اور بعض کو اپنی

جگہ بٹھاتے اگر وہ ادب کی وجہ سے نہ بیٹھتے تو انہیں قسم دیتے۔

ایک روز حضرت دحیہ کلبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے بورئے پر جگہ نہ تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر ان کے لئے بچھا دیا .دحیہ کلبی نے کہا کہ میرے لئے یہ درست نہیں کہ اس پر قدم رکھوں. قسم دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دونوں زانو اس پر رکھ دیئے اپنے دونو قدم زمین پر رکھے اور ان کے دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ چادر مجھے عطا ہوتا کہ میں اپنا کفن بنالوں جیسے ہی مجلس برخواست ہوئی تو دحیہ کلبی نے چادر کو لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو بخش دیا. دحیہ اپنے سر پر رکھ لئے اور بوسہ دیکر اپنے کفن کے لئے محفوظ رکھ لیا. آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عمر احتلام نہیں ہوا.

من رضی والده فاماراض عنه . جس نے اپنے والد کو راضی کیا پس وہ اس سے راضی ہے. **من تفسیر حسینی .لیس فی راس رسول الله صلی الله علیه وسلم وبجبة عشرون وشعره .** تفسیر حسینی میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ مبارک اور داڑھی مبارک میں بیس سفید بال سے زیادہ نہیں تھے. جب کوئی شخص کسی سے پانی مانگے اور وہ اس کو دے تو بخشا جائیگا اور وہ جنت میں جائیگا قبل اسکے کہ مانگنے والا پانی پی لے.

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اولیا کون ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ تعالی یاد آجائے یہ لوگ اور ان میں اکثر زرد رنگ کے چہرے والے ہوتے ہیں. اور آنکھیں دھنسی ہوئی ہوتی ہیں ان کے رونے کی زیادتی کی وجہ سے فاقہ کی کثرت کی وجہ سے پیٹ پیٹھ سے چپکا ہوتا ہے اور ان کے ہونٹ شوق کے پیاس کی وجہ سے خشک ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ اولیاء وہ ہیں جب شہر میں داخل ہو تو کوئی شخص ان کو پہچان نہ سکے. اگر وہ شہر سے باہر چلا جائے تو کوئی ان کو واپس نہ بلائے..

نبوت کی خلافت تیس سال رہی اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت دو سال تین ماہ اور خلافتِ حضرت عمرؓ دس سال چھ ماہ اور خلافتِ عثمانؓ بارہ سال اور خلافتِ حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہم چار سال نو ماہ اور خلافت حضرت حسنؓ چھ ماہ۔

انچہ فرمود مصطفے نگر پنج بودائے برادر اندر باب

ختنہ و بروالدین دم دام دان طہارت از پئے خواب

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے پانچ چیزیں اس کا لحاظ کر ختنہ' والدین کے ساتھ نیکی' دم یعنی قربانی' اور سوتے وقت طہارت.

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حبیب الله فی الدنیا غریب که یوم و اسرا عجیب

اللہ کا حبیب دنیا میں مسکین ہوتا ہے اور اس کے دن اور رات عجیب ہوتے ہیں.

وعند الناس مقهور ذلیل وفی العقبی الی المولی قریب

اور وہ لوگوں کے پاس ذلیل اور عقبیٰ میں مولیٰ کے قریب ہوتا ہے

لیس العید لمن رکب المطایا انعم العید لمن غفر الخطایا

عید اس کی نہیں جو سوار ہو کر جائے بلکہ عید اس کی ہے جس کے گناہ بخشے گئے.

ولیس العید لمن لبس الجدید انعم العید لمن غفر الوعید

جو نیا لباس پہنے اس کی عید نہیں بلکہ عید اس کی ہے جس کے گناہ بخشے گئے.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمیں پانی پر اور پانی مچھلی پر اور مچھلی درخت پر ہے اور درخت بیل کے سنگھ پر ہے بیل مٹی پر ہے اور مٹی فرشتہ کے سر پر ہے اور فرشتہ مچھر کے پر پر ہے اور مچھر ہوا پر ہے اور ہوا جہنم پر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہلِ جنت کے ایک سو بیس ۱۲۰ صفیں ہوگی جن میں ۸۰ صفیں میری امت کی اور چالیس ۴۰ باقی تمام امتوں کی

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ نے کہ دنیا ایک پونجی ہے اور بہترین پونجی ایک نیک عورت ہے. حضرت مسلمؓ سے روایت ہے کی اور اسی طرح مشکوۃ میں ہے کہ روایت کی ہے عبداللہ ابن عباسؓ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

PUNJGANJ SHARIFTH SYED PANJTIBIBANI

نے جو اپنے اہل کے ساتھ رہتا ہے اس نے نصف دینار صدقہ دیا جس کو روایت کیا ترمذی نے اور اسی طرح مشکوۃ میں انسان حیوان ناطق کو کہتے ہیں جو جز اور کل کا ادراک کرتا ہے اور حیوان نام ہے اس کا جو اپنے ارادے سے حرکت کرتا ہے اور محسوس کرتا ہے اس کے ابعاد تین ہے طول، عرض، اور گہرائی.

نماز میں سات چیزوں کا مارنا جائز ہے ۱.سانپ ۲.بچھو ۳.چھپکلی ۴.پسو ۵.چچڑی یا گوچڑی ۶.جوب ۷.ڈکوری (ڈنک مارنے والی مکھی)

ہر مردار چیز میں آٹھ چیزیں پاک ہیں ۱.بال ۲.پوست ۳.سم (کھر) ۴.سینگ ۵.چونچ ۶.ہڈیاں ۷.چربی ۸.دودھ نتھارا ہوا.

سنت ہے کہ مہر کم باندھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہر پانچ سو تھا اور مہر فاطمۃ الزہراؓ میں اختلاف ہے صحیح یہی ہے کہ آپ کا مہر ۴۸۰ درھم تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۰۰ تھا اور بعض ۲۰۰ کہتے ہیں

اگر کوئی شخص قاضی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد کرے تو عقد منعقد نہیں ہوتا اگر چہ کے وکیل اور شہادت بھی ثابت ہو تو جائز نہیں سوائے قاضی کی اجازت کے.

جاننا چاہئے کہ جنب ناپاک نہیں ہوتا. اس لئے کہا گیا ہے کے جنابت کی وجہ پلید نہیں ہوتا جنب کا کلمہ شہادت پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا جائز ہے.

کتاب مجموعہ عقد النان میں لکھا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بیزار ہے کھائے ماتم اور مصیبت زدہ کے گھر میں تین دن گذرنے سے قبل مگر جو شخص کہ اس تقریب میں شرکت کے لئے جائے اور داخل مجلس ہو تو اس کے لئے کھانا جائز ہے.

پانی کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تیمم کر کے قرآن پاک کو چھولے اور مسجد میں داخل ہو تو فتوی سراجی میں جائز کہا گیا ہے

صدقہ کیلئے پانچ چیزیں شرط ہیں. دو شرطیں دینے سے پہلے ۱.حلال وجہ ۲.نیک آدمی کو دینا تا کہ وہ نجس چیزوں میں خرچ نہ کرے اور دیتے وقت مسرت سے اور انکساری کے

ساتھ کھلے دل سے دے اور دوسرا چھپا کر دے اور ایک شرط صدقہ دینے کے بعد یہ ہے کہ لینے والے پر احسان نہ رکھے اور زبان پر نہ لائے تم اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو.

عقد سے پہلے پھولوں کا سہرا جو دلہنوں کے سر پر باندھا جاتا ہے جائز ہے. حضرت علی (کرم اللہ وجہ) رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ اپنے صاحبزادوں حسنین رضی اللہ عنہما کے سروں پر آپ نے سہرا باندھا.

دربیانِ لطائف: ایک بوڑھیا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرت مجھے جنت نصیب ہوگی کہ نہیں. آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس بڑھاپے اور ضعیفی کے ساتھ داخلِ جنت نہیں ہوگی. تو وہ عورت رونے لگ گئی اور زمین پر لوٹنے لگی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوجوان ہو کر جنت میں داخل ہوگی. پس وہ عورت خوش ہو کر چلی گئی.

لطیفہ: ایک روز حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک برتن میں کھا رہے تھے فرمائے کہ کون زیادہ کھاتا ہے. آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کھا کر بعض خراب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دئے جب کھانا ختم ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) تمہارے سامنے بہت گٹھلیاں ہیں اور میرے سامنے بہت کم.

لطیفہ: حضرت جعفر الصادقؒ فرماتے ہیں کہ مجھے والد نے وصیت فرمائی کے پانچ قسم کے لوگوں سے دوستی مت کرو. ۱.ایک پیٹ کے غلام سے جو لقمہ بھی کم نہیں کھاتے کمتر لقمہ سے کیا مطلب تو کہا کہ وہ شخص طلب کرتا ہے اور اس کو مل جاتا ہے. ۲.بخیل کی صحبت سے جب تو محتاج ہو جائے اور تجھے کچھ کام پڑ جائے تو وہ تجھ سے علٰحدہ ہو جاتا ہے. ۳.جھوٹا جس کی مثل سراب (موسم گرما میں ریت بمثل تالاب معلوم ہونا) کی سی ہے کہ اس کے دکھلاوے پر اعتماد نہیں کیا جاتا ۴.بے وقوف ہر وقت تجھ سے فائدہ کی امید رکھتا ہے. ۵.وہ شخص جو اپنے حق داروں کا حق ادا نہیں کرتا. وہ غضب کرنے والا ہے.

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابوالبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

PUNJGANJI ZIA THE SYED HAZRAT BIABANI

لطیفہ: الابھام قبیح الکلام (ابہامی) مبہم گفتگو خراب گفتگو ہے یعنی وہ ہتھیار ہے نالائق اور بیوقوفوں کا بری باتوں سے دل زخمی ہوتے ہیں.

لطیفہ: حضرت امام سے منقول ہے پوچھا گیا کہ روزہ کیوں فرض ہے تو کہا تونگر لوگ بھوکوں کو بھی محسوس کریں اوران پر رحم کھائیں.

لطیفہ: امام عسکری نے فرمایا. ہمارا فقر دوسروں کی تونگری سے بہتر ہے ہمارا قتل بہتر ہے دوسروں کی زندگی سے۔

لطیفہ: ایک حکیم نے کہا کہ چار برے چیزوں میں بُری چیز یہ ہے حکام کا غصہ' عالم کی جھوٹ 'مالداروں کی کنجوسی' عورتوں سے بدکلامی.

لطیفہ: دو چیزیں مفت حلال ہے اور وہ شرع میں بھی درست ہیں. ۱. پڑوسی کے گھر کا سماع ۲.راستہ سے گذرنے والے کا حسن.

لطیفہ: دیورنہ کو دیکھے کہ وہ دوڑ رہا ہے پوچھے کہ تو کدھر جارہا ہے تو اس نے کہا من الدنیا الی الاخرہ دنیا سے آخرت کی طرف' پوچھنے والے نے کہا وہ بہت دور ہے کہا اسکے لئے دور ہے جو ٹھیرا ہوا ہے غرور کے گھر میں کچھ حاصل نہ ہوگا. اسکے لئے دور نہیں.

لطیفہ: عبداللہ شاہ ایک درویش اپنا تکیہ حیدرآباد سے قریب ورنگل کے ایک موضع میں بنایا. تکیہ کے خان صاحب انکے سامنے آئے اور سواری پر پہنچ کر دو روپے نذرانہ پیش کئے. خان مرحوم مسکرائے اور کہا فقیر اپنے بغل سے قران نکال کر کہا اگر کوئی شخص رشوت نہیں لیا ہے تو اس کی قسم کھائے تو خان صاحب ہنس دیئے تو کہا کیا غرض رکھتا ہے کہا تکیہ کی زمین کی رجسٹری کیلئے.

یہ کتاب ۱۱۹۰ھ شعبان میں مکمل ہوئی.

ختم شد

email: contact@afzalbiabani.net

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف اولیاں جہانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔